یا اللہ مدد | حیات النبی ﷺ زندہ باد | شان رسالت ﷺ زندہ باد | اصلی کلمہ اسلام: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ | شان صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ باد | مقام امام اعظم ابو حنیفہ زندہ باد | حق چار یار

اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

بفیضان
مظہر شریعت و طریقت قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

بیاد
محدث عرب و عجم آبروئے دیوبند امام اہل السنۃ والجماعۃ
شیخ الحدیث حضرت مولانا
محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
خلیفہ مجاز: امام الموحدین رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی نور اللہ مرقدہ

مفسر قرآن ولی کامل حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی نور اللہ مرقدہ	فقیہ العصر ترجمان دیوبند حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ
شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ	فخر اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ
حکیم العصر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ	امین ملت مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ
پاسبان مسلک احناف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف نور اللہ مرقدہ	ترجمان مسلک دیوبند مولانا نور محمد تونسوی نور اللہ مرقدہ
وکیل صحابہؓ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید نور اللہ مرقدہ	جانشین شہید اسلام محقق العصر حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید نور اللہ مرقدہ

بدعا: وکیل صحابہؓ حضرت مولانا عبد الستار تونسوی نور اللہ مرقدہ | حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

سرپرست
پیر طریقت شیخ الحدیث
حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو صاحب مدظلہ

نگران
وکیل احناف مناظر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ

مدیر اعلیٰ	مدیر مسئول	مدیر
مولانا جمیل الرحمٰن عباسی	مولانا احسن خدامی	حمزہ احسانی
0301-7790908	0320 4902150	0307-5687800

فی شمارہ: 25......زر سالانہ: 300 روپے

برائے رابطہ: احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

ترتیب

محفل میلاد....اور....امام ربانی قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟ از: سعید خان

جواب: عقد مجالس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر شرع نہ ہو مگر اہتمام اور تداعی (یعنی دوسروں کو بلانا) اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔ وعلیٰ ہذا عرس کا جواب ہے۔ بہت اشیاء ہیں کہ اول مباح تھیں۔ پھر کسی وقت بھی منع ہوگئیں۔ مجلس مولود اور عرس بھی ایسا ہی ہے۔ فقط: رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [فتاویٰ رشیدیہ: ۱۰۵]

امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

محفل میلاد

اس میں شک وشبہ کی ادنی گنجائش بھی نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ عشق وعقیدت اور محبت عین ایمان ہے، اور آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات وواقعات اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال کو پیش کرنا باعثِ نزولِ رحمتِ خداوندی ہے، اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے حالات کو معلوم کرے اور ان کو مشعل راہ بنائے، سال کے ہر مہینہ میں اور مہینہ کے ہر ہفتہ میں اور ہفتہ کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹہ اور منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں، جس میں آپ ﷺ کی زندگی کے حالات بیان کرنے اور سننے ممنوع ہوں، یہ بات محل نزاع نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو مقرر کر کے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلس منعقد کرنا، جلوس نکالنا، یا اسی دن کو مخصوص کر کے فقراء اور مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرام اور اہل خیر القرون سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کسی مسلمان کو اس میں پس وپیش کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے کیونکہ جو کچھ انھوں نے فعلاً اور ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی ہے۔

۲۳ر سال آپ ﷺ بعد از نبوت قوم میں زندہ رہے اور پھر تیس سال خلافت راشدہ کے گذرے ہیں اور پھر ایک سو دس ہجری تک حضرات صحابہ کرام کا دور رہا، کم وبیش ۲۲۰ برس تک اتباع تابعین کا زمانہ تھا، عشق ان میں کامل تھا، محبت ان میں زیادہ تھی، آنحضرت ﷺ کا احترام اور تعظیم ان سے بڑھ کر کون کر سکتا ہے؟ اگر فریقِ مخالف ہمت کر کے ان سے یہ ثابت کر دے تو چشم ما روشن، دلِ ما شاد۔ کسی مسلمان کو اس سے سرِ مو اختلاف نہیں ہو سکتا، لیکن اگر فریقِ مخالف خیر القرون سے اس کا ثبوت پیش نہ کر سکے اور تا قیامت نہیں کر سکے گا، تو سوال یہ ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے یہ مبارک کام اور کارِ ثواب اس وقت کیوں نہ ہوا اور آج یہ کیسے کارِ ثواب اور مبارک ہو گیا ہے؟ بس صرف اسی ایک نقطہ پر نگاہ جما کر دوٹوک فیصلہ کرنا چاہیے۔

بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

[راہِ سنت: ۱۶۰]

العبد محمد قاسم

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ......اور......محفل میلاد

یہ تحریرِ مبارکہ ۱۹/ربیع الثانی ۱۲۹۷ھ/۲/مارچ ۱۸۸۰ء کی ہے اور سہ ماہی ''احوال و آثار'' کاندھلہ جلد:۱، شمارہ:۳، جنوری تا مارچ ۲۰۰۸ء ص ۴-۱۳ سے ماخوذ ہے۔

.......اگر کوئی شخص ملازمانِ شاہی میں سے' سر دربار' بادشاہ سے زیادہ کسی وزیر، مشیر کی تعظیم کرے تو وہ تعظیم چوں کہ موجب توہین بادشاہی ہے، اس لیے بہ وجہ تعظیم مفرط وزیر یہ تعظیم کرنے والا مستوجب عتابِ بادشاہی ہوگا۔ تعظیم وزیر کچھ کام نہ آئے گی، بلکہ خود وزیر بہ وجہ مذکور درپے تذلیل شخص مذکور ہو جائے گا۔ جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب سنیے!

اعلیٰ درجے کی وہ مجلس ہے جس میں قرآن و حدیث پڑھا جائے اور بیان احکام خداوندی کیا جائے۔ اور کیوں نہ ہو! انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اس غرض سے بھیجے گئے کہ احکامِ خداوندی پہنچائیں اور کتب مقدسہ اسی غرض سے نازل کی گئیں کہ احکام خداوندی معلوم ہو جائیں۔ خود خداوند کریم فرماتا ہے: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ**. (سورۂ ذاریات:۵۶) ''اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو۔'' دوسری جگہ ارشاد ہے: **وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُو اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ**۔ (سورۂ بینہ:۵) ''اور ان کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں خالص کر کے اس کے واسطے بندگی۔''

اور ظاہر ہے کہ عبادت' اطاعتِ احکام کا نام ہے، اس لیے وہ مجلس جس میں بیان احکام ہو اعلیٰ درجے کی مجلس ہوگی، کیوں کہ غرض اصلی عبادت ہے۔ چناں چہ دونوں آیتیں اس پر شاہد ہیں۔ بے بیان احکام محقق نہیں ہو سکتے۔ غرض مجلس و وعظ و درس قرآن و حدیث کے برابر کوئی محفل نہیں۔ پھر ستم یہی نہیں کہ اس محفل کے لیے تو کچھ اہتمام نہ ہو، نہ اس میں برکت کی امید ہو جو محفل میلاد شریف سے رکھتے ہیں اور نہ اس کے لیے فرش و فروش، روشنی و شیرینی وغیرہ ہو جو محفلِ میلاد کے لیے مہیا کی جاتی ہے۔ علاوہ بریں میلاد کی بہ دولت جماعت سی واجب چیز کو ترک کیا جائے اور جماعت کے لیے میلاد شریف ترک نہ کیا جائے اور یہ اس قسم کی بات نہیں تو اور کیا ہے کہ بادشاہ سے زیادہ وزیر کی تعظیم کی جائے۔

پھر اس پر قیام معمول بہ اگر بہ ایں اعتقاد ہے کہ روح پرفتوح حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت رونق افروز ہوتی ہے تو یہ اعتقاد بے سند ہے کہ جس کا پتا نہ قرآن میں نہ نشان حدیث میں۔ اگر یہ بدعت نہ ہوگا تو اور کون سی چیز بدعت ہوگی؟ شیعوں اور خوارج کے اعتقادات جو ان کے مبتدع اور فعال ہونے کی

وجہ مجھی گئی تو کیوں مجھی گئی؟ اس بے سند ہونے کے باعث۔ اور اگر بہ ایں خیال یہ اہتمام قیام ہے کہ بعض اولیائے کبار اس وقت کھڑے ہوئے تھے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہم بھی اسی طرح مشرف بہ زیارت ہوتے ہیں جیسے وہ اولیا مشرف ہوئے تھے؟

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعض اولیائے کبار ارباب حال کو وقت ذکر ولادت شریف دولت زیارت میسر آئی تھی، اس لیے ان کے واسطے اٹھنا ضروری ہوا۔ بے شک اگر وہ اس وقت نہ اُٹھتے تو عجب نہ تھا کہ اس بد تعظیمی کے سبب اپنے مرتبہ و مقام سے گر جاتے، مگر عوام الناس جو ان کی اقتدا کرتے ہیں گویا زبان حال سے یوں جتلاتے ہیں کہ گویا ہم بھی دولت زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اب کہیے یہ کس درجے کی ریا ہے؟

بعض اولیا کو چند بار یہ اتفاق ہوا کہ اپنے حلقے میں یا شیخ بہاؤ الدین شیاءً للہ کہا۔ ان کے ایک مرید نے بھی کہنا شروع کر دیا۔ حضرتؒ نے فرمایا: تم کیوں کہتے ہو؟ مرید نے کہا کہ آپ کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ مجھ کو تو حضرت کی زیارت میسر آتی ہے، اس لیے کہہ پڑتا ہوں۔ تو جو کہتا ہے کیوں کہتا ہے؟ غرض حضرتؒ نے اس کو منع فرمایا اور اپنی اقتدا اور اتباع کی اس امر میں اجازت نہ دی۔ ایسے میں جن صاحبوں نے وقت مذکور پر قیام کیا وہ مشرف بہ زیارت ہوئے تھے عوام کو ان کا اقتدا جائز نہیں۔

باقی یہ کہنا کہ ہم بہ غرض تعظیم اسم مبارک کھڑے ہوتے ہیں، یہ ایسی بے ہودہ بات ہے کہ کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیا اس وقت آپ مستحق تعظیم ہوتے ہیں؟ اس سے آگے پیچھے ان لوگوں کے نزدیک مستحق تعظیم نہیں ہوتے؟ افسوس! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر انوار کو ایسی ایسی واہیات سے ناواقفوں نے خراب کر دیا۔

اس لیے اپنا یہ قول ہے کہ ہمارے لیے تو مولود شریف اگر کریں جائز بلکہ مستحب ہے، پر رواج کے موافق کرنے والوں کے حق میں جائز نہیں۔ ہاں گوشۂ تنہائی میں بے قیام کوئی کبھی بہ تقاضائے محبت بہ روایات صحیحہ پڑھ لیا کرے تو سبحان اللہ! پر ان روایات ضعیفہ موضوعہ کا پڑھنا یوں بھی جائز نہیں۔

غرض اصل سے ذکر بابرکت حضرت سرورِ عالم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات عمدہ حسنات میں سے تھا، گو ذکر احکام اور استماع احکام بہ غرض اطاعت و تبلیغ حقیقت میں ذکر ملک علام ہے، مگر جیسے متنجن و زعفران وغیرہ اطعمہ لذیذہ اصل سے عمدہ غذا ہوتی ہے، پر زہر مل جائے تو باوجود عمدگی خراب و مہلک ہو جاتی ہیں۔ اور اس وقت بہ وجہ اختلاط زہر باوجود لذت معلومہ اس لذت کا ترک ضروری ہے، چہ جائے کہ بہ وجہ لذت زہر مخلوط کا کھانا عمدہ سمجھا جائے؟ ایسے ہی ذکر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم متضمن ولادت ہو یا متضمن وفات عمدہ خیرات میں سے ہے۔ پر بالائی خرابیوں کے باعث واجب الاحتراز ہے، چہ جائے کہ خرابی ہائے مذکورہ بہ وجہ عمدگی سفوہ واجب الارتکاب ہوں.....!!

☆☆☆☆

جمع وترتیب: سعید الرحمٰن درخواستی [جامعہ احیاء العلوم ظاہر پیر]

مروجہ عید النبی......حضرت مدنی رحمہ اللہ کی تحریر کی روشنی میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات کو اکیاون دن، ۵۱/سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن آج بھی آپ کی یاد کے روشن نقوش عوام وخواص کے دلوں پر ثبت ہیں۔ جب آپ کا اسم گرامی کسی مجلس میں لیا جاتا ہے تو نگاہیں عقیدت واحترام میں جھک جاتی ہیں۔ اور دل عظمت واجلال سے معمور ہو جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام کا لقب ایک ایسی بلند پایہ شخصیت کا عنوان بن گیا جو اپنے دل میں ان علمی وعملی اور روحانی کمالات کا مجموعہ تھی، جن کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ غیرت دینی وملی، علمی گہرائی، زہد وتقوی، رشد وہدایت اور معرفت الٰہیہ کا وہ پیکرِ محسوس جس نے پون صدی سے زیادہ امت محمدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے درمیان رہ کر نبوی سیرت وکردار کا شاندار عملی نمونہ دنیا والوں کے سامنے پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ عشق الٰہی سے سرشار لوگ جب دنیا میں نورِ ہدایت کی کرنیں پھیلانے پر آتے ہیں اور مخلوق کی نفع رسانی کا جب بیڑا اُٹھاتے ہیں۔ تو دنیا کی کوئی رکاوٹ ان کے لیے رکاوٹ نہیں رہتی اور زمانہ کے نشیب وفراز ان کے عزم وارادہ میں کوئی ادنی جنبش پیدا کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا جب نام آتا ہے تو تصور میں ایسی روشن تصویر اُبھرتی ہے جو اخلاص وانابت کا پیکر تھی، جہد مسلسل کی عملی تعبیر تھی، میدان جہاد میں دیکھئے تو قیادت وسیادت ان پر ناز کرتی نظر آتی ہے، روحانیت کے ممبر پر دیکھئے تو ان کی حیثیت ایسے آفتاب وماہتاب کی تھی جن کے سامنے ستاروں کی روشنی مدھم پڑ جاتی تھی، تعلیم وتدریس کے میدان پر نظر ڈالیے تو یوں سمجھیں کہ وہ ایک بحر بیکراں تھے جس کی وسیع النظری نے چار دانگ عالم کے ہزاروہا ہزار تشنگان علوم نبوت کو اپنے دامن فیض سے سیرابی کا بھرپور موقع فراہم کیا ہے اور یہ سلسلہ ان کے تلامذہ کے ذریعے اب بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالی تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت مدنی کا جب ذکر چھڑتا ہے تو بے اختیار نظریں گنبد خضراء (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم) کے پرنور سایہ کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ جہاں اس نواسۂ رسول نے اٹھارہ (۱۸) سال تک اپنے نانا جان (حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) کے علوم کی اشاعت اس شان سے کی کہ چار دانگ عالم میں اس ''اس شیخ ہندی'' کے نام کا غلغلہ بلند ہوا۔ اور خلق خدا کے نقارے سے شیخ العرب والعجم کا لقب عطاء ہوا۔ بقول علامہ شورش کاشمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ہیچ تھا اس کے لیے اندیشہ دار و رسن پائے استحقار سے دنیا کو ٹھکراتا رہا
خواجۂ کونین کے روضہ کی جالی تھام کر نور کے تڑکے دعا کو ہاتھ پھیلاتا رہا

ذیل میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی' مروجہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عدم جواز پر اس کی تاریخی حیثیت اوراس کے بدعت ہونے کی مختلف وجوہات کے بارے میں تحقیقی اور حقیقت پر مبنی مضمون کو حضرت کے مختلف مکتوبات سے جمع کر کے ترتیب کے ساتھ نقل کیا جا رہا ہے۔

عید میلاد النبی کی تاریخی حیثیت:

بندہ کو عرصہ سے یہ خلجان تھا کہ آیا وہ کون سی باتیں ہیں جن کی بنا پر مقبول علماء کی اکثریت ربیع الاول میں مروجہ سیرت کے جلسوں اور جلوسوں کے خلاف رائے رکھتے ہیں، پوری ایمانداری سے غور کرتا رہا اور مطالعہ جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ سب سے پہلے عید میلاد النبی کی تاریخی حیثیت کا سراغ لگایا تو تاریخ سے پتہ چلا کہ سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں ''خلفاء فاطمہ'' نے قاہرہ میں چھے عدد میلادوں کی بنیاد ڈالی، جس میں سے ایک میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، دوسرے میلاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیسرے میلاد حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، چوتھے میلاد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پانچویں میلاد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ چھٹے میلاد خلیفہ وقت، ان میلادوں کو افضل بن امیر الجیوش نے ختم کر دیا۔

جب حاکم بامر اللہ خلیفہ ہوا تو اس نے ۵۲۴ھ میں پھر ان میلادوں کی مجلسوں کو قائم کر دیا۔ ہاں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ''موصل'' میں شیخ عمر بن محمد اللہ نے (جو اپنے زمانہ کے اچھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے) قائم کیا، جن کی اقتداء صاحب اربل مظفر سعید نے ساتویں صدی میں بڑے زور شور سے کی۔

چنانچہ ابوالخطاب عمر بن الحسن المعروف بابن دحیہ اندلسی نے سلطان مظفر الدین کی میلاد النبی سے دلچسپی دیکھ کر ایک کتاب '' التنویر فی مولود السراج المنیر'' تصنیف کی دی، جس کے صلہ میں سلطان اربل نے ایک ہزار دینار عنایت کیے۔ شاہ اربل نے ربیع الاول میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں اس قدر غلو کیا تھا کہ بقول صاحب تاریخ خلکان وکتاب مرآۃ الجنان'' بسیط ابن الجوزی'' نے بیس قبہ جات یعنی گنبد اس طرح بنوائے کہ ہر گنبد کے چار اور پانچ درجے نیچے اوپر قائم کر دیئے تھے، اس میں سے ایک اپنے لیے مخصوص کر رکھا تھا، اور بقیہ امراء اور سلاطین وغیرہ کے لیے وقف تھے۔ جس کی آرائش اور سجاوٹ صفر کے مہینے سے شروع ہو جاتی تھی، اور ہر قبہ میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی موجود

رہتی تھیں۔

عصر کی نماز پڑھ کر مظفر اپنے قبہ میں داخل ہوتا تھا، محفل رقص و سرور جمتی تھی، طرح طرح کے کھانے پر، رنگ برنگ کے بھیس میں متصوفین اور نام نہاد علماء ٹوٹ پڑتے تھے، کبھی ۸/ربیع الاول کو اور کبھی ۱۲/ربیع الاول کو یہ تقریب منائی جاتی تھی، چنانچہ حسب تصریح ''سبط بن الجوزی'' پانچ ہزار بھنی ہوئی بکریاں، دس ہزار مرغ مسلم، ایک لاکھ برتن، اور تیس ہزار طشتریاں مٹھائی سے پُر موجود رہتی تھیں۔ سماع اور قوالی کی مجلسیں ظہر سے فجر تک جاری رہتی تھیں، مزامیر و معازف یعنی وہ باجے جو ہاتھ اور منہ سے بجائے جاتے ہیں، جن کو مٹانے کے لیے آقاء نامدار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے' اس مجلس میں انہی چیزوں کی کثرت تھی، بقول صاحبِ خلکان'' ولم یکن لہ لذۃ سوی السماع ''شاہ اربل کو راگ اور باجے کے سوا کسی اور چیز سے لذت اور خوشی نہ تھی، شاہ اربل تو بادشاہ تھا، لوگوں نے اسی کے اثر سے متاثر ہو کر اپنے دین کو بادشاہ کے دین کے مطابق بر بناء خوشنودی بادشاہ ضرور کیا ہوگا۔ اس لیے اس کی تقلید اور اتباع کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

قائلین جواز کا مذہبی مقام:

عمر بن دحیہ جو اہل علم میں سے تھے اور مشہور محدث ابن بشکوال کے شاگرد جو بہت سی کتابوں کے مصنف اور ظاہری مذہب رکھتے تھے۔ ان کے بارے میں آخر محدثین کا خیال ہے؟ موصوف کے بارے میں طبقات ورجال کی کتابوں میں تعدیل اور جرح دونوں موجود ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب ''لسان المیزان'' میں بلفظ مھتم فی النقل، مجروح کیا ہے۔ اور ابن بخاری نے لکھا ہے۔ مارئیت الناس مجمعین علی کذبہ وضعفہ وادعائہ سماع مالم یسمعہ ولقاء من لم یلقہ " حتی کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ''تدریب الراوی'' شرح ''تقریب النواوی'' میں یہاں تک لکھ دیا ہے۔ " إن ابی الخطاب بن دحیہ کان یفعل ذلك، کأنہ وضع الحدیث فی قصر المغرب.

ابن الحافظ ابوالحسین ابن الفضل اور حافظ ضیا قدسی نے ''کامل'' کے ذیل میں ابراہیم سنبھوری مشائخ مغرب وغیرہ کی تحقیق درج کی ہے کہ ابن دحیہ کی عادت جھوٹ بولنے اور حدیث گھڑنے کی تھی، اس کو اچھا نہ سمجھنا چاہیے، وہ بڑے بڑے اماموں کو برا کہتا تھا، اور احادیث کے سننے میں ایسے ایسے بڑے دعوے کرتا تھا جس سے کبھی ملاقات نہ تھی اور نہ معاصرت تھی حتی کہ بادشاہوں کی خوشنودی کے لیے کتاب لکھنا اور انعام کا وصول کرنا وغیرہ امور اس کے عدم تدین پر کھلی ہوئی دلیل ہے۔

میلاد النبی کے مجوزین میں ابوشامہ مقدسی، صاحب الباعث سیوطی، عسقلانی، قسطلانی، جوزی،

عمر بن محمد ملا اور صاحب سیرت شامی کا نام پیش کرنا اس وجہ سے کوئی وزن نہیں رکھتا کہ ان حضرات کی کوئی تصریح خاص، تعین ماہ وسال وغیرہ اور مروجہ میلاد نبوی کے جواز میں موجود نہیں ہے، بلکہ میلاد کی تقریبات میں جو خلاف شرع اُمور ہوتے ہیں ان کے رد میں ان کی عبارتیں موجود ہیں۔ نیز یہ کہ مجوزین میں جن بزرگوں کا نام ظاہر کیا جاتا ہے وہ سب علماء شافعی المسلک ہیں۔

علماء احناف کے نزدیک مروجہ میلاد مختلف وجوہ سے بدعات میں داخل ہے:

خاص سنی حنفی کہہ کر جو اپنے آپ کو پکارتے ہیں ان کے نقطۂ نظر سے موجودہ میلاد ''بدعات اور محدثات'' کے تحت بوجوہ ذیل داخل ہیں:

(۱)......موجودہ میلاد کی تقریبات کرسمس ڈے، اور ہندوں کے ''جنم دن'' یعنی ''ولادتِ کہنیا جی'' سے مشابہت رکھتی ہے، چنانچہ ماہرین شریعت سے مخفی نہیں کہ شارع نے غیر مذاہب کے تھوڑے سے تشابہ کو بھی برداشت نہیں کیا ہے تاکہ دین حنیف میں کسی طرح سے رخنہ اندازی نہ ہو سکے۔

(۲)......جن امور یا جن حضرات کے لیے شارع نے کسی چیز کی تخصیص کر دی وہ یقیناً اس کے ساتھ مخصوص ہوگی البتہ دوسرے اُمور جن میں شارع سے کوئی تخصیص وتعین موجود نہیں اس پر تلازم کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک گمراہی اور بدعت سیئہ ہے، کیوں کہ یہ منصب شارع کو حاصل ہے اور آیت قرآن " **مالم یأذن به الله**'' سے مستنبط بھی ہوتا ہے، اسی بناء پر ائمہ اربعہ بالخصوص حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشادِ گرامی رہتی دنیا کے لیے شمع راہ ہے۔

جو شخص اسلام میں کوئی نئی بات نکالے جس کو وہ نیکی سمجھتا ہو گویا وہ اس بات کا مدعی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام امت کو پہنچانے میں خیانت کی کہ یہ نیکی ان کو نہیں بتلائی کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''میں نے آج تمہارا دین کامل کر دیا ہے۔'' تو جو چیز اس دن مذہب میں داخل نہیں تھی وہ آج بھی دین ومذہب نہیں بن سکتی۔

(۳)......مذہب اور دین کے اندر جو چیزیں فرض، واجب، سنت، مستحب وغیرہ کے ناموں سے یاد کی جاتی ہیں وہ سب کی سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے منقول اور موجود ہیں ائمہ اربعہ کے اُصول کے خلاف کوئی طریقہ اور کوئی مجلس بعد کے کسی صوفی یا مولوی نے ایجاد کیا ہو۔ اس کے مندوب اور استحباب پر زور دینا پرلے سرے کی جہالت ہوگی اور اس کے تارک کو ملامت کرنا اور دشمن اسلام ظاہر کرنا بد دینی اور کھلی ہوئی گمراہی ہوگی۔

(۵)......متاخرین علماء ہند میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عید میلاد النبی کے سلسلے میں ایک تحقیق کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جب کہ بہت سے ناعاقبت اندیشوں نے

آپ کے فتاویٰ میں تحریف کر دی ہے، حتیٰ کہ بعض نے آپ کو مجوزین مروجہ میلاد النبی میں شمار کیا ہے۔

شاہ صاحبؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''تحفہ اثناعشریہ'' کی نوع پانزدہم میں ایک نفیس بحث موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''زمانہ جب تیزی سے گزرنے لگا ہے جس کو قرار و ثبوت نہیں ہے تو پھر شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور آج کے دن میں کس قدر فاصلہ ہے اور آج کے دن میں اس دن سے کیا مناسبت و اتحاد ہے۔

عیدالفطر و عیدالاضحیٰ پر قیاس کرنا:

رہ گیا یہ شبہ کہ پھر عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ وغیرہ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے تو یہ خیال فاسد ہے۔ اس لیے کہ ان ایام کی خوشی سال بسال نئی ہوتی رہتی ہے، یہ بسبب رمضان المبارک کی برکت و ادائے فریضہ حج وغیرہ کی بناء پر ہر سال سرور کا باعث بنتی ہے، چنانچہ جتنی شرعی عیدیں ہیں وہ سب اُصول کے تحت آتی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی، آپ کی سیرت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو جگہ جگہ پہنچانا، بیان کرنا، پڑھنا، لکھنا اور اس کی تبلیغ کرنا، کون مسلمان ہے جو پسند نہ کرتا ہو اور اس کے ثواب کا قائل نہ ہو۔ یہ خیر و برکت کا کام تخریب اور گروہ بندی کی نظر ہو کر نفاق، شقاق اور کفر تک پہنچ گیا ہے۔ اگر مروجہ میلاد النبی کی مجلسیں اپنے تمام لوازمات کے ساتھ عہد صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین میں موجود نہیں تھیں تو جھگڑا ختم ہو جانا چاہیے۔ اور اگر موجود تھیں تو اس کا ثبوت ائمہ اربعہ کی تصریحات میں ملنا چاہیے، جو کہ نہیں ملتا، بلکہ ان کے خلاف ان کا فتویٰ ہے کہ جو چیز ہمارے زمانہ میں دین میں داخل نہ تھی وہ ہمارے بعد کیسے شریعت بن سکتی ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خلافت کمیٹی کاندھلہ کے نام مکتوب:

محترم المقام! سلام مسنون

سیرت کمیٹی کا انشاء اور اختراع قادیانیوں کی طرف سے تو نہیں ہوا مگر بعض اوقات اس سے قادیانیوں نے ضرور فائدہ اٹھایا۔ اس کا بیڑہ اٹھانے والے شیخ عبدالمجید صاحب قریشی سالکن لاہور ہیں۔ قریشی صاحب نے ابتداء میں اس کے متعلق مختلف مقامات سے رائے لی، چنانچہ میرے پاس اور مولانا کفایت اللہ صاحب کے پاس بھی خطوط آئے، ہم دونوں کے جوابات تقریباً ایک ہی تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ امر نہایت مستحسن ہے، بشرطیکہ اس کے لیے کوئی تاریخ اور مہینہ متعین نہ ہو، کبھی صفر میں ہو تو کبھی جمادی الاولیٰ میں، کبھی ربیع الاول میں ہو تو کبھی رجب میں، غرضیکہ بارہ پندرہ ربیع الاول کی ہمیشہ تعیین نہ ہو، نیز سال میں صرف ایک مرتبہ نہ ہو بلکہ دوسرے، تیسرے مہینے جب موقع ہو کر لیا کریں۔ اسی

طریقے سے سیرت پر بیان کرنے والا کوئی معتبر شخص ہو جو کہ صحیح اور قوی روایتیں بیان کرے اور عوام کو جناب رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اصل زندگی سے آگاہ کرے۔ جب تک اس قسم کے بیانات عوام کے سامنے کثرت سے نہیں ہوں گے، اس وقت تک مناسب فائدہ نہیں ہوگا۔ اسلام پر اعتراض کرنے والے زہر آلود پروپیگنڈوں سے عوام کو اسی طرح محفوظ رکھا جاسکتا ہے، مگر افسوس کہ قریشی صاحب نے ہماری عبارتوں میں کانٹ چھانٹ کی اور اپنے مدعا کے موافق جملوں کو لے کر شائع کیا اور باقی کو حذف کر دیا، ہم نے اس کے بعد اُسی زمانہ میں اخباروں میں اپنی تراشیدہ عبارت کو پھر چھپوایا، مگر وہ اپنے پروپیگنڈے سے باز نہ آئے۔ اور اب انہوں نے ربیع الاول میں سالانہ اس کی تحریک شروع کر دی اور اس کے استحسان میں ہمارے نام شائع کرا رہے ہیں۔

ہم ہرگز تعین تاریخ وماہ کے ساتھ سالانہ ایک جلسہ کو شرعی اور ملکی نقطہ نظر سے نہ مفید سمجھتے ہیں اور نہ ضروری بلکہ یہ مثل عمل نصاری (برتھ ڈے) یوم پیدائش اور اس کی رسوم کے ایک رسم ہو رہی ہے۔ کیوں کہ عیسائی یوم ولادت عیسی علیہ السلام مناتے ہیں اس کو دیکھ کر مصر وغیرہ کے لوگ بھی اسی قسم کا عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو رہے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے احوال، اخلاق اور سِیَر لوگوں کے کانوں تک پہنچانے نہ صرف مفید بلکہ ضروری ہیں، اگر مذکورہ بالا طریق پر ہو، ورنہ اجتناب چاہیے۔ افسوس! کہ سیرت کمیٹی اور اس کے عمل برداروں نے تمام امور مشروطہ کو ترک کر دیا۔ والسلام

[مکتوبات شیخ الاسلام ۳/۲۸۱]

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور محفل میلاد

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ شیخ رحمہ اللہ نے ایک قابل احترام دیوبندی عالم اور بزرگ کے متعلق سنا کہ وہ ۱۲/ربیع الاول کے ایک ''میلادی جلسہ'' میں شرکت فرمانے والے ہیں، شیخ نے اس پر اِس ناچیز کو لکھا:

''ابھی چند روز ہوئے اخبار میں ۱۲/ربیع الاول کے میلادی جلسہ میں .... کی شرکت کا وعدہ پڑھا، جب سے سوچ میں ہوں کہ جس چیز پر اکابر نے ایسے ایسے خم ٹھونکے وہ ایسی بن گئی کہ اخبار جمعیہ تو گویا اس کے پروپیگنڈے کے لیے وقف ہوگیا!؟''

[سوانح شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ، ص:۲۱۱_۲۱۲]

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ

ماہ ربیع الاوّل اور عید میلا د النبی

ربیع الاوّل وہ مبارک مہینہ ہے جس میں رب العالمین نے محسن انسانیت، پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت مجسم بنا کر اس خاکدان عالم میں بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روشن تعلیمات اور نورانی اخلاق کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف کفر وشرک اور جہالت کی مہیب تاریکیوں کو دور کر دیا بلکہ لہو ولعب، بدعات و رسومات اور بے سروپا خرافات سے مسخ شدہ انسانیت کو اخلاق وشرافت، وقار وتمکنت اور سنت وشریعت کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کر دیا۔

اس محسن اعظم کا حق تو یہ تھا کہ ہمارے قلوب ہر لحظہ اس کی عظمت واحترام سے معمور اور ہمارے دلوں کی ہر دھڑکن اس کی تعظیم وتوقیر کی ترجمان ہوتی، ہمارا ہر عمل اس کے اسوۂ پاک کا نمونہ اور ہر حرکت و سکون اس کی سنت مطہرہ کے تابع ہوتا گویا ایک مسلمان کی مکمل زندگی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تذکار اور اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر ہونی چاہئے۔ نہ یہ کہ دیگر اہل ادیان وملل کی طرح ہم بھی اس نبی برحق کی یاد وتذکرہ کے لیے چند ایام کو مخصوص کرلیں اور پھر پورے سال بھولے سے بھی اس کی سیرت واخلاق کا ذکر زبان پر نہ لائیں۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں زندگی کے جتنے لمحات بھی گذر جائیں وہ ہمارے لیے سعادت اور ذریعہ نجاتِ آخرت ہیں۔

لیکن آہ کہ! آج رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی، ابی، وامّی کے نام لیوا اور اس کے عشق و محبت کے دعویدار ماہ ربیع الاوّل میں ''عید میلا د النبی'' کے دل نشین نام پر جو وقتی اور بے روح محفلیں منعقد کرتے ہیں اس کے تصور ہی سے روح تھرا اٹھتی ہے اور کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ ملت اسلامیہ کی یہ کیسی بدبختی و بدنصیبی ہے کہ سیرت پاک اور میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس ہڑ بونگ، غل غپاڑہ اور طوفان بے تمیزی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کچھ دیر کے لیے شیطان بھی شرما جاتا ہے۔ دل کی دنیا تاریک وتباہ ہوتی جارہی ہے، مگر اس کی فکر سے بے پرواہ بازاروں کے گلی اور کوچے برقی قمقموں سے منور اور خوش نما جھنڈیوں سے سجائے جاتے ہیں۔ چار چار اور چھ چھ گھنٹے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جلوس میں گذار دیئے جاتے ہیں مگر اسلام کے رکن اولیں نماز کا خیال تک نہیں آتا۔ میلا د النبی کے ان جلسوں اور جلوسوں میں فکر ننگ وناموس سے بے نیاز ہو کر مردوں اور عورتوں کا جس طرح اجتماع اور اختلاط ہوتا ہے عہد جاہلیت کا جشن نوروز بھی اس کے آگے ماند پڑ جاتا ہے۔ اور قوم وملت کا اس قدر سرمایہ ان سطحی اور غیر شرعی مجلسوں کی زیبائش و

آرائش پر صرف ہوتا ہے کہ اس کا اندازہ بھی دشوار ہے۔

محسن کائنات کے عشق کے مدعیو! ذرا کچھ تو غور و فکر اور ہوش سے کام لو وہ دعویٰ محبت یکسر فریب ہے جو اطاعت و اتباع سے خالی ہو ؎

لو کان حبّک صَادقًا لأطعته ‏ ‏ ‏ لأن المحب لمن یحب یطیع

تم زبان سے محبت رسول کا دم بھرتے ہو، مگر تمہارے طور طریقے اور اعمال و اشغال تعلیمات رسول ہدایاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سراسر خلاف ہیں۔ ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل آخری وقت میں جب کہ نبض ڈوب رہی تھی اور نزع کا عالم طاری تھا تمہیں نماز کی وصیت فرمائی تھی۔ غیر محرم عورتوں سے اختلاط تو بڑی چیز ہے ان کی جانب نظر اٹھانے کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و ایمان کی ہلاکت قرار دیا تھا۔ بیجا اسراف اور فضول خرچی سے تمہیں باز رہنے کی مؤکد ہدایت فرمائی تھی۔ لیکن آج انہیں کے نام پر ان جلسوں جلوسوں میں تم وہ سب کچھ کرتے ہو جس سے تمہارے محسن نے روکا تھا۔

خدارا ہوش میں آؤ اور دیکھو دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے اور تم ہو کہ ان سطحی اجتماعات اور غیر شرعی رسومات میں اپنی طاقت، سرمائے اور وقت کو برباد کر رہے ہو اور اس طرح اپنی دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی بھی اپنے ہاتھوں خرید رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں اعلان فرما دیا ہے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی اللہ کے احکام کے پورا کرنے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے میں ہے۔

ارشاد ربانی ہے: **فَلیَحذَرِ الَّذِینَ یُخَالِفُونَ عن اَمرِہ اَن تُصِیبَھُم فتنَۃ اَو یُصِیبَھُم عَذَاب الیم (المومنون)** (جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت آجائے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔)

ایک موقع پر ارشاد ہے: **مَن عَمِلَ صَالِحًا مِن ذَکَرٍ اَو اُنثٰی وَھُو مُومِن فَلَنُحیِیَنَّہ حَیوۃ طَیِّبَۃ ولَنَجزِیَنَّھُم اَجرَھم بِاَحسَنِ مَا کَانُوا یَعمَلُونَ.** (جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے (یہ دنیا میں ہوگا اور آخرت میں) ان کے اچھے کاموں کے بدلے میں ان کو اجر دیں گے)

ان آیات پر غور کریں اور دیکھیں کہ ہم اپنے اعمال و اخلاق کے ذریعہ اپنے آپ کو مورد آفات اور مستحق عذاب بنا رہے ہیں یا دنیا میں حیات طیبہ (راحت کی زندگی) اور آخرت میں اجر و ثواب کے لائق بن رہے ہیں۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے: **قد أفلح من أخلص قلبه للایمان وجعل**

قلبہ سلیماً ولسانہ صادقًا ونفسہ مطمئنة وخلیقة مستقیمہ وجعل أذنہ مستمعة وعینہ ناظرة (الحدیث رواہ الامام احمد فی مسندہ ۵/ ۱۴۸) یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے دل کوایمان کے لیے خالص کرلیا اوراپنے دل کو(کفر وشرک اور نفسانی رذائل) سے پاک وصاف کرلیا، اپنی زبان کوسچا رکھا اپنے نفس کو مطمئن بنالیا (کہ اس کواللہ کی یاد سے اوراس کی مرضیات پر چلنے سے اطمینان وسکون ملتا ہو) اپنی طبیعت کودرست رکھا (کہ وہ برائی کی طرف نہ چلتی ہو) اپنے کان کوحق سننے والا بنایا اوراپنی آنکھ کو(ایمان کی نگاہ سے) دیکھنے والا بنایا۔

قرآن وحدیث میں یہ مضمون بار بارمختلف اسلوب میں بیان کیا گیا ہے کہ دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی اللہ اوراس کے پاک رسول کی اطاعت میں منحصر ہے۔ اللہ رب العزت کی اطاعت وفرماں برداری ہی محبت رسول کی کسوٹی اورمعیار ہے۔ **قُل اِن کُنتم تُحِبّونَ اللّٰہَ فَاتّبِعُونِی** الایۃ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری اتباع کرو۔ (بغیر اتباع الٰہی کے دعویٰ محبت خود فریبی ہے۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو یک گونہ مذاق واستہزاء ہے) (نعوذ باللہ منہ)

اس لیے ہم سب کے لئے ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے پاک رسول کی صریح مخالفت کرتے ہوئے یہ میلا دالنبی اجلاس وجلوس، ہمیں فلاح وکامیابی کی جانب لے جارہے ہیں یا دنیا وآخرت کی ناکامی اور خسارے کی جانب۔ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے ☆☆

بقیہ...... محفل میلا داور قیام کے بارے میں علماء کے فتاویٰ

۴......جامع الفتاویٰ: ص ۴۱۶، ج ۵ املا نظام الدین ملتانی بریلوی میں ہے:

''مجلس میلا دمیں بہ وقت صلوٰۃ وسلام قیام کرنا مستحب ومستحسن ہےاورایک صورت میں واجب بھی ہے۔''

بتائیے! آج پتا ہی نہیں کہ شریعت کا حکم کیا ہوگا۔ اور پتا بھی کیسے چلے؟ جب دین پڑھا ہوتو سمجھیں۔

اس بحث کوامام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ایک ارشاد پرختم کرتا ہوں، جوانھوں نے اسی مسئلے میں اپنے مرشد حضرت شیخ باقی باللہ رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا ہے:

''انصاف کی نظر سے دیکھئے کہ اگر بالفرض حضرت ایشاں اس وقت دنیا میں تشریف فرما ہوتے اور یہ مجلس اور یہ اجتماع منعقد ہوتا، آیا آپ اس پرراضی ہوتے اوراس اجتماع کو پسند فرماتے یا نہیں؟ فقیر کا یقین یہ ہے کہ اس کو ہرگز جائز نہ رکھتے۔ فقیر کامقصود صرف امرحق کا اظہار ہے۔ قبول کریں یا نہ کریں، کوئی پرواہ نہیں اورنہ کسی جھگڑے کی گنجائش۔'' [مکتوبات امام ربانیؒ: دفتر اول مکتوب: ۲۷۳] ☆☆

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

عید میلاد النبی

۱۲/ربیع الاول کو آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ''جشن عید'' منایا جاتا ہے اور آج کل اسے اہل سنت کا خاص شعار سمجھا جانے لگا ہے۔ اس کے بارے میں بھی چند ضروری نکات عرض کرتا ہوں:

(۱)......آنحضرت ﷺ کا ذکرِ خیر ایک اعلیٰ ترین عبادت بلکہ روح ایمان ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ سرمۂ چشمِ بصیرت ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صغرسنی، آپ ﷺ کا شباب، آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کی دعوت، آپ ﷺ کا جہاد، آپ ﷺ کی قربانی، آپ ﷺ کا ذکر و فکر، آپ ﷺ کی عبادت و نماز، آپ ﷺ کا اخلاق و شمائل، آپ ﷺ کی صورت و سیرت، آپ ﷺ کا زہد و تقویٰ، آپ ﷺ کا علم و خشیت، آپ ﷺ کا اٹھنا بیٹھا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، آپ ﷺ کی صلح و جنگ، خفگی و غصہ، رحمت و شفقت، تبسم و مسکراہٹ، الغرض آپ ﷺ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت و سکون امت کے لیے اسوۂ حسنہ اور اکسیر ہدایت ہے اور اس کا سیکھنا سکھانا، اس کا مذاکرہ کرنا، دعوت دینا امت کا فرض ہے۔ ﷺ

اسی طرح آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی شخصیات اور چیزوں کا تذکرہ بھی عبادت ہے۔ آپ ﷺ کے احباب و اصحاب، ازواج و اولاد، خدام و عمال، آپ ﷺ کا لباس و پوشاک، آپ ﷺ کے ہتھیاروں، آپ ﷺ کے گھوڑوں، خچروں اور ناقہ کا تذکرہ بھی عین عبادت ہے، کیوں کہ یہ دراصل ان چیزوں کا تذکرہ نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی نسبت کا تذکرہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲)......آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے دو حصے ہیں، ایک ولادت شریفہ سے لے کر قبل از نبوت تک کا اور دوسرا بعثت سے لے کر وصال شریف تک کا، پہلے حصہ کے جستہ جستہ بہت سے واقعات حدیث و سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں اور حیات طیبہ کا دوسرا حصہ۔ جسے قرآن کریم نے امت کے لیے ''اسوہ حسنہ'' فرمایا ہے۔ اس کا مکمل ریکارڈ حدیث و سیرت کی شکل میں محفوظ ہے اور اس کو دیکھنے سے ایسا لگتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہمہ خوبی و زیبائی گویا ہماری آنکھوں کے سامنے چل پھر رہے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آراء کی ایک ایک ادا اس میں صاف جھلک رہی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بلا مبالغہ یہ اسلام کا عظیم ترین اعجاز اور اس امت مرحومہ کی بلند ترین سعادت ہے کہ اس کے پاس ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔ اور وہ ایک ایک واقعہ کے بارے میں دلیل و ثبوت کے ساتھ نشاندہی کرسکتی ہے کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے؟ اس کے برعکس آج دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں

جن کے پاس ان کے ہادی کی زندگی کا صحیح اور مستند ریکارڈ موجود ہو۔ یہ نکتہ ایک مستقل مقالے کا مضمون ہے، اس لیے یہاں صرف اسی قدر اشارے پر اکتفا کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کو بیان کرنے کے دو طریقے کے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے ایک ایک نقشے کو اپنی زندگی کے ظاہر و باطن پر اس طرح آویزاں کیا جائے کہ آپ ﷺ کے ہر امتی کی صورت وسیرت، چال ڈھال، رفتار گفتار، اخلاق و کردار آپ ﷺ کی سیرت کا مرقع بن جائے اور دیکھنے والے کو نظر آئے کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جہاں بھی موقع ملے آنحضرت ﷺ کے ذکر خیر سے ہر مجلس و محفل کو معمور و معطر کیا جائے۔ آپ ﷺ کے فضائل و کمالات اور آپ ﷺ کے بابرکت اعمال و اخلاق اور طریقوں کا تذکرہ کیا جائے اور آپ ﷺ کی زندگی کے ہر نقشِ قدم پر مر مٹنے کی کوشش کی جائے۔ سلف صالحین، صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ ہدیٰؒ ان دونوں طریقوں پر عامل تھے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی ایک ایک سنت کو اپنے عمل سے زندہ کرتے تھے اور ہر محفل و مجلس میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا تذکرہ کرتے تھے۔ آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ سنا ہوگا کہ ان کے آخری لمحات حیات میں ایک نوجوان ان کی عیادت کے لیے آیا۔ واپس جانے لگا تو حضرت نے فرمایا: ''برخوردار! تمہاری چادر ٹخنوں سے نیچی ہے اور یہ آنحضرت ﷺ کی سنت کے خلاف ہے''۔ ان کے صاحبزادے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کو اپنانے کا اس قدر شوق تھا کہ جب حج پر تشریف لے جاتے تو جہاں آنحضرت ﷺ نے اپنے سفر حج میں پڑاؤ کیا تھا، وہاں اترتے، جس درخت کے نیچے آرام فرمایا تھا، اس درخت کے نیچے آرام کرتے۔ اور جہاں آنحضرت ﷺ فطری ضرورت کے لیے اترے تھے، خواہ تقاضا نہ ہوتا تب بھی وہاں اترے اور جس طرح آنحضرت ﷺ بیٹھے تھے اس کی نقل اتارتے۔ رضی اللہ عنہ۔ یہی عاشقان رسول ﷺ تھے جن کے دم قدم سے آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ صرف اوراق و کتب کی زینت نہیں رہی، بلکہ جیتی جاگتی زندگی میں جلوہ گر ہوئی اور اس کی بوئے عنبرین نے مشامِ عالم کو معطر کیا۔ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ بہت سے ایسے ممالک میں پہنچے جن کی زبان نہیں جانتے تھے، نہ وہ ان کی لغت سے آشنا تھے، مگر ان کی شکل وصورت، اخلاق و کردار اور اعمال و معاملات کو دیکھ کر علاقوں کے علاقے اسلام کے حلقۂ بگوش اور جمالِ محمدی کے غلام بے دام بن گئے۔ یہ سیرت نبوی ﷺ کی کشش تھی، جس کا پیغام ہر مسلمان اپنے عمل سے دیتا تھا۔

سلف صالحین نے کبھی سیرت النبی کے جلسے نہیں کیے اور نہ میلاد کی محفلیں سجائیں، اس لیے کہ وہاں ''ہر روز روزِ عید'' اور ''ہر شب شبِ برأت'' کا قصہ تھا۔ ظاہر ہے کہ جب ان کی پوری زندگی ''سیرت النبی'' کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، جب ان کی ہر محفل و مجلس کا موضوع ہی سیرت طیبہ تھا اور جب ان کا ہر قول و عمل سیرت النبی کا مدرسہ تھا، تو ان کو اس نام کے جلسوں کی نوبت کب آسکتی تھی۔ لیکن جوں جوں زمانہ کو

آنحضرت ﷺ کے مبارک دور سے بُعد ہوتا گیا، عمل کے بجائے قول کا اور کردار کے بجائے گفتار کا سکہ چلنے لگا۔ الحمدللہ! یہ امت کبھی بانجھ نہیں ہوئی۔ آج اس گئے گزرے دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے موجود ہیں جو آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنی زندگی کے گیسوو کاکل سنوارتے ہیں اور ان کے لیے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت ملکِ سلیمان اور گنج قارون سے زیادہ قیمتی ہے۔ لیکن مجھے شرمساری کے ساتھ یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ ایسے لوگ کم ہیں، جب کہ ہم سے اکثریت مجھ جیسے بدنام کنندہ، گپوڑوں اور نعرہ بازوں کی ہے جو سال میں ایک دوبار سیرت النبی کے نعرے لگا کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کے ذمہ ان کے محبوب نبی ﷺ کا جو حق تھا، وہ قرض انہوں نے پورا ادا کر دیا، اور اب ان کے لیے شفاعت واجب ہوچکی ہے۔ مگر ان کی زندگی کے کسی گوشے میں دور دور تک سیرت طیبہ کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی۔ آنحضرت ﷺ کی پاک سیرت کے ایک ایک نشان کو انہوں نے اپنی زندگی کے دامن سے کھرچ کھرچ کر صاف کرڈالا ہے، اور روزمرہ نہیں بلکہ ہر لحہ اس کی مشق جاری رہتی ہے، مگر ان کے پتھر دل کو کبھی احساس تک نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو اپنی سنتوں اور اپنے طریقوں کے مٹنے سے کتنی تکلیف اور اذیت ہوتی ہوگی۔ وہ اس خوش فہمی میں ہیں کہ بس قوالی کے دوچار نغمے سننے، نعت شریف کے دوچار شعر پڑھنے سے آنحضرت ﷺ کا حق ادا ہوجاتا ہے۔

میلاد کی محفلوں کے وجود سے امت کی چھ صدیاں خالی گزرتی ہیں اور ان چھ صدیوں میں جیسا کہ میں ابھی عرض کرچکا ہوں، مسلمانوں نے کبھی ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے کوئی جلسہ یا ''میلاد'' کے نام سے کوئی محفل نہیں سجائی۔ ''محفل میلاد'' کا آغاز سب سے پہلے ۶۰۴ھ میں سلطان ابوسعید مظفر اور ابوالخطاب ابن دحیہ نے کیا، جس میں تین چیزیں بطور خاص ملحوظ تھیں:

۱)......بارہ ربیع الاول کی تاریخ کا تعین۔ ۲)......علماء وصلحاء کا اجتماع۔

۳)......اور ختم محفل پر طعام کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی روح پُرفتوح کو ایصال ثواب۔

ان دونوں صاحبوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کس قماش کے آدمی تھے؟ بعض مورخین نے ان کو فاسق وکذاب لکھا ہے اور بعض نے عادل وثقہ۔ واللہ اعلم۔ جب یہ نئی رسم نکلی تو علمائے امت کے درمیان اس کے جواز وعدم جواز کی بحث چلی، علامہ فاکہانیؒ اور ان کے رفقاء نے ان خود ساختہ قیود کی بناء پر اس میں شرکت سے عذر کیا اور اسے ''بدعت سیئہ'' قرار دیا۔ اور دیگر علماء نے سلطان کی ہم نوائی کی۔ اور ان قیود کو مباح سمجھ کر اس کے جواز واستحسان کا فتویٰ دیا۔ پھر جب ایک بار یہ رسم چل نکلی تو یہ صرف ''علماء وصلحاء کے اجتماع'' تک محدود نہ رہی، بلکہ عوام کے دائرے میں آکر ان کی نئی نئی اختراعات کا تختۂ مشق بنتی چلی گئی۔ آج ہمارے سامنے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ترقی یافتہ شکل موجود ہے (اور ابھی خدا بہتر جانتا ہے

کہ اس میں مزید کتنی ترقی مقدر رہے) اب ہمیں اس کا جائزہ لینا ہے۔

سب سے پہلے دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ جو فعل صحابہؓ و تابعینؒ کے زمانے میں کبھی نہیں ہوا، بلکہ جس کے وجود سے اسلام کی چھ صدیاں خالی چلی آئی ہیں۔ آج وہ ''اسلام کا شعار'' کہلاتا ہے۔ اس شعار اسلام کو زندہ کرنے والے ''عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کہلاتے ہیں، اور جو لوگ اس نو ایجاد شعارِ اسلام سے نا آشنا ہوں، ان کو دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تصور کیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کاش! ان حضرات نے کبھی یہ سوچا ہوتا کہ چھ صدیوں کے جو مسلمان ان کے اس خود تراشیدہ شعارِ اسلام سے محروم رہے ہیں، ان کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ کیا وہ سب **نعوذ باللہ**! دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے؟ اور پھر انہوں نے اس بات پر کبھی غور کیا ہوتا کہ اسلام کی تکمیل کا اعلان تو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن ہو گیا تھا۔ اسکے بعد وہ کونسا پیغمبر آیا تھا جس نے ایک ایسی چیز کو ان کے لیے شعارِ اسلام بنا دیا جس سے چھ صدیوں کے مسلمان نا آشنا تھے۔ کیا اسلام میرے یا کسی کے ابا کے گھر کی چیز ہے کہ جب چاہو اس کی کچھ چیزیں حذف کر دو اور جب چاہو اس میں کچھ اور چیزوں کا اضافہ کر ڈالو؟

دراصل اسلام سے پہلے قوموں میں اور اپنے بزرگوں کے بانیان مذہب کی برسی منانے کا معمول ہے، جیسا کہ عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر ''عید میلاد'' منائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے برسی منانے کی رسم کو ختم کر دیا تھا اور اس میں دو حکمتیں تھیں۔ ایک یہ کہ سالگرہ کے موقع پر جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اسلام کی دعوت اور اس کی روح و مزاج سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ اسلام اس ظاہری سج دھج، نمود و نمائش اور نعرہ بازی کا قائل نہیں، وہ اس شور و شغب اور ہاؤ ہو سے ہٹ کر اپنی دعوت کا آغاز دلوں کی تبدیلی سے کرتا ہے، اور عقائد حقہ، اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ کی تربیت سے ''انسان سازی'' کا کام کرتا ہے۔ اس کی نظر میں یہ ظاہری مظاہرے ایک کوڑی کی قیمت بھی نہیں رکھتے، جن کے بارے میں کہا گیا ہے

ع جگمگاتے در و دیوار، دل بے نور ہیں

دوسری حکمت یہ ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کی طرح کسی خاص موسم میں برگ و بار نہیں لاتا، بلکہ وہ تو ایسا سدا بہار شجرۂ طوبیٰ ہے جس کا پھل اور سایہ دائم و قائم ہے۔ گویا اس کے بارے میں قرآنی الفاظ میں ''**اکلها دائم و ظلها**'' کہنا بجا ہے۔ اس کی دعوت اور اس کا پیغام کسی خاص تاریخ کا مرہونِ منت نہیں بلکہ آفاق و ازمان کو محیط ہے۔

اور پھر دوسری قوموں کے پاس تو دو چار ہستیاں ہوں گی جن کی سالگرہ منا کر وہ فارغ ہو جاتی ہیں۔ اس کے برعکس اسلام کے دامن میں ہزاروں لاکھوں نہیں، بلکہ کروڑوں ایسی قد آور ہستیاں موجود ہیں جو ایک سے ایک بڑھ کر ہیں اور جن کی عظمت کے سامنے آسمان کی بلندیاں ہیچ اور نورانی فرشتوں کا تقدس گردِ

راہ ہے۔ اسلام کے پاس کم وبیش سوالاکھ کی تعداد تو ان انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ جو انسانیت کے ہیرو ہیں اور جن میں سے ایک ایک کا وجود کائنات کی ساری چیزوں پر بھاری ہے۔ پھر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرامؓ کا قافلہ ہے، ان کی تعداد بھی سوالاکھ سے کیا کم ہوگی، پھر ان کے بعد ہر صدی کے وہ لاکھوں اکابر اولیاء اللہ ہیں جو اپنے اپنے وقت میں رشد و ہدایت کے مینارۂ نور تھے اور جن کے آگے بڑے بڑے جابر بادشاہوں کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔ اب اگر اسلام شخصیتوں کی سالگرہ منانے کا دروازہ کھول دیتا تو غور کیجیے! اس امت کو سال بھر میں سالگرہوں کے علاوہ کسی اور کام کے لیے ایک لمحہ کی بھی فرصت ہوتی؟

چونکہ یہ چیز ہی اسلام کی دعوت اور اس کے مزاج کے خلاف تھی، اس لیے آنحضرت ﷺ، صحابہؓ و تابعینؒ کے بعد چھ صدیوں تک امت کا مزاج اس کو قبول نہ کرسکا۔ اگر آپ نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلامی تاریخ میں چھٹی صدی وہ زمانہ ہے، جس میں فرزندانِ تثلیث نے صلیبی جنگیں لڑیں، اور مسیحیت کے ناپاک اور منحوس قدموں نے عالم اسلام کو روند ڈالا۔ ادھر مسلمانوں کا اسلامی مزاج داخلی و خارجی فتنوں کی مسلسل یلغار سے کمزور پڑ گیا تھا۔ ادھر مسیحیت کا عالم اسلام پر فاتحانہ حملہ ہوا، اور مسلمانوں میں مفتوح قوم کا سا احساس کمتری پیدا ہوا، اس لیے عیسائیوں کی تقلید میں یہ قوم بھی سال بعد اپنے مقدس نبی ﷺ کے ''یوم ولادت'' کا جشن منانے لگی، یہ قوم کے کمزور اعصاب کی تسکین کا ذریعہ تھا، تاہم جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں، امت کے مجموعی مزاج نے اس کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ ساتویں صدی کے آغاز سے لے کر آج تک علمائے امت نے اسے ''بدعت'' قرار دیا اور اسے ''ہر بدعت گمراہی ہے'' کے زمرے میں شمار کیا۔

اگرچہ ''میلاد'' کی رسم ساتویں صدی کے آغاز سے شروع ہوچکی تھی اور لوگوں نے اس میں بہت سے امور کے اضافے بھی کیے، لیکن کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی تھی کہ اسے ''عید'' کا نام دیتا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''میری قبر کو عید نہ بنانا''۔ اور میں اوپر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے حوالے سے بتاچکا ہوں کہ ''عید'' بنانے کی ممانعت کیوں فرمائی گئی تھی۔ مگر اب چند سالوں سے اس سالگرہ کو ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کہلانے کا شرف بھی حاصل ہوگیا ہے۔

دنیا کا کون مسلمان اس سے ناواقف ہوگا کہ آنحضرت نے مسلمانوں کے لیے ''عید'' کے دو دن مقرر کیے ہیں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ اگر آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کو بھی ''عید'' کہنا صحیح ہوتا اور اسلام کے مزاج سے یہ چیز کوئی مناسبت رکھتی تو آنحضرت ﷺ خود ہی اس کو ''عید'' قرار دے سکتے تھے، اور اگر آنحضرت ﷺ کے نزدیک یہ پسندیدہ چیز ہوتی تو آپ ﷺ نہ سہی، خلفائے راشدینؓ ہی آپ ﷺ کے یوم ولادت کو ''عید'' کہہ کر ''جشن عید میلاد النبی ﷺ'' کی طرح ڈالتے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، اس سے دو ہی نتیجے نکل سکتے ہیں یا یہ کہ ہم اس کو ''عید'' کہنے میں غلطی پر ہیں یا یہ کہ نعوذ باللہ ہمیں تو آنحضرت ﷺ کے یوم

ولادت کی خوشی ہے، مگر صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفائے راشدینؓ کو کوئی خوشی نہیں تھی، انہیں آپ ﷺ سے اتنا عشق بھی نہیں تھا جتنا ہمیں ہے۔ ستم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تاریخ ولادت میں تو اختلاف ہے، بعض ۹/ربیع الاول بتاتے ہیں، بعض ۸/ربیع الاول، اور مشہور بارہ ربیع الاول ہے۔ لیکن اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات شریفہ ۱۲/ربیع الاول ہی کو ہوئی۔ گویا ہم نے ''جشن عید'' کے لیے دن بھی تجویز کیا تو وہ جس میں آنحضرت ﷺ دنیا سے داغِ مفارقت دے گئے، اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ تم لوگ ''جشنِ عید'' آنحضرت ﷺ کی ولادت طیبہ پر مناتے ہو یا آنحضرت ﷺ کی وفات کی خوشی میں؟ (نعوذ باللہ) تو شاید ہمیں اس کا جواب دینا بھی مشکل ہوگا۔

بہرحال میں اس دن کو ''عید'' کہنا معمولی بات نہیں سمجھتا، بلکہ اس کو صاف صاف تحریف فی الدین سمجھتا ہوں اس لیے کہ ''عید'' اسلامی اصطلاح ہے، اور اسلامی اصطلاحات کو اپنی خود رائی سے غیر منقول جگہوں پر استعمال کرنا دین میں تحریف ہے۔

اور پھر یہ ''عید'' جس طرح منائی جاتی ہے، وہ بھی لائقِ شرم ہے، بے ریش لڑکے غلط سلط نعتیں پڑھتے ہیں، موضوع اور من گھڑت قصے کہانیاں، جن کا حدیث وسیرت کی کسی کتاب میں کوئی وجود نہیں، بیان کی جاتی ہیں، شور وشغب ہوتا ہے۔ نمازیں غارت ہوتی ہیں، اور نا معلوم کیا کیا ہوتا ہے، کاش! آنحضرت ﷺ کے نام پر جو ''بدعت'' ایجاد کی گئی تھی اس میں کم از کم آپ ﷺ کی عظمت وتقدس ہی کو ملحوظ رکھا جاتا۔

غضب یہ کہ سمجھا یہ جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان خرافاتی محفلوں میں بنفس نفیس تشریف بھی لاتے ہیں۔ **فیاغربة الإسلام!** (ہائے اسلام کی بیچارگی!)

اب میں اس ''عید میلاد النبی ﷺ'' کا آخری کارنامہ عرض کرتا ہوں، کچھ عرصہ سے ہمارے کراچی میں ''عید میلاد النبی ﷺ'' کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر اور بیت اللہ شریف کی شبیہ بنائی جاتی ہے، اور جگہ جگہ بڑے بڑے چوکوں میں سانگ بنا کر رکھے جاتے ہیں۔ لوگ ان سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور ''بیت اللہ'' کی خود ساختہ شبیہ کا طواف بھی کرتے ہیں اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں اور علماء کی نگرانی میں کرایا جا رہا ہے۔ **فیا أسفاہ..!**

''جشن عید میلاد'' کی باقی ساری چیزوں کو چھوڑ کر اسی ایک منظر کا جائزہ لیجیے کہ اس میں کتنی قباحتوں کو سمیٹ کر جمع کر دیا گیا ہے۔

اول: اس پر جو ہزاروں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے، یہ محض اسراف وتبذیر اور فضول خرچی ہے۔ آپ ملا علی قاریؒ کے حوالے سے سن چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغ اور شمع جلانے والوں پر اس لیے لعنت فرمائی ہے کہ یہ فعل عبث ہے اور خدا کے دیے ہوئے مال کو مفت ضائع کرنا ہے۔ ذرا سوچیے!

جو مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر ایک چراغ جلانے کو فضول خرچی کی وجہ سے ممنوع اور ایسا کرنے والوں کو ملعون قرار دیتا ہے، اس کا ارشاد اس ہزاروں لاکھوں روپے کی فضول خرچی کرنے والوں کے بارے میں کیا ہوگا؟ اور پھر یہ بھی دیکھیے کہ یہ فضول خرچی وہ غربت زدہ قوم کر رہی ہے جو روٹی، کپڑا، مکان کے نام پر ایمان تک کا سودا کرنے کو تیار ہے۔ اس فضول خرچی کے بجائے اگر یہی رقم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایصال ثواب کے لیے غرباء و مساکین کو چپکے سے نقد دے دی جاتی، تو نمائش تو بلاشبہ نہ ہوتی مگر اس رقم سے سینکروں اجڑے گھر آباد ہو سکتے تھے۔ ان سینکڑوں بچیوں کے ہاتھ پیلے کیے جاسکتے تھے جو اپنے والدین کے لیے سوہانِ روح بنی ہوئی ہیں۔ کیا یہ فضول خرچی اس قوم کے رہنماؤں کو سجتی ہے جس کے بہت سے افراد و خاندان نانِ شبینہ سے محروم اور جان وتن کا رشتہ قائم رکھنے سے قاصر ہوں؟ اور پھر یہ سب کچھ کیا بھی جا رہا ہے کس ہستی کے نام پر؟ جو خود تو پیٹ پر پتھر بھی باندھ لیتے تھے، مگر جانوروں تک کی بھوک پیاس سن کر تڑپ جاتے تھے۔ آج کمیونزم اور لادین سوشلزم، اسلام کو دانت دکھا رہا ہے۔ جب ہم دنیا کی مقدس ترین ہستی کے نام پر یہ سارا کھیل کھیلیں گے تو لادین طبقے، دین کے بارے میں کیا تاثر لیں گے؟ فضول خرچی کرنے والوں کو قرآن کریم نے ''اخوان الشیاطین'' فرمایا تھا، مگر ہماری فاسد مزاجی نے اس کو اعلیٰ ترین نیکی اور اسلامی شعار بنا ڈالا ہے ؏ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبیست

دوسرے اس فعل میں شیعوں اور رافضیوں کی تقلید ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ رافضی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سالانہ برسی منایا کرتے اور اس موقع پر تعزیہ، علم، دُلدُل وغیرہ نکالا کرتے ہیں، انہوں نے جو کچھ حضرت حسینؓ اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کیا، وہی ہم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کرنا شروع کر دیا۔ انصاف کیجیے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر اور بیت اللہ شریف کا سوانگ بنا کر اسے بازاروں میں پھرانا اور اس کے ساتھ روضۂ اطہر اور بیت اللہ کا معاملہ کرنا صحیح ہے تو روافض کا تعزیہ اور دلدل کا سوانگ رچانا کیوں غلط ہے؟ افسوس ہے کہ جو ملعون بدعت رافضیوں نے ایجاد کی تھی، ہم نے ان کی تقلید کر کے اس پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے کی کوشش کی۔

تیسرے: اس بات پر بھی غور کیجیے کہ روضۂ اطہر اور بیت اللہ کی جو شبیہ بنائی جاتی ہے، وہ شیعوں کے تعزیہ کی طرح محض جعلی اور مصنوعی جسے آج بنایا جاتا ہے اور کل توڑ دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس مصنوعی سوانگ میں اصل روضۂ اطہر اور بیت اللہ کی کوئی خیر و برکت منتقل ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی اس چیز میں کسی درجے میں تقدس پیدا ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اگر اس میں کوئی تقدس اور کوئی برکت نہیں تو اس فعل کے محض لغو اور عبث ہونے میں کیا شک ہے؟ اور اگر اس میں تقدس اور برکت کا کچھ اثر آ جاتا ہے تو اس کی شرعی دلیل کیا ہے؟ اور کسی مصنوعی اور جعلی چیز میں روضۂ مقدس اور بیت اللہ شریف سے تقدس و برکت

کا اعتقاد رکھنا اسلام کی علامت ہے یا جاہلیت کی؟ اور پھر روضہ شریف اور بیت اللہ شریف کی شبیہ بنا کر اگلے دن اسے توڑ پھوڑ دینا کیا ان کی توہین نہیں؟ آپ جانتے ہیں کہ بادشاہ کی تصویر بادشاہ نہیں ہوتی، نہ کسی عاقل کے نزدیک اس میں بادشاہ کا کوئی کمال ہوتا ہے۔ اس کے باوجود بادشاہ کی تصویر کی توہین کو قانون کی نظر میں لائقِ تعزیز جرم تصور کیا جاتا ہے۔ اور اسے بادشاہ سے بغاوت پر محمول کیا جاتا ہے۔ لیکن آج روضۂ اطہر اور بیت اللہ شریف کی شبیہ بنا کر کل اسے منہدم کرنے والوں کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ اسلامی شعائر کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

چوتھے: جس طرح شیعہ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تعزیہ پر چڑھاوے چڑھاتے اور منتیں مانتے ہیں۔ اب رفتہ رفتہ عوام کالانعام اس نو ایجاد ''بدعت'' کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرنے لگے ہیں۔ روضۂ اطہر کی شبیہ پر درود وسلام پیش کیا جاتا ہے اور بیت اللہ شریف کی شبیہ کا باقاعدہ طواف ہونے لگا ہے۔ گویا مسلمانوں کو حج وعمرہ کے لیے مکہ مکرمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ جانے کی ضرورت نہیں، ہمارے ان دوستوں نے گھر گھر میں روضے اور بیت اللہ بنادیے ہیں، جہاں سلام بھی پڑھا جاتا ہے اور طواف بھی ہوتا ہے۔ میرے قلم میں طاقت نہیں کہ میں اس فعل کی قباحت وشناعت اور ملعونیت کو ٹھیک ٹھیک واضح کرسکوں۔ ہمارے ائمہ اہل سنت کے نزدیک یہ فعل کس قدر قبیح ہے؟ اس کا اندازہ لگانے کے لیے صرف ایک مثال کافی ہے، وہ یہ کہ ایک زمانے میں ایک بدعت ایجاد ہوئی تھی کہ عرفہ کے دن جب حاجی حضرات عرفات کے میدان میں جمع ہوتے ہیں تو ان کی مشابہت کے لیے لوگ اپنے شہر کے کھلے میدان میں نکل کر جمع ہوتے اور حاجیوں کی طرح سارا دن دعا وتضرع، گریہ وزاری اور توبہ واستغفار میں گزارتے، اس رسم کا نام ''تعریف'' یعنی عرفہ منانا رکھا گیا تھا۔ بظاہر اس میں کوئی خرابی نہیں تھی، بلکہ یہ ایک اچھی چیز تھی کہ اگر اس کا رواج عام ہو جاتا تو کم از کم سال بعد تو مسلمانوں کو توبہ واستغفار کی توفیق ہو جایا کرتی۔ مگر ہمارے علمائے اہل سنت نے (اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے) اس بدعت کی سختی سے تردید کی اور فرمایا: ''**التعریف لیس بشیٔ**'' یعنی اس طرح عرفہ منانا بالکل لغو اور بیہودہ حرکت ہے۔

شیخ ابن نجیمؒ صاحب البحر الرائق لکھتے ہیں:

''چونکہ وقوف عرفات ایک ایسی عبادت ہے جو ایک خاص مکان کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے یہ فعل اس مکان کے سوا دوسری جگہ جائز نہ ہوگا۔ جیسا کہ طواف وغیرہ جائز نہیں، آپ دیکھتے ہیں طواف کعبہ کی مشابہت کے طور پر کسی اور مکان کا طواف جائز نہیں۔'' [۱۷۶/۲]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ ''میری قبر کو عید نہ بنالینا'' اس میں تحریف کا دروازہ بند کرنے کی

طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں کے ساتھ یہی کیا تھا، اور انہیں حج کی طرح عید اور موسم بنالیا تھا۔'' [حجۃ اللہ البالغہ]

شیخ علی القاری رحمہ اللہ شرح مناسک میں فرماتے ہیں کہ:

''طواف کعبہ شریف کی خصوصیات میں سے ہے۔ اس لیے انبیاء و اولیاء کی قبور کے گرد طواف کرنا حرام ہے۔ جاہل لوگوں کے فعل کا کوئی اعتبار نہیں، خواہ وہ مشائخ و علماء کی شکل میں ہوں۔'' [بحوالہ الجنۃ:۷]

اور البحر الرائق، کفایہ شرح ہدایہ اور معراج الدرایہ میں ہے کہ: ''جو شخص کعبہ شریف کے علاوہ کسی اور مسجد کا طواف کرے، اس کے حق میں کفر کا اندیشہ ہے۔'' [الجنة لأهل السنة :۷]

ان تصریحات سے معلوم ہوسکتا ہے کہ روضۂ اطہر اور کعبہ شریف کا سوانگ بنا کر ان کے ساتھ اصل کا سا جو معاملہ کیا جاتا ہے، ہمارے اکابر اہل سنت کی نظر میں اس کی کیا حیثیت ہے۔

خلاصہ یہ کہ ''جشن عید میلاد'' کے نام پر جو خرافات رائج کردی گئی ہیں اور جن میں ہر آئے سال مسلسل اضافہ کیا جارہا ہے، یہ اسلام کی دعوت، اس کی روح اور اس کے مزاج کے یکسر منافی ہیں۔ میں اس تصور سے پریشان ہوجاتا ہوں کہ ہماری ان خرافات کی روئیداد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں پیش ہوتی ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزرتی ہوگی؟ اور اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہمارے درمیان موجود ہوتے تو ان چیزوں کو دیکھ کر ان کا کیا حال ہوتا؟ بہرحال میں اس کو نہ صرف ''بدعت'' بلکہ ''تحریف فی الدین'' تصور کرتا ہوں اور اس بحث کو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے ایک ارشاد پر ختم کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اسی مسئلہ میں اپنے مرشد خواجہ باقی باللہؒ کے بارے میں فرمایا ہے:

''بہ نظر انصاف بینند کہ اگر فرضاً حضرت ایشاں دریں اوان در دنیا زندہ می بودند و ایں مجلس و اجتماع منعقد می شد، آیا بایں امر راضی می شدند، و ایں اجتماع را می پسندیدند یا نہ؟ یقینِ فقیر آں است کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند، بلکہ انکار می نمودند، مقصودِ فقیر اعلام بود، قبول کنند یا نہ کنند، ہیچ مضائقہ نیست و گنجائش مشاجرہ نہ۔''

ترجمہ: ''انصاف کی نظر سے دیکھیے کہ اگر بالفرض حضرت ایشاں اس وقت دنیا میں تشریف فرما ہوتے اور یہ مجلس اور یہ اجتماع منعقد ہوتا، آیا آپ اس پر راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند فرماتے یا نہیں؟ فقیر کا یقین یہ ہے کہ اس کو ہرگز جائز نہ رکھتے بلکہ اس پر نکیر فرماتے ...... فقیر کا مقصود صرف امر حق کا اظہار ہے قبول کریں یا نہ کریں کوئی پرواہ نہیں اور نہ کسی جھگڑے کی گنجائش۔'' [دفتر اول مکتوب:۲۷۳] [اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم] ☆☆☆

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

جشن میلاد النبی......ایک لمحہ فکریہ

۱۲/ربیع الاول کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا رواج کچھ عرصہ سے مسلسل چلا آرہا ہے، چونکہ عہد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور قرون اولیٰ میں اس ''عید'' کا کوئی پتا نشان نہیں ملتا۔اس لیے اکابر علمائے حق ہمیشہ یہ کہتے آئے ہیں کہ یہ دن منانے کی رسم ہم میں عیسائیوں اور ہندوؤں سے آئی ہے، تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں اس کی کوئی بنیاد نہیں ملتی، لہٰذا اس رسم کی حوصلہ افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی کرنی چاہیے، مسلمانوں کا اصل کام یہ ہے کہ وہ ان رسمی مظاہروں کے بجائے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی طرف متوجہ ہوں اور ایک دن میں عید میلاد منا کر فارغ ہوجانے کے بجائے اپنی پوری زندگی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی فکر کریں۔

یہ علمائے دیوبند اور علمائے اہل حدیث کا موقف تھا اور بریلوی مکتب فکر کے حضرات اس سے اختلاف کرتے تھے لیکن اب چند سالوں سے جو صورتحال سامنے آرہی ہے، اس میں یہ مسئلہ صرف دیوبندی مکتب فکر کا نہیں رہا، بلکہ ہراس مسلمان کا مسئلہ بن گیا ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت اور حرمت وتقدیس کا کوئی احساس اپنے دل میں رکھتا ہو، اب صرف علمائے دیوبند اور علمائے اہل حدیث ہی کو نہیں بلکہ علمائے بریلی کو بھی اس پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یہ قوم دینی تباہی کے کس گڑھے کی طرف جارہی ہے، کیونکہ جن حضرات نے ابتدا میں محفل میلاد وغیرہ کو مستحسن قرار دیا تھا، ان کے چشم تصور میں بھی غالباً وہ باتیں نہیں ہوں گی جو آج ''جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کا جزو لازم بنتی جارہی ہیں۔

شروع میں محفل میلاد کا تصور ایک ایسی مجلس کی حد تک محدود تھا جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا بیان کیا جاتا ہو، لیکن انسان کا نفس اس قدر شریر واقع ہوا ہے کہ جو کام وحی کی رہنمائی کے بغیر شروع کیا جاتا ہے، وہ ابتدا میں خواہ کتنا مقدس نظر آتا ہو، لیکن رفتہ رفتہ اس میں نفسانی لذت کے مواقع تلاش کر لیتا ہے اور اس کا حلیہ بگاڑ کر چھوڑتا ہے، چنانچہ اب اللہ کے محبوب ترین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر جو کچھ ہونے لگا ہے، اسے سن کر پیشانی عرق عرق ہوجاتی ہے۔

ہر سال ''عید میلاد النبی'' کے نام سے صرف کراچی میں ظلم وجہالت کے ایسے ایسے شرمناک مظاہرے کیے جاتے ہیں کہ ان کے انجام کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے، مختلف محلوں کو رنگین روشنیوں سے دلہن بنایا

جاتا ہے اور شہر کے تقریباً تمام ہوٹلوں میں عید میلاد اس طرح منائی جاتی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر لگا کر بلند آواز سے شب و روز ریکارڈنگ کا طوفان برپا رہتا ہے۔ بہت سے سینما ''عید میلاد کی خوشی میں'' سینکڑوں بلب لگا کر ان اخلاق سوز اور برہنہ تصویروں کو اور نمایاں کر دیتے ہیں جو اپنی ہر ہر ادا سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نافرمانی کی برملا دعوت دیتی ہیں اور انہی مقامات پر انسانیت کی تصویروں کے سائے میں شاید تبرک کے خیال سے خانہ کعبہ اور روضہ اقدس کی تصویریں بھی چسپاں کر دی جاتی ہیں، ایک محلّہ میں قدم قدم پر روضہ اطہر اور مسجد نبوی کی شبیہیں بنا کر کھڑی کی جاتی ہیں، جنہیں کچھ بے فکرے نوجوان ایک تفریح گاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور کچھ بے پردہ عورتیں انہیں چھو چھو کر ''خیر و برکت'' حاصل کرتی ہیں اور اور ظاہر ہے کہ جب پورے محلّہ کو روشنیوں میں نہلا کر جگہ جگہ محرابیں کھڑی کر کے اور قدم قدم پر فلمی ریکارڈ بجا کر ایک میلے کا سماں پیدا کر دیا جائے تو پھر عورتیں اور بچے ایسے میلے کو دیکھنے کے لیے کیوں نہ پہنچیں جس میں میلے کا لطف بھی ہے اور (معاذ اللہ) تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب بھی، چنانچہ راتوں کا دیر تک یہاں تفریح باز مردوں، عورتوں اور بچوں کا ایسا مخلوط اجتماع رہتا ہے جس میں بے پردگی، غنڈہ گردی اور بے حیائی کو کھلی چھوٹ ملی ہوتی ہے۔

راقم الحروف ایک روز اس محلے سے گزرتے ہوئے یہ دلدوز مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور اس آیت قرآنی کے تصور سے روح کانپ رہی تھی، جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور دنیاوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور اس قرآن کے ذریعے ان کو نصیحت کرو تاکہ کوئی شخص اپنے کیے میں اس طرح گرفتار نہ ہو جائے کہ اللہ کے سوا اس کا کوئی حمایتی اور سفارش کرنے والا نہ ہو اور اگر وہ دنیا بھر کا معاوضہ دے ڈالے تب بھی نہ لیا جائے، یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے کیے میں گرفتار ہوئے، ان کے لیے کھولتا ہوا پانی پینے کے لیے ہوگا اور کفر کے سبب دردناک سزا ہوگی۔''

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس آیت کا مصداق بننے سے محفوظ رکھے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس محلے سے گزرتے ہوئے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین پکار پکار کر یہ فریاد کر رہا ہے کہ ''محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤ! تم گمراہی اور بے حسی کے کس اندھے غار میں جا گرے ہو؟ کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا بدلہ یہی ہے کہ انہی کی محبت و عظمت کے نام پر ان کی ایک ایک تعلیم کو جھٹلاؤ؟ ان کے ایک ایک حکم کی نافرمانی کرو؟ اور ان کی یاد منانے کے بہانے جاہلیت کی ان تمام رسموں کو زندہ کر کے چھوڑو جنہیں اپنے قدموں تلے روندنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے؟ خدا کے لیے سوچو کہ جس ذات کو ساز و رباب اور چنگ و بربط کے توڑنے کے لیے مبعوث کیا گیا تھا، اس کے ''جشن ولادت'' میں ساز و رباب سے کھیل کر تم کس غضب الٰہی کو دعوت دے رہے ہو؟ جس ذات نے عورت کے سر

پر عفت وعصمت کا تاج رکھا تھا اور جس نے اس کے گلے میں عزت وآبرو کے ہار ڈالے تھے، اس کی محبت و تقدیس کے نام پر تم عورت کو بے پردگی اور بے حیائی کے کس میلے میں کھینچ لائے ہو؟ جس ذات نے نام ونمود، ریا ونمائش، اسراف وتبذیر سے منع کیا تھا، یہ نمائشیں منعقد کر کے تم کس کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہو؟ اگر دین کی کوئی صحیح خدمت تم سے نہیں ہوسکتی، اگر تم اپنی عام زندگی میں اللہ کی نافرمانیوں کو ترک نہیں کر سکتے، اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تمہارے عیش پرست مزاج کو بار معلوم ہوتی ہیں، تو تمہاری زندگی کے بہت سے شعبے اس عیش پرستی کے لیے کافی ہیں، خدا کے لیے اللہ کے محبوب ترین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہوا و ہوس کا یہ بازار لگا کر اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا مذاق تو نہ اڑاؤ، اس کے تقدس اور پاکیزگی کے آگے فرشتوں کی گردنیں بھی خم ہوجاتی ہیں، اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک حکم کی نافرمانی کرنے کے بعد تم کس چیز کی خوشی میں اپنے در و دیوار پر چراغاں کر رہے ہو؟ کیا تمہیں اس بات کی خوشی ہے کہ تم نے اپنی عملی زندگی میں اس دین برحق کی کوئی قدر صحیح سالم نہیں دیکھی؟'' لیکن عیش ونشاط کی گونجتی ہوئی محفلوں میں کون تھا جو دین مظلوم کی اس فریاد کو سن سکتا؟

جن لوگوں کا مقصد ہی اس قسم کے ہنگاموں سے عیش ونشاط کا سامان پیدا کرنا ہے، ان کا تو کوئی ذکر ہی نہیں، لیکن جو لوگ واقعتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت ہی کے خیال سے اس قسم کے جشن مناتے ہیں، وہ بھی یہ بات فراموش کر رہے ہیں کہ اسلام اور اکابر اسلام کو دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام نے جہاں ہمیں ان کی تعظیم اور ان کے تذکرے کو برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے، وہاں ہمیں اس کا طریقہ بھی بتایا ہے، یہ وہ دین حق ہے جو ہمیں دوسرے مذاہب کی طرح رسمی مظاہروں میں الجھانے کے بجائے زندگی کے اصلی مقصد کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اس کے لیے یہ اکابر اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ ورنہ اگر اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ان رسمی مظاہروں کی طرح جانا جاتا تو آج ہم اس بات پر فخر محسوس نہ کرسکتے کہ ہمارا دین بفضلہٖ تعالیٰ اسی شکل میں محفوظ ہے جس شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی مذہب کے پیروکار محض ظاہری رسموں اور نمائشوں میں الجھ جاتے ہیں تو رفتہ رفتہ اس مذہب کی اصل تعلیمات مٹتی چلی جاتی ہیں اور بالآخر بے جان رسوم کا ایک ایسا ملغوبہ باقی رہ جاتا ہے جس کا مقصد انسانی نفسانی خواہشات کی حکمرانی کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور جو مادہ پرستی کی بدترین شکل ہے، ان تمام تقریبات کا اصل مقصد تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ ان کے ذریعہ وہ خاص شخصیت یا وہ خاص واقعہ ذہن میں تازہ ہو جس کی یاد میں وہ تقریب منعقد کی جارہی ہے اور پھر اس سے اپنی زندگی میں سبق حاصل کیا جائے، لیکن انسان کا نفس بڑا شریر واقع ہوا ہے، اس نے ان تہواروں کی اصل روح کو تو بھلا کر نابود کردیا اور صرف وہ چیزیں

لے کر بیٹھ گیا جس سے لذت اندوزی اور عیش پرستی کی راہ کھلتی تھی۔ اس کی وضاحت ایک مثال سے ہو سکے گی۔

عیسائی قومیں ہر سال ۲۵/ دسمبر کو کرسمس کا جشن مناتی ہیں، یہ جشن دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جشن ولادت ہے اور اس کی ابتدا اسی مقدس انداز سے ہوئی تھی کہ اس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی تعلیمات کو لوگوں میں عام کیا جائے گا، چنانچہ ابتداء میں اس کی تمام تقریبات کلیسا میں انجام پاتی تھیں اور ان میں کچھ مذہبی رسوم ادا کی جایا کرتی تھیں، رفتہ رفتہ اس جشن کا سلسلہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا؟ اس کی مختصر داستان، جشن و تقریبات کی ایک ماہر مصنفہ ہیزلٹائن ہے، اس سے سنیے، وہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالہ ''کرسمس'' میں لکھتی ہیں:

''کئی صدیوں تک کرسمس خالصتاً ایک کلیسا کا تہوار تھا، جسے کچھ مذہبی رسوم ادا کر کے منایا جاتا تھا، لیکن جب عیسائی مذہب بت پرستوں کے ممالک میں پہنچا تو اس میں ''سرمائی نقطہ انقلاب'' کی بہت سی تقریبات شامل ہو گئیں اور اس کا سبب گریگوری اعظم (اول) کی آزاد خیالی اور اس کے ساتھ مبلغین عیسائیت کا تعاون تھا، اس طرح کرسمس ایک ایسا تہوار بن گیا جو بیک وقت مذہبی بھی تھا اور لادینی بھی، اس میں تقدس کا پہلو بھی تھا اور لطف اندوزی کا سامان بھی۔''

اب کرسمس کس طرح منایا جانے لگا؟ اس کو بیان کرتے ہوئے میری ہیزلٹائن لکھتی ہیں:

''رومی لوگ اپنی عبادت گاہوں اور اپنے گھروں کو سبز جھاڑیوں اور پھولوں سے سجاتے تھے، ڈرائڈس (پرانے زمانے کے پادری) بڑے تزک و احتشام سے امر بیلیں جمع کرتے اور اسے اپنے گھروں میں لٹکاتے، سیکسن قوم کے لوگ سدا بہار پودے استعمال کرتے۔''

انہوں نے آگے بتایا ہے کہ:

''کس طرح شجر کرسمس (Chirstmas Tree) کا رواج چلا، چراغاں اور آتش بازی کے مشغلے اختیار کیے گئے، قربانی کی عبادت کی جگہ شاہ بلوط کے درخت نے لے لی، مذہبی نغموں کی جگہ عام خوشی کے نغمے گائے گئے اور: ''موسیقی کرسمس کا ایک عظیم جزو بن گئی۔''

مقالہ نگار آگے رقمطراز ہے: ''اگرچہ کرسمس میں زیادہ زور مذہبی پہلو پر دیا گیا تھا، لیکن عوامی جوش و خروش نے نشاط انگیزی کو اس کے ساتھ شامل کر کے چھوڑا۔''

اور پھر...... ''گانا بجانا، کھیل کود، رقص، ناٹک بازی اور پریوں کے ڈرامے تقریبات کا حصہ ہو گئے۔'' (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ص ۶۴۲، اے ج ۵، مطبوعہ ۱۹۵۰ء مقالہ ''کرسمس'')

ایک طرف کرسمس کے ارتقاء کی یہ مختصر تاریخ ذہن میں رکھیے اور دوسری طرف اس طرز عمل پر غور کیجیے، جو چند سالوں سے ہم نے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے لیے اختیار کیا ہوا ہے، کیا اس

سے یہ حقیقت بے نقاب نہیں ہوتی کہ: ع ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

اسلام اس عالم الغیب کا مقرر کیا ہوا دین ہے جو اس کائنات کے ذرہ ذرہ سے باخبر ہے اور جس کے علم محیط کے آگے ماضی، حال اور مستقبل کی سرحدیں بے معنی ہیں، وہ انسانی نفس کی ان پر فریب کاریوں سے پوری طرح واقف ہے جو تقدس کا لبادہ اوڑھ کر انسانیت کو گمراہ کرتی ہیں، اس لیے اس نے خاص خاص واقعات کی یادگار قائم کرنے کے لیے ان تمام طریقوں سے پرہیز کا حکم دیا ہے، جو ان کی اصل روح کو فنا کر کے انہیں عیش وعشرت کی چند ظاہری رسوم کے لیے بہانہ بنا سکتے ہوں، چنانچہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین کے دور میں ہمیں کہیں نظر نہیں آتا کہ انہوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت جیسے عظیم الشان واقعہ کا کوئی دن منایا ہو، اس کے برخلاف ان کی تمام تر توجہات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پھیلانے کی طرف مرکوز رہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ چودہ سو سال گزرنے پر بھی ہم مسلمان بیٹھے ہیں اور اگر اسلام پر عمل کرنا چاہیں تو یہ دین ٹھیک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان تک پہنچایا تھا۔

لہٰذا اگر ہم اپنے اسلاف کے اس طرز عمل کو چھوڑ کر غیر مسلم اقوام کے دن منانے کے طریقے کو اپنائیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ ہم دین کے نام پر کھیل تماشوں کے اسی راستے پر جا رہے ہیں جس سے اسلام نے بڑی احتیاطی تدابیر کے ساتھ ہمیں بچایا تھا، آپ کو معلوم ہے کہ اسلام نے غیر مسلم اقوام کی مشابہت سے پرہیز کرنے کی جا بجا انتہائی تدبیر کے ساتھ تلقین فرمائی ہے۔ انتہا یہ ہے کہ عاشورہ محرم کا روزہ جو ہر اعتبار سے ایک نیکی ہی نیکی تھی، اس میں یہودیوں کی مشابہت سے بچانے کے لیے یہ حکم دیا گیا کہ صرف دس تاریخ کا روزہ نہ رکھا جائے، بلکہ اس کے ساتھ نو یا گیارہ تاریخ کا روزہ بھی رکھا جائے تا کہ مسلمانوں کا روزہ عاشورہٗ یہود سے ممتاز ہو جائے۔

غور فرمایئے! کہ جس دین حنیف نے اس باریک بینی کے ساتھ غیر مسلم اقوام کی تقلید بلکہ مشابہت سے بچانے کی کوشش کی ہے، اس کو یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش منانے کے لیے ان کی نقالی شروع کر دی جائے جنہوں نے اپنے دین کو بگاڑ بگاڑ کر کھیل تماشوں میں تبدیل کر دیا ہے؟

مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر ہم اپنے ملک کے تمام علماء، دینی رہنماؤں، مذہبی جماعتوں اور با اثر مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلے پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں، ہماری یہ اپیل صرف اہل حدیث اور دیو بندی مکتب فکر کے حضرات کی حد تک محدود نہیں بلکہ ہم بریلوی مکتب فکر کے حضرات سے بھی یہی گزارش کرنا چاہتے ہیں ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام پر جو المناک حرکتیں اب شروع ہو گئی ہیں، وہ یقیناً ان کو بھی گوارا نہیں ہوں گی۔ ☆☆☆☆

افادات: پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی مدظلہم ضبط وتحریر: خواجہ حنظلہ محمود صدیقی

عید میلاد النبی کے بارے میں دعوتِ غور وفکر

شریعت کا ہر عمل اور حکم کوئی نہ کوئی سبب رکھتا ہے۔ اور شریعت میں سبب اور مسبب میں تعلق کی تین صورتیں پائی جاتی ہیں۔(۱)......سبب اور مسبّب دونوں میں تکرار ہو۔(۲) سبب بھی ایک ہو اور مسبّب بھی ایک ہو۔(۳) سبب ایک ہو اور مسبّب میں تکرار ہو۔

(۱)......سبب اور مسبّب دونوں میں تکرار:

سبب اور مسبّب کے تعلق کی ایک صورت یہ ہے کہ سبب اور مسبّب دونوں میں تکرار ہو یعنی سبب بار بار پایا جاتا ہو اس کی وجہ سے مسبّب بھی بار بار پایا جائے۔ جیسے ''وقت'' نماز کے لیے سبب ہے، جب نیا وقت آئے گا نماز بھی نئی فرض ہو جائے گی۔ چونکہ ایک دن میں سورج کی نسبت سے وقت میں پانچ بار تبدیلی ہوتی ہے، اس لیے نماز بھی پانچ وقت کی فرض ہے۔ اِسی طرح رمضان المبارک کا مہینا روزے کے لیے سبب ہے، جب رمضان المبارک کا مہینا آئے گا روزہ فرض ہو جائے گا۔ چونکہ رمضان المبارک ہر سال آتا ہے اس لیے روزے بھی ہر سال فرض ہیں۔

(۲)......سبب بھی ایک اور مسبّب بھی ایک:

دوسری صورت یہ ہے کہ سبب بھی ایک ہو اور مسبب بھی ایک ہو جیسے بیت اللہ شریف حج کے لیے سبب ہے چونکہ بیت اللہ یعنی سبب ایک ہے اس لیے مسبب یعنی حج بھی عمر بھر میں صرف ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔ یہ دونوں صورتیں یعنی سبب کے تکرار سے مسبّب کا تکرار اور سبب کے ایک ہونے سے مسبّب کا ایک ہونا عقل میں آنے والی بات ہے۔

(۳)......سبب ایک اور مسبّب میں تکرار:

تیسری صورت یہ ہے کہ سبب ایک ہو اور مسبّب میں تکرار ہو جیسے حج یا عمرہ کے طواف میں احرام کی حالت میں رمل (یعنی پہلے تین چکروں میں مردوں کا شانے ہلاتے ہوئے اکڑ کر چلنے) کے آغاز کا سبب مشرکین کو اپنی قوت دکھلانا تھا کیونکہ جب ہجرت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ میں آ کر طواف کیا تو مشرکینِ مکہ نے کہا کہ ان لوگوں کو یثرب کے بخار نے ضعیف اور کمزور کر دیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے طواف میں رمل کیا، مگر فتح مکہ کے بعد سبب کے لحاظ سے اس کی

ضرورت باقی نہ رہی مگر یہ عمل اب تک باقی ہے بلکہ قیامت تک باقی رہے گا۔ یہ بات بظاہر عقل میں آنے والی نہیں اور ایسے خلافِ قیاس عمل کے لئے وحی کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے کسی عمل کے بارے میں اس نوعیت کے کسی دوسرے عمل پر بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

عید میلا دالنبی منصوص عمل ہے یا قیاسی؟

عید الفطر کا سبب یکم شوال المکرّم اور عید الاضحیٰ کا سبب دس ذوالحجہ کی تاریخ ہے اور دونوں کا ہر سال آنے پر مسبّب بھی ہر سال عمل میں آتا ہے مگر عید میلا دالنبی کا سبب حضور ﷺ کی ولادت ہے، ولادت کی تاریخ نہیں، چونکہ ولادت صرف ایک بار ہوئی ہے۔ (لہٰذا عید بھی ایک ہی بار ہونی چاہیے) اگر ولادت کی تاریخ اس کا سبب ہوتی تو یہ تاریخ قرونِ اولی میں کل دو سو بتیس بار، ان میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں ایک سو بائیس بار اور یہاں تک کہ اعلان نبوت کے بعد خود حضور ﷺ کی دنیاوی حیاتِ مبارکہ میں تئیس (۲۳) بار آئی ہے مگر ایک بار بھی یہ عید نہیں منائی گئی بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو عیدوں کا اہتمام فرمایا مگر عید میلا دالنبی کا نہ اہتمام کیا نہ ہی اس کی کسی انداز سے ترغیب فرمائی۔

قابل قیاس امور اور بدعت کی پہچان:

اول تو عید میلا دالنبی سبب اور مسبّب کے تعلق کی مذکورہ بالا تین صورتوں کے لحاظ سے قیاسی معاملہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ قیاس اس معاملے میں کیا جاتا ہے جو نیا پیش آئے۔ جبکہ ولادت باسعادت کے دن کا علم اور اس دن کا آنا دونوں ہی خیر القرون بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں موجود تھے اس لیے ایسا عمل جو غیر قیاسی ہو اسے قیاس یا بغیر قیاس دونوں میں سے کسی صورت میں بھی اختیار کیا جائے گا، وہ بدعت کہلائے گا۔

احکامِ شریعت کے مآخذ:

شریعت کے احکام کے مآخذ صرف چار ہیں اور وہ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔ شریعت کے حکم یا عمل کا ان چاروں میں سے کسی ایک ذریعے سے ثابت ہونا ضروری ہے۔ اور عید میلا دالنبی ان چاروں میں سے کسی بھی ذریعے سے ثابت نہیں۔ اس لیے یہ بدعت یعنی ایسا عمل ہے جسے چھوڑنا ضروری ہے۔

’’وُلدتُ فیه‘‘ کے حکم پر اشکال کی وضاحت:

یہاں یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے سوموار کے دن روزہ رکھنے کی وجہ ’’**ولدت فیه** ‘‘ (اس میں میری ولادت ہوئی ہے) سے بیان فرمائی ہے، حالانکہ ہر سوموار ولادت کا دن نہیں ولادت کا سوموار گزر گیا ہے، اب یہ اس کا مثل ہے، اس پر اصل کا حکم کیوں لگایا گیا؟ اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ غیر قیاسی معاملہ

ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ غیر قیاسی معاملے میں قرآن وحدیث کی نص یعنی خبر یا حکم کی ضرورت ہوتی ہے، اور آپ ﷺ کا فرمانا نص ہے۔ جیسے سوموار کے دن کے روزہ کے لیے ارشاد گرامی سبب ہے، اسی طرح اس تاریخ کو عید منانے کے لیے بھی نص کی ضرورت ہے جو کہ منقول نہیں، اس لیے سوموار کے روزے پر عید کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

آئینہ ذات ورسالت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے محبت ذات کی بنیاد پر نہیں بلکہ رسالت سے نسبت کی وجہ سے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو آئینہ ذات میں نہیں بلکہ آئینہ رسالت میں دیکھتے تھے، ان کو آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف لانے کی خوشی بھی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں وگرنہ محض ولادت کی خوشی تو ابولہب کو بھی ہوئی تھی جس نے آپ ﷺ کی ولادت کی خبر سنتے ہی خبر دینے والی باندی کو آزاد کر دیا تھا، مگر جب رسالت کی حیثیت سامنے آئی تو ولادت پر خوشی کا اظہار کرنے والا اولین اور بڑے مخالفین میں شامل ہو گیا کیونکہ اس کی خوشی نسبی نسبت کی وجہ سے نہیں بلکہ ذات کی بنیاد پر تھی جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ولادت یعنی آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کی خوشی رسالت کے بلند مقام اور ذریعۂ ہدایت ہونے کی وجہ سے تھی۔ اس لیے انہوں نے ولادت کا جشن منانے کی بجائے رسالت کے مقصود یعنی آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع میں ڈھلنا اپنے اوپر لازم کر لیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے سے انحراف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید (پ۱۱ رکوع ۲) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیک نیتی کے ساتھ اتباع پر جنت اور خوشنودی کی خبر دی ہے۔ اور آپ ﷺ نے ''ما انا علیہ واصحابی'' (جو میرے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہوں گے) کے کلماتِ مبارکہ سے دنیا میں گمراہی سے حفاظت اور آخرت میں عذاب سے نجات کی واحد صورت ارشاد فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ عید میلاد النبی عقلاً اور شرعاً دونوں لحاظ سے غیر ثابت ایسا عمل ہے جو بدعت ہونے کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپ ﷺ سے محبت کے اظہار کے طریقے سے انحراف کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس میں جو دیگر غیر شرعی کام اختیار کیے جاتے ہیں ان کا قابل مذمت ہونا شریعت کی تعلیمات سے واضح ہے اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور رسول اللہ ﷺ سے سچی اور محبوب ومقبول محبت نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆

مولانا ابوایوب قادری، جھنگ

جشن عید میلاد النبی ﷺ......حقائق کی روشنی میں

نبی پاک ﷺ کا ذکر خیر کرنا اہل السنۃ دیوبند اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں اور دنیا وعقبی کی کامیابی کا یقین رکھتے ہیں، ہاں یہ بات الگ ہے کہ خرافات ورسومات وبدعات کو میلاد کے نام پر قبول نہیں کرتے۔

ہمیں ایک آدمی کہنے لگا......کہ مولوی صاحب! ہمیں اہل دیوبند پر افسوس ہے کہ وہ سیرت النبی کے نام پر تو اشتہارات چھاپتے ہیں اور جلسے وغیرہ کرتے ہیں مگر محفل میلاد شریف نہ منعقد کرتے ہیں اور نہ اس نام پر اشتہارات چھاپتے ہیں اور پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کی محبت وعقیدت کے قائل ہیں۔

میں نے کہا:......اس پر ہمارے اکابر کی طرف سے بہت کچھ کہا گیا ہے، میں بھی تھوڑی سی بات عرض کرتا ہوں، میلاد شریف کا معنی ہے پیدا ہونا اور سیرت کا معنی حالت ہے، میلاد شریف کا مطلب یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرنا اور سیرت النبی کا معنی یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی زندگی مبارک کے احوال ذکر کرنا۔ اب ظاہر ہے کہ اہل السنۃ دیوبند نبی پاک ﷺ کے عشق ومحبت میں سب سے بڑھ کر ہیں اسی لیے انھوں نے عنوان بھی وہ لیا جو بڑا تھا اور وہ سرکار طیبہ ﷺ کی ساری زندگی کے احوال مبارکہ کا عنوان ہے، اس لیے بھی ہم نے یہ عنوان لیا ہے۔

ایک آدمی اور آگے ہوا اور وہ کہنے لگا کہ:......مولوی صاحب! خدا تجھے بیٹا دے تو تُو مٹھائی بھی بانٹتا ہے، گھر کو صاف ستھرا بھی کرتا ہے، روغن وسفیدی بھی کراتا ہے، گلیوں کو صاف بھی کراتا ہے مگر نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت پر یہ سب کچھ کرنا تم روا نہیں سمجھتے؟ ہم نے اس کو کہا:...... چونکہ ہم لوگ عشق ومحبت میں ذہن وسیع رکھتے ہیں اس لیے ہم یہ سوچتے ہیں کہ اگر میں وہی کچھ کرتا جو اپنے بیٹے کی ولادت پر کرتا ہوں تو لوگ تو یہی سمجھنے لگیں گے کہ یہ نبی پاک ﷺ کو اپنے بیٹے کی طرح سمجھتے ہیں، اس لیے تو وہی کچھ کرتا ہے جو بیٹے کی ولادت پر کرتا ہے۔ حالانکہ اہل السنۃ دیوبند کا عقیدہ تو یہ ہے کہ ہم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی شان ومقام میں نبی پاک ﷺ کے برابر نہیں سمجھتے، اب یہ لوگ جو ویسی ہی خوشی کرتے ہیں جو خوشی اپنی اولاد کی ولادت پر کرتے ہیں شک تو ان لوگوں پر کرنا چاہیے نہ کہ ہم پر۔ لہٰذا ہم نبی پاک ﷺ کو سب سے بڑا اعلی اولی مانتے ہیں اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ بڑا میلاد منانا چاہیے اور بڑا میلاد یہ ہے کہ نبی پاک کی سنت مبارکہ کو اپنے وجود پر سجایا جائے جیسا کہ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال میں موجود ہے۔

ایک آدمی کہنے لگا:......چلو آپ گھروں میں ہی میلاد شریف کا جلسہ رکھ لیں۔

تو ہم نے جواباً عرض کیا کہ:...... چونکہ تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ میلاد شریف کے جلسوں میں نبی پاک ﷺ تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کو بھی یہی بتاتے ہو کہ میلاد گھروں میں کراؤ اور آپ ﷺ آئیں گے تو برکات نازل ہوں گی، اگر یہ عقیدہ میرا ہوتا کہ آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں تو میں کبھی بھی میلاد کسی اور کے گھر میں نہ کرتا، مولوی صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ اگر تمہاری یہ بات سچی ہے تو خود خرچہ کر کے میلاد کو اپنے ہی گھر میں کیوں نہیں رکھتے کیا تمہیں برکات کی ضرورت نہیں ہے؟!

ایک آدمی کہنے لگا کہ: اچھا چلو یار جلوس ہی نکال لو......تو ہم نے جواباً کہا کہ: اگر نہ نکالیں تو پھر کیا کہو گے؟! وہ کہنے لگا:...... ہمارے اکابر نے یہ مصرعہ ہر جگہ ہی تقریباً لکھا ہے کہ: ع سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں...... لہٰذا ہم تمہیں ابلیس کہیں گے۔......تو ہم نے کہا کہ: یہ جلوس تو بقول تمہارے ۱۹۳۲ء میں شروع ہوا ہے۔ [سیرت انوار مظہریہ] اور احمد رضا خان فاضل بریلوی کا انتقال ۱۹۲۱ء میں ہوا تو کیا اگر جلوس میں ہم شرکت نہ کریں تو جہنمی اور شیطان اور اگر فاضل صاحب شرکت نہ کریں تو وہ ’امام‘ اور ’رضی اللہ عنہ‘ کیسے ٹھہرے؟ (اِس فتوے میں) یا ان کو بھی ہمارے ساتھ کھڑا کریں یا پھر ہمیں بھی ان کے ساتھ کھڑا کریں۔!!

بات یہ ہے کہ ہم الحمد للہ اس بات پر فخر کرتے ہیں اور یہ مانتے بھی ہیں کہ سرکار طیبہ ﷺ کی ولادت باسعادت انسانیت کے لیے رحمت و برکت تھی اور ظاہر ہے رحمت و برکت ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا جشن بھی منایا جائے، معراج شریف، اعلان نبوت، نزول قرآن کی تکمیل وغیرہ بہت سی باتیں خوشی کی ہیں مگر سب لوگ ان باتوں پر خوش تو ہوتے ہیں مگر خوشی مناتے نہیں ہیں، معلوم ہوا کہ خوش ہونے کے لیے خوشی منانا ضروری نہیں ہے۔

اور ایک یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ بقول تمہارے ولادت باسعادت ۱۲/تاریخ، مہینہ ربیع الاول، دن پیر کا، وقت صبح صادق کے قریب کا تھا مگر صرف ربیع الاول کو اس جشن کی سعادت کیوں ملی؟ بارہ تاریخ کو کیوں نہ ملی؟ یہ تاریخ سال میں بار بار آتی ہے مگر اس پر جشن نہیں، اسی طرح پیر کا دن اور صبح صادق کا وقت مگر ان کا جشن تمہارے ہاں بھی نہیں ہوتا کہ ہر پیر اور صبح صادق کو جشن منانا چاہیے مگر مناتے تو نہیں ہو۔!

تو تم نے تین چیزیں چھوڑ رکھی ہیں ۱۲/تاریخ، پیر کا دن، صبح صادق کا وقت۔ ان میں جشن عید میلاد النبی نہیں ہوتا مگر آپ پھر بھی عاشق کہلواتے ہیں اور اگر ہم نے چوتھی بات ربیع الاول میں بھی جشن کو چھوڑ دیا تو ہمیں گستاخ رسول اور وہابی کیوں کہتے ہو؟

ہمیں اِن حضرات سے ایک شکوہ اور بھی ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ کی وفات و ولادت ایک ہی دن ماننے کے باوجود یہ حضرات پھر بھی اعتدال نہیں رکھتے۔

☆☆☆☆

مولانا ابوایوب قادری، جھنگ

بریلویوں کی عید میلاد النبی کے متعلق چند باتیں

پہلی بات:

سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خداوند قدوس نے حرمین شریفین والوں کو عزت وشرف سے نوازا ہے اوران لوگوں کو اتنا نوازا ہے کہ بریلوی حضرات بھی لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ:

''ان الدین عنداللہ الاسلام '' وہی دین اسلام مراد ہے جو حجاز میں قائم ہے۔صحیح مسلم میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ: تحقیق شیطان ناامید ہو گیا اِس بات سے کہ عبادت کریں لوگ اس کی جزیرۃ عرب میں'' لایزال أهل العرب ظاهرين على الحق حتى تقوم الساعة ''یعنی عرب کے لوگ ہمیشہ دین حق پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ قیامت ہوجاوے گی۔ یہ حدیث مسلم میں موجود ہے۔

پس ثابت ہوا کہ عرب وحجاز اور مدینہ طیبہ ایمان کا گھر ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ ہمیشہ رہے گا،اَب عرب وحجاز اور مدینہ منورہ کے باشندوں کا مذہب دیکھنا چاہیے جو مذہب ان کا ہو وہی حق ہے۔'' (انوار شریعت: ۲۶/۲)

مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں:

'' دائمًا ایمان وہاں رہے گا اور کفر وشرک کو دخل نہ ہوگا اور جن لوگوں کی حضور اعلی عالم سے پہلے شفاعت کریں گے اور انہیں اپنا ہمسایہ فرمایا اور امت کو ان کی پاس داری اور حفظ مراتب کا حکم دیا۔''

(اصول ارشاد: ۱۹۹)

آگے لکھتے ہیں:

''ان کے عقائد واعمال کو بلا دلیل شرع کس طرح گناہ ومعصیت وبدعت وضلالت سمجھیں۔'' (۲۰۰)

جب اکابر بریلویہ کے فتاویٰ کی روشنی میں اہلِ عرب کی اتباع اور اطاعت کا حکم ہے اور اپنے عقائد ونظریات میں انہی کو دیکھنے کا حکم ہے اور جس اسلام کو خدا نے مسلمانوں کے لیے پسند کیا ہے وہی ہے جو عرب وحجاز میں رائج ومعمول بہا ہے تو پھر آئیے سنیے کہ علماء حرمین شریفین کا فتویٰ کیا ہے۔

سعودیہ کے مفتی اعظم کی طرف سے دیئے گئے فتویٰ میں لکھا ہے کہ:

''محفل میلاد منعقد کرنا غلط اور شریعت میں ناجائز ہے۔[العطایا الاحمدیہ: ۱۲/۳]

اس فتویٰ کے صفحہ نمبر ۱۳/ پر لکھا ہوا ہے کہ:

''عید میلاد النبی کے نام پر محفلیں منعقد کرنا شرعاً ناجائز ہے،اُن کا اہتمام سراسر بدعت اور دین میں نئ

اختراع ہے، اس لیے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین، تبع تابعین سے ایسا کوئی واقعہ ثابت نہیں۔'' [العطایا الاحمدیہ: ۳۷/۳]

اور صفحہ ۸/ پر ہے کہ:

''اگر محفل میلاد منعقد کرنا دین الٰہی کا حصہ ہوتا تو یقیناً نبی کریم اس کے انعقاد کا امت کو حکم دیتے یا اپنی حیات میں خود ایسی محفلیں منعقد کرتے یا صحابہ کرام محفل میلاد کا اہتمام کرتے۔'' [ایضاً: ۳۹/۳]

جبکہ صفحہ نمبر ۱۲/ پر درج ہے کہ:

''یہ عید میلاد بدعت ہونے کے ساتھ ساتھ منکرات کو بھی اپنے اندر بہت لیے ہوئے ہے۔ مثلاً مردوزن کا اختلاط، آلات موسیقی کا استعمال، طبلے ڈھولک کی تال پر نوجوانوں کا رقص وغیرہ۔''

[العطایا الاحمدیہ: ۳۹/۳]

حرمین شریفین کے مفتی اعظم کا فتوی آپ نے ملاحظہ فرمایا، اَب اِن حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنے اکابر کی بات جو پیچھے گذر چکی ہے، پر عمل کرتے ہوئے اِس فتویٰ کو دیکھیں اور اِس پر عمل کریں۔

بریلوی حضرات کو چاہیے کہ یا تو وہ اپنے اکابر مولوی نقی علی خان، فاضل بریلوی، نظام الدین ملتانی کو جھوٹا کہیں یا پھر عید میلاد کے نام پر جشن ورقص وسرور وغیرہ سب بدعات ورسومات کو ترک کردیں۔

دوسری بات:

بریلوی حضرات اس موقعہ پر عید مناتے ہیں جبکہ محققین نے عید اپنی طرف سے کسی دن کو بنالینے سے منع فرمایا ہے: مثلاً شیخ احمد رومیؒ لکھتے ہیں:

''طاؤسؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کسی مہینے یا کسی دن کو عید مت بناؤ، اور اس کی اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو جائز نہیں کہ کسی وقت کو عید بنائیں، مگر ہاں وہی جسے شریعت نے عید بنادیا ہے اور یہ ہر ہفتہ میں جمعہ کا دن اور سال بھر میں عید، بقرعید اور ایام تشریق کے دن ہیں۔ (چھوٹی اور بڑی عید کے دن) ان کے سوا کسی زمانہ کو عید بنانا بدعت ہے، جس کی کوئی اصل شریعت محمدیہ میں نہیں ہے بلکہ مشرکوں کی عید ہے۔'' [مجالس الابرار، مجلس نمبر ۱۹]

اس کتاب کی تصدیق اور توثیق شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے ''فتاویٰ عزیزی'' میں کی ہے، معلوم ہوگیا کہ اپنی طرف سے کسی وقت کو عید نہیں بنایا جاسکتا ہے، بلکہ بقول شیخ رومی مشرکین نے کئی عیدیں بنارکھیں تھیں، مسلمان کے یہ شایان شان نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کسی دن یا وقت کو عید قرار دے۔

تیسری بات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی تھی اور اِن بریلوی حضرات کا

اصرار ہے کہ ہمیں بھی محبت ہے۔ اَب دیکھنا یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آپ کی ولادت مبارکہ پر خوشی منانے کے لیے یہ بریلویوں والی صورتیں اختیار کی ہیں یا آپ علیہ السلام کی اطاعت واتباع پر اپنی جانیں قربان کر دی ہیں؟ اَب ہم ذخیرہ احادیث وکتب سیر وغیرہا میں دیکھتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں نہ تو صحابہ کرام نے کسی دن کو عید قرار دیا، نہ اس خوشی میں رقص وبھنگڑا ڈالا، نہ بازار سجائے، نہ جھنڈیاں لگائیں، نہ کئی کئی من کے کیک بنوا کر کاٹے، نہ جلوس نکالے، نہ ڈھول بجوائے اور نہ ہی لاکھوں کروڑوں روپے پھونک کر بازاروں کے چکر لگائے۔ وہی بازار جو اللہ تعالیٰ کو تمام جگہوں سے زیادہ مبغوض ہیں۔ (یہ بھی حیرت ہے کہ ایسی مبغوض ترین جگہ پر ہی عبادت کی جائے۔)

لیکن سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک پر خوشی ضرور ہے۔ اور وہ اسی خوشی کی وجہ سے آپ کے فرامین پر جان تک قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل کی خوشی اس خوشی کے برعکس ہے، اِطاعت واتباع کی بجائے جھنڈیاں لگانے، بازار سجانے، رقص کرنے، ڈھول پیٹنے، کیک کاٹنے، جلوس نکالنے اور دیگر کئی غیر شرعی افعال کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ اور اطاعت واتباع کی گویا ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔ اور اس بات کا بریلوی حضرات کو خود بھی اعتراف ہے کہ:

''اصل میں ہمارے نعت خوان اور خطباء نے ''فاتبعونی'' کو غائب ہی کر دیا ہے۔ [مقالات شرف قادری: ۵۶۷]

یعنی آپ ﷺ کی اتباع بریلویوں کے ہاں بالکل مفقود وغائب ہے۔

ہم مزید حوالے بھی حاضر کیے دیتے ہیں کہ بریلویوں کو اعتراف ہے کہ ہمیں اتباع کی توفیق نہیں ہے، مثلاً: شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دعا کرتے ہیں بلکہ محبت کے دعویدار ہیں اور یہ نعرہ لگاتے ہیں: ''غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے''، لیکن ہمیں یہ خبر ہی نہیں کہ محبت کا مطلوب کیا ہے؟ محبت یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ ایسا تعلق خاطر ہو کہ انسان محبوب کا فرماں بردار ہو، اس کے اشارۂ آبرو پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار ہو۔'' [مقالات شرف قادری: ۲۳۹]

علامہ غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں:

''بعض غیر معتدل لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کے اظہار میں غلو کرتے ہیں، نماز، روزہ اور دیگر فرائض باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے اور عید میلاد کے جلوس کو باقاعدہ میلوں ٹھیلوں کی طرح نکالتے ہیں۔'' [تبیان القرآن: ۱/۲۹۳]

پروفیسر عون محمد سعیدی صاحب دعوت اسلامی، جماعت اہل سنت، منہاج القرآن، تنظیم المدارس اور دیگر بریلوی مشائخ کو خطاب کر کے لکھتے ہیں:

''یقیناً آپ ''یاایھا الذین أمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ'' پر عمل نہیں کر رہے، یقیناً آپ کے ذہن

میں اسلام کا محدود تصور پایا جاتا ہے، یقیناً آپ مکمل ضابطہ حیات کے مفہوم سے آگاہ نہیں ہیں، یقیناً آپ اسوۂ حسنہ کو چھوڑ بیٹھے۔'' [کاروباری پیر اور زوال اہل سنت]

یہ مضامین بریلوی اکابر نے اپنے لوگوں کو صحیح راہ نمائی کے لیے لکھے ہیں۔ صحابہ کرام کے ہاں اتباع تھی موجودہ ایجادات نہیں تھیں۔ یہاں ایجادات ہیں اتباع نہیں ۔ فیصلہ فرمایئے کس کی محبت کو صحیح قرار دیا جائے۔ ہم یہ فیصلہ بھی انہی کے گھر سے کراتے ہیں: شرف صاحب لکھتے ہیں:

کسی آدمی کو مخاطب کر کے:

''آج بہت سے ایسے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جو نبی الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدار ہیں، انہیں معلوم نہیں کہ محبت کسے کہتے ہیں اور اس کے طریقے اور تقاضے کیا ہیں، آپ نے صحابہ کرام کے کردار سے محبت کے انداز پیش کر کے عامۃ المسلمین کی صحیح راہ نمائی کی ہے۔''

[شرف ملت نمبر ۷۷]

اس خط کشیدہ عبارت سے ثابت ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام کا طرزِ محبت ہی مسلمانوں کے لیے صحیح راہ ہے۔ اور صحابہ کرام سے ''محفل میلاد'' سمیت مروجہ افعال میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ لہٰذا درست رویہ یہی ہے کہ صحابہ کرام کے طریقے پر چلتے ہوئے خوشی منانے کی بجائے اتباع پیغمبر کا اہتمام کیا جائے۔

حکیم الامت، مجدد دین وملت حضرت مولانا الشاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بڑی خوب بات فرمائی ہے کہ شاید یہی فلسفہ اس میں ہے کہ اعتدال سے کام لیا جائے نہ خوشی میں شریعت کو آدمی نظر انداز کرے اور نہ غم میں۔ اللہ کریم ہمیں اپنی رضا نصیب فرمائے۔ ☆☆☆☆

بقیہ......سیرت منانے والو!

لیکن شرط وہی ہے کہ اس باغ کی سیر کو بھی اپنا معمول بنالو، سیرت کے اس گوشے کو اپنالو، اپنے نبی کی میراث کو یاد رکھو کہ وہ میراث میں درہم دینار نہیں بلکہ نیزے، تلوار اور ڈھال دے کر گئے، تم میں سے اکثر کو یہ بھی معلوم نہیں کہ تمہارے پیارے نبی ﷺ کے پاس کتنی تلواریں، کتنے نیزے، برچھیاں اور کمانیں تھیں، ڈھالیں اور گھوڑے کتنے تھے؟ یہ سب جاننے اور اپنانے کیلئے باغ سیرت کے اس گوشے کی سیر کرو۔

بندۂ عاصی شاداں وفرحاں سیرت نبوی ﷺ کے حسین گوشے سے چنے پھولوں کو آنکھوں سے لگائے، دل میں بسائے، دامن میں بھرے اپنی قوم میں لوٹ آیا، اس امید کے ساتھ کہ اسکی قوم بھی ان پھولوں کو دل میں بسائے گی تو اے میری قوم! کیا تو اس بندۂ عاصی کی امید کو پورا کریگی؟ کیا سیرت کے ان حسین پھولوں کو آنکھوں سے لگائے گی؟ اگر ہاں تو مبارک ہو! تمہارے درد کے دن کم رہ گئے ہیں، انشاء اللہ العزیز۔ ☆☆☆☆

مولانا محمد عبدالحمید تونسوی مدظلہ

میلاد النبی......اور......موسیقی

عید میلاد النبی یا جشن میلاد النبی کے نام سے منعقد ہونے والے پروگراموں میں لوگ اِس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے ساز باجے اور موسیقی کے ناپاک اور شیطانی عمل کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے۔ فحش گانوں کے لہجے اور انداز میں نعت خوانی کے ساتھ قوالی وغیرہ کے عنوان سے موسیقی کے آلات بھی استعمال ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ان نادانوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ آقائے نامدار حضور ﷺ تو گانے اور موسیقی سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔ آج نبی کریم ﷺ کے نام پر منعقد کی جانے والی مجلسوں میں موسیقی کو جگہ دے کر آپ ﷺ کے حکم کی کھلی مخالفت بلکہ موسیقی کو روح کی غذا قرار دے کر اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کھلی دعوت دی جاتی ہے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَ هَا هُزُواً أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (لقمان:٦) بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تا کہ بغیر سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کریں اور اس کا مذاق بنائیں، ایسے لوگوں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

اس آیت میں ''**لهو الحديث**'' (کھیل کی باتوں) سے مراد گانا گانے کے آلات ہیں۔ کئی صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور مفسرین کرامؒ سے اس آیت کی یہی تفسیر منقول ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

'' قال رسول الله ﷺ : ان الله عز وجل حرم القينة وبيعها وثمنها وتعليمها والاستماع اليها ثم قرأ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گانے والی (عورت اور آلات) کو حرام کیا ہے، اس کے بیچنے کو بھی اور اس کی قیمت کو بھی اور اسے گانا سکھانے کو بھی اور اس کا گانا سننے کو بھی۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''**وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ**''

پہلے زمانے میں گانا صرف انسان کی زبان سے ہوتا تھا اور آج گانے کو مختلف چیزوں (مثلاً کیسٹ، سی ڈی، موبائل وغیرہ تمام الیکٹرونک آلات) میں ریکارڈ کر لیا جاتا ہے۔ جن چیزوں میں گانا

ریکارڈ کرلیا جائے وہ بھی اس حکم میں داخل ہیں۔ان کی خرید وفروخت اوران سے گانا سننا گناہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سورہ لقمان کی مذکورہ آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''**ھو واللہ الغناء**''[مستدرک حاکم: ۳۵۴۲] قسم اللہ کی وہ (یعنی لہوالحدیث) گانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت مجاہدؒ اور حضرت عکرمہؒ وغیرہ سے بھی مذکورہ آیت کی یہی تفسیر منقول ہے۔

احادیث مبارکہ:

۱)......حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحرو الحریرو الخمرو المعازف**''(بخاری:۵۵۹۰)۲

یقیناً میری امت میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جوزنا، ریشم، شراب اورآلات موسیقی کو(خوشنما تعبیروں سے، جیسے آرٹ کلچر، ثقافت وغیرہ) حلال کرلیں گے۔

جولوگ **نعوذ باللہ** موسیقی کوروح کی غذا قرار دیتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے نام پراس کوکارخیر سمجھ کراختیار کرتے ہیں، وہ بھی اس حدیث کی مذکورہ وعید میں داخل ہیں۔

۲)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**یمسخ قوم من امتی فی آخر الزمان قردۃ وخنازیر، قیل یا رسول اللہ ویشھد ون ان لا الـہ الا اللہ وانک رسـول اللہ ویـصـومـون ؟ قال نعم ، قیل : فما بالھم یا رسول اللہ؟قال یتـخـذون المعازف والقینات والدفوف ویشربون الاشربۃ فباتواعلی شربھم ولھوھم، فاصبحوا قد مسخواقردۃ وخنازیر.**''(حیلۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبھانی:۸)

آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کو بندراور خنزیر کی شکل سے مسخ کردیا جائے گا، کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ لوگ اللہ کی توحیداورآپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں گےاورروزے رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں۔عرض کیا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے کیا اعمال ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گانا گانے کے آلات اختیار کریں گےاور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) رکھیں گے اورڈھول اوردف رکھیں گےاورشرابیں پییں گے تو وہ شراب پی کراورلہوولعب کی حالت میں رات گزاریں گے، پھراس حال میں صبح کریں گے کہ ان کو بندراور خنزیر کی شکلوں میں مسخ کردیا گیا ہوگا۔

مقام عبرت ہے کہ موسیقی کو جائز بلکہ ثواب سمجھنے والے نادان سوچ لیں کہ وہ کہیں اللہ کی پکڑ میں آکر بندراور خنزیر کی شکل میں مسخ نہ کردیے جائیں۔اس حدیث سے تمام آلات موسیقی کا حرام ہونا ظاہر ہوا۔

۳)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''**نهيت عن صوتين احمقين فاجرين، صوت عند نغمة لهو ولعب ومزامير الشيطان وصوت عند مصيبة لطم وجوه وشق جيوب**.'' [مستدرک حاکم: ۶۸۲۵] میں نے دواحمق اور فاجر (گناہ والی) آوازوں سے منع کیا ہے، ایک نغمہ کے وقت لہوولعب اور شیطانی بانسریوں سے، اور مصیبت کے وقت آواز سے اپنے چہرے کو پیٹنے اور اپنے کپڑے پھاڑنے سے۔

۴)......حضرت نافع رحمہ اللہ کی روایت میں ہے:

''**ان ابن عمر سمع صوت زمارة راع فوضع اصبعيه فی اذ نيه وعدل راحلته عن الطريق وهو يقول يانافع اتسمع ؟ فاقول نعم فيمضی حتیٰ قلت لا فوضع يد يه واعاد راحلته الی الطريق وقال رأيت رسول الله صلی الله عليه وسلم وسمع صوت زمارة راع فصنع مثل هذا**.'' [مسند احمد: ۴۵۳۵] حضرت ابن عمرؓ نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں رکھ لیا اور اپنی سواری کو راستے سے ہٹالیا (آواز سے دور ہونے کی غرض سے راستے سے ہٹ کر چلتے رہے) اور یہ کہتے رہے کہ اے نافع! کیا آپ کو آواز آرہی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے یہ عمل برابر جاری رکھا، یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اب آواز نہیں آرہی تو آپ نے اپنے ہاتھ ہٹائے اور اپنی سواری کو راستے پر واپس لے آئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سننے کے وقت اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

غور فرمایئے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اتباع میں صحابہ کرامؓ تو ایک بانسری کی آواز آنے پر بھی کان بند فرمالیا کرتے تھے۔ آج آپ ﷺ کے نام لیوا آپ ﷺ ہی کے میلاد کے نام پر کتنے موسیقی کے آلات استعمال کرتے ہیں۔

۵)......حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**ان ربی حرم علی الخمر والميسر والكوبة والقنين والكوبة الطبل**'' [السنن الکبریٰ للبیھقی: ۲۰۹۹۴] بے شک میرے رب نے میرے اوپر شراب، جوئے، کوبہ اور گانا گانے کو حرام کیا ہے اور کوبہ سے مراد طبلہ ہے۔

۶)......حضرت عائشہؓ کے بارے میں یہ واقعہ مروی ہے:

''**اذ دخل عليها بجارية وعليها جلاجل يصوتن فقالت لا تد خلنها علی الا ان تقطعو جلاجلها وقالت سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول لا تدخل الملائكة بيتا فيه جرس**.'' [سنن ابی داؤد: رقم الحدیث ۴۲۳۱] حضرت عائشہؓ کے پاس ایک بچی لائی گئی، جس نے آواز والے گھنگھرو پہنے ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لاؤ، جب تک کہ اس کے گھنگھرو نہ کاٹ دو۔ پھر فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ

فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں گھنٹی ہو۔''

۷)......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

" الدف حرام والمعازف حرام والكوبة حرام والمزمار حرام "[السنن الکبریٰ للبیھقی: ۲۱۰۰۰] دَف حرام ہے اور گانا گانے کے آلات (موسیقی) حرام ہیں اور طبلہ حرام ہے اور بانسری حرام ہے۔

۸)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک تقریب کے حوالے سے یہ قصہ مذکور ہے کہ:

''فمرت عائشة فی البیت فراته یتغنی ویحرک رأسه طربا و کان ذاشعر کثیر فقالت اُف شیطان اخرجوه اخرجوه''[الادب المفرد للبخاری: ۱۲۴۷] پس حضرت عائشہؓ اس گھر میں گزریں تو اس آدمی کو دیکھا کہ وہ گانا گا رہا ہے اور اپنے سر کو مستی کے ساتھ حرکت دے رہا ہے اور اس کے بڑے بڑے بال تھے، تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: اُف! یہ شیطان ہے، اسے باہر نکالو، باہر نکالو!

آج بھی قوال اور گویئے بڑے بڑے بال رکھتے ہیں، ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں، نشہ کے عادی ہوتے ہیں اور دوران قوالی اپنے سر مستی سے ہلاتے ہیں جو کہ سیدہ عائشہؓ کے فرمان کے مطابق شیطان ہیں۔

۹)......حضرت شریح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ان الملائکة لاید خلون بیتاً فیه دف ''[مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۶۹۹۳] فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں دف ہو۔

۱۰)......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''کان اصحاب عبداللہ یستقبلون الجوار ی فی الازفة معهن الدفوف فیشقونها ''[مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۶۹۹۵] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں کو (آتے جاتے ہوئے) راستوں میں (چھوٹی) بچیوں کا سامنا ہوتا تھا، جن کے ساتھ دفیں (طبلے و ڈھولکیاں) ہوا کرتی تھیں، تو وہ ان کو پھاڑ دیا کرتے تھے۔ **[تلک عشرة کاملة]**

فائدہ: ''معازف'' عربی زبان میں گانا گانے کے تمام آلات کو کہا جاتا ہے، جس میں ڈھول، بانسری وغیرہ سب داخل ہیں۔ ''دف'' اسے کہا جاتا ہے جس کے صرف ایک طرف بجانے کی جگہ ہوتی ہے۔ ''ڈھول'' اسے کہا جاتا ہے جو دونوں طرف سے بجایا جاتا ہے۔ اور ''کوبہ'' طبلے کو کہتے ہیں۔

ملحوظ رہنا چاہیے کہ مندرجہ بالا احادیث میں صراحتاً گانا گانے کے آلات کا ذکر ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر خالی گانے بجانے کے آلات کو بھی استعمال کیا جائے اور اس کے ساتھ گانے والے کسی انسان

کی آواز شامل نہ ہوتب بھی یہ ناجائز وحرام ہے۔ نیز گانے بجانے کے ناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ ،امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کا اجماع ہے۔

دف سے متعلق ایک اشکال اوراس کا حل:

بعض روایات میں نکاح کے موقع پر دف کے ذریعے سے اعلان کی اجازت ملتی ہے۔تو بعض لوگوں کواس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ دف بجانا صحیح ہے۔مگر یادرہے کہ گانا گانے کے آلات کے ناجائز ہونے، ڈھول اور دَف کے گانا گانے کے آلات میں داخل ہونے اور خود دَف کے ناجائز ہونے پر احادیث وروایات موجود ہیں جو ہم نے نقل کردی ہیں۔ جائز وناجائز میں تعارض ہونے کی صورت میں ناجائز کوترجیح ہوا کرتی ہے۔

دوسرے دَف کے جائز ہونے کے سلسلہ میں بعض روایات ضعیف بھی ہیں۔

آخری درجے میں اگر دف کا جائز ہونا بھی تسلیم کرلیا جائے تو وہ بھی کئی شرائط کے ساتھ مقید تھا۔

مثلاً: ایک شرط یہ تھی کہ دف سادہ ہو،اس کے ساتھ گھنگھر واور گانا بجانے کا کوئی دوسرا آلہ استعمال نہ ہو (جیسا کہ پہلے زمانے میں سادہ دفیں ہوا کرتی تھیں اور آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے)

دوسری شرط یہ تھی کہ دف بجانے کا انداز سادہ ہو یعنی اس میں کوئی خاص طرز اور دھن نہ لگائی جائے (جیسا کہ عشاق لوگ خاص طرز اور دھن کے ساتھ بجاتے ہیں) بلکہ بغیر کسی طرز اور لَے کے اس کو چند مرتبہ بجالیا جائے،جس کو پیٹنا اور مارنا کہا جاتا ہے۔

تیسری یہ کہ اس کا نکاح وغیرہ کے موقع پر جائز ہونا بھی خواتین کے ساتھ مخصوص تھا اور اس سے مقصود بھی (نکاح وغیرہ کا) اعلان تھا، نہ کہ بذات خود اس کی آواز کا سننا، سنانا یا لطف اندازہونا۔آج کل پہلے زمانے کے مقابلے میں اعلان وشہرت کے دوسرے بے شمار جائز ذرائع موجود ہیں۔اس لیے اس دف کی بھی چنداں ضرورت نہیں ۔ جہاں اس سے مقصود اعلان تھا وہاں یہ بھی ضروری تھا کہ جتنی مقدار سے اعلان ہو جائے ، اس پر اکتفاء کیا جائے ، نہ یہ کہ نکاح وغیرہ کے اعلان وعنوان سے گھنٹوں تک دف اور ڈھول بجایا جائے۔

چوتھی شرط یہ تھی کہ اس کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر (حمد ونعت وغیرہ) شامل نہ ہو۔

ایک اہم شرط یہ بھی تھی کہ یہ کسی ناجائز چیز کا ذریعہ نہ بنے۔

آج کل چونکہ گانا گانے کا استعمال اور جہالت عام ہے، مذکورہ بالا شرائط کی رعایت بھی عام طور پر نہیں ہے،اس لیے موجودہ حالات میں محققین نے اس کو مطلقاً ممنوع قرار دے دیا ہے، کیونکہ جب کسی مباح

وجائز بلکہ مستحب عمل میں بھی مفاسد پیدا ہو جائیں، تو وہ عمل جائز و مستحب سے نکل کر ناجائز زمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔[امداد الفتاویٰ:۲/۲۶۹۔اسلام اور موسیقی:۲۱۵]

بہر حال موسیقی اور گانا گانے کے آلات کا استعمال ویسے ہی گناہ ہے اور میلاد النبی کے نام سے ذکر و نعت کے وقت اس طرح کے آلات کو استعمال کرنا اور بھی سنگین گناہ ہے۔

مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر اور جہانوں کیلئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ گانے بجانے کے آلات کو اور بتوں کو اور صلیب کو [جسے عیسائی پوجتے ہیں] اور جہالت کے کاموں کو مٹادوں۔[مشکوۃ المصابیح:۳۱۸]

اب نام نہاد مسلمانوں کو دیکھو کہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ جن چیزوں کو مٹانے کیلئے تشریف لائے انہیں چیزوں کو آنحضرت ﷺ کی نعت سننے میں استعمال کرتے ہیں پھر اوپر سے ثواب کی اُمید کرتے ہیں۔ نفس وشیطان نے ایسا مزاج بنا دیا کہ قرآن وحدیث کا قانون بتانے والوں کی بات ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ ہارمونیم اور سارنگی پر اشعار سنتے ہیں اور ساری رات اس کام میں مشغول رہتے ہیں جس کے مٹانے کے لیے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور رات بھر قوالی سن کر فجر کی اذان ہوتے ہی نماز پڑھے بغیر سو جاتے ہیں۔ دیکھ لو! یہ ہیں حب نبوی کے متوالے، جنہیں فرض نمازوں کے غارت کرنے پر ذرا بھی ملال نہیں، خدارا! انصاف کرو! یہ راتوں کو جاگنا نبی اکرم ﷺ کی نعت سننے کے لیے ہے یا آپ ﷺ کا اسم گرامی استعمال کر کے نفس وشیطان کو لذیز گانے کی غذا دینے کے لیے ہے؟''[انوار البیان:۷/۱۴۰]

☆☆☆☆

وفیات

......شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ تلمیذ رشید مولانا عبدالغفور رحمہ اللہ [لاہور......۱۲/نومبر]

......ٹیاری (سندھ) کے بزرگ حافظ نور محمد سومرو رحمہ للہ [۱۱/نومبر]

......جناب محمد اشرف صاحب [مانسہرہ] کی خوشدامن صاحبہ رحمہا اللہ [۲۰/اکتوبر]

......جامعہ قاسمیہ لاہور کے درجہ خامسہ کے طالب علم محمد مدثر یوسف رحمہ اللہ [۲۶/صفر......۱۶/نومبر]

......جامعہ مظہریہ حسینیہ جتہان (سندھ) کے طالب علم محمد حنیف کے والد حافظ علی محمد سومرو رحمہ اللہ [۱۲]

......جامعہ قاسمیہ [لاہور] کے طالب علم حمزہ جان کے نانا محترم رحمہ اللہ [۱۹/نومبر]

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔[ادارہ]

نعمان امین

محفل میلاد......اور......قیام میلاد......پر علمائے کرام کے فتوے

اس میں شک وشبہ کی ادنی گنجائش بھی نہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت اور عقیدت عین ایمان ہے۔آپ کی پیدایش سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبے کے صحیح حالات و واقعات اور آپ کے اقوال وافعال کو پیش کرنا اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔ ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے حالات معلوم کرے اور ان کو مشعلِ راہ بنائے۔ سال کے ہر مہینے میں، مہینے کے ہر ہفتے میں، ہفتے کے ہر دن میں، دن کے ہر گھنٹے میں اور گھنٹے کے ہر لمحے میں کوئی وقت ایسا نہیں جس میں آپ کی زندگی کے حالات وواقعات سننا اور بیان کرنا منع ہو اور نہ ہی اس بات پر کسی کا اختلاف ہے۔

اختلاف تو اس بات پر ہے کہ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کو مقرر کر کے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلس منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا اس دن کو مخصوص کر کے فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ خیر القرون سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کسی مسلمان کو اس سے اختلاف کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ کیوں کہ جو کچھ انھوں نے کیا یا جس عمل کو انھوں نے چھوڑا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت کرنا بے دینی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے کے بعد تئیس سال مسلمانوں میں موجود رہے، پھر تیس سال خلافتِ راشدہ کے گزرے اور پھر ۱۱۰ھ تک حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور رہا۔ کم وبیش دو سو بیس ہجری (۲۲۰ء) تک تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ تھا۔ عشق ان میں کامل تھا، محبت ان میں زیادہ تھی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور تعظیم ان سے بڑھ کر کون کر سکتا ہے؟ اگر کوئی ثابت کر دے کہ ان حضرات کے دور میں ’’جشن عید میلاد النبی‘‘ منایا جاتا تھا تو بس -- یہ بحث یہیں ختم ہوئی -- لیکن اگر کوئی ثابت نہ کر سکے اور یقین جانیے قیامت تک کوئی ثابت کر بھی نہیں پائے گا تو سوال یہ ہے کہ پھر یہ عمل بدعت ہوا کہ نہیں؟ بدعت اور بدعتی کے متعلق آپ نے بہت کچھ سنا اور پڑھا ہوگا۔

آج جو لوگ جشن عید میلاد النبی کے فواید وبرکات اور ثواب بتاتے ہیں وہ اتنے سمجھ دار ہو گئے ہیں کہ یہ فواید اور برکات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کو تو نظر نہیں آئے لیکن انھیں نظر آ گئے۔ میلاد کرنے والوں کو کیا دین کی اُن سے زیادہ سمجھ ہے؟ (معاذ اللہ)۔ یا یہ کہ یہ حضرات نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت نہیں کرتے تھے جتنی یہ میلاد کرنے والے کرتے ہیں۔(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)
اگر ایسا نہیں ہے تو میلاد کرنے کے جتنے فواید و برکات اور ثواب بتائے جاتے ہیں وہ سب بے کار کی باتیں ہیں۔ بدعت، لہو ولعب اور ایمان کے ساتھ ساتھ مال کا ضیاع ہے۔ جو کچھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اہلِ خیر القرون نے کہا اور کیا فقط وہی دین ہے۔

یہ یاد رہے کہ محفلِ میلاد یا مجلسِ میلاد اور چیز ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نفسِ ذکر ولادت با سعادت اور چیز ہے۔ پہلی بدعت اور دوسری مستحب اور ثواب کا باعث بلکہ ہماری ضرورت ہے۔ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور ان دونوں میں کوئی معمولی سا فرق نہیں بلکہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں پہلا میلاد کا جلوس:

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''راہِ سنت'' [ص:۱۶۶] میں لکھتے ہیں:

''یہ یاد رہے کہ میلاد کا جلوس انگریز کے زمانے میں ایک خاص مصلحت کے تحت پٹی ضلع لاہور سے دو شخصوں نے ایجاد کیا تھا۔ مولوی عبدالمجید صاحب جو فوت ہو چکے ہیں اور جناب حاجی عنایت اللہ صاحب جو تا دم تحریر (۱۹۵۷ء) لاہور میں بہ قیدِ حیات ہیں، بلکہ وہ اس جلوس کے تنہا بانی ہونے کے مدعی ہیں۔''

اس بات کی مزید تشریح مولانا حافظ لیاقت علی شاہ نقش بندی غفوری کی کتاب ''مجموعہ صلوٰۃ وسلام مع احکامِ شرعیہ'' ص ۳۷۴ پر جس میں مؤلف کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مجلس میں اس کی تفصیل معلوم ہوئی کہ ''شیخ عنایت اللہ ایک ہندو نو مسلم تھا اور یہ جلوس ۱۹۲۹ء میں پہلی مرتبہ اس نے لاہور میں نکالا تھا، ابھی کچھ دن پہلے وہ فوت ہو گیا ہے۔

یہ بات حضرت شیخ الحدیثؒ نے ۲۳ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ کو کراچی میں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے مکان پر بعد نماز عصر علمائے کرام سے خطاب کے دوران کہی تھی۔

مولانا حافظ لیاقت علی شاہ صاحب کی یہ کتاب متعلقہ مضمون پر بہت مفید معلومات پر مبنی ہے۔

جناب احمد رضا خان صاحب کی تحقیق:

مجدد بدعت جناب احمد رضا خان صاحب کی تحقیق اُن کے فتاوی میں موجود ہے، بریلوی اس پر یقین نہیں کرتے۔ ان کی تحقیق یہ ہے:

''(میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرۂ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا، تو اس طرح ماہِ ولادتِ کریمہ کا غرۂ وسطیہ بہ روز اتوار اور غرۂ ہلا کیہ بہ روز پیر ہوا۔ تو اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل

سنت کا اس پر اجماع ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ: ج ۲۶ ص ۴۱۳-۴۱۲)

نوٹ: یہاں میں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس عبارت میں قوسین کی عبارت سے وضاحت ہم نے نہیں کی بلکہ وہ فتاویٰ رضویہ میں موجود ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی تاریخ کی تفصیل فاضل بریلوی فتاویٰ رضویہ: ج ۲۶ کے ص ۴۱۴ سے شروع کرتے ہیں مسئلہ نمبر ۲۲۳ پر اور یہی ثابت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ۱۲/ ربیع الاوّل کو ہوا۔ یہی بات فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ ''نطق الهلال بارخ ولاد الحبیب والوصال'' میں لکھی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور وفات کی تاریخ پر بریلویوں کے امام احمد رضا کی تحقیق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۸/ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور آپ کی وفات ۱۲/ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ (حوالہ فتاویٰ رضویہ: ج ۲۶ ص ۴۱۳-۴۱۲)

اس تحقیق کے باوجود بریلوی طبقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر عید مناتے ہیں، جس طرح شیعہ طبقہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر عید غدیر مناتا ہے۔ بتایے اپنے رسول کا گستاخ کون ہوا؟

عشق ومحبت کے لحاظ سے بھی بدعت:

یہاں ایک واقعہ نقل کرنے کو جی چاہتا ہے۔ میرے روحانی استاذ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے ایکموقع پر یہ فرمایا کہ مولوی صاحب! یہ لوگ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے ہیں بارہویں تاریخ کو، تو مولوی صاحب! شریعت میں تو یہ بدعت ہے ہی، میں کہتا ہوں کہ عشق ومحبت کے لحاظ سے بھی بدعت ہے۔ وہ کیسے؟ فرمایا کہ کیا یہ بدعت نہیں کہ محبوب کا دن سال میں صرف ایک مرتبہ منایا جائے؟ آگے پیچھے یاد نہ کرے اور محبوب کا نام سال میں صرف ایک دفعہ منایا جائے۔ محبت یہ ہے کہ محبوب ہر وقت ذہن میں ہو، تو یہ شریعت میں تو بدعت ہے ہی، عشق ومحبت کے طور پر بھی بدعت ہے۔'' [خطبات امام اہل سنت: ۳/ ۴۲-۲۴۱]

کاش! یہ عبارت پڑھ کر ہی اہل بدعت کو کچھ خیال آجائے۔

۱۲/ ربیع الاول کو عام تعطیل کس کی ایجاد؟

مولوی عبدالسمیع رام پوری لکھتے ہیں کہ:

''اس وقت جو حکام فرماں روا انگریز ہیں کہ ان کو کچھ علاقہ تعظیم و آداب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بہ ایں ہمہ انھوں نے اپنی کچہری اور محکمہ میں جا بجا اہلِ اسلام کے لیے مثل عید اور بقرہ عید کے ایک دن چھٹی اور تعطیل کے واسطے خوشی میلاد حضرت خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارھویں تاریخ ربیع الاول کو مقرر کر رکھا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ انگریز کام کاروبار ضروری میں اپنے حرج منظور کریں اور اپنے حقوق خدمت کارگزاری کو اس روز (میلاد النبی کے) واسطے بجا آوری مراسم فرحت و سرور و تعظیم حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے موقوف کریں اور یہ لوگ (اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی) اس کے مقابل (انگریزوں کی اس تحریک کے مقابل) زبان مبارک سے فرمادیں کہ یہ فعل بدعت ہے۔'' (انوارِ ساطعہ: ص ۱۷۰)

مذہبی رشوت:

سبحان اللہ! انگریز کا حضور علیہ السلام سے تعطیل بارہ ربیع الاول کا تعلق تو قایم کر دیا گیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ بارہ ربیع الاول کی چھٹی جلوس اور اس میں رنڈیوں کا رقص، ایمانیات کا حصہ ہے یا نہیں؟

بریلوی علما نے احمد رضا خان صاحب سے لے کر قیامِ پاکستان تک تحریکِ آزادی کی بھرپور مخالفت کی۔ یہی نہیں بلکہ اگر کسی عالم نے تحریک آزادی یا تحریک پاکستان میں حصہ لیا تو ان کے کفر کے لیے من بھر سے بھی زیادہ کے فتوے الاپے گئے۔ انگریزوں نے چھٹی کرا کر بریلویوں سے تمام مجاہدینِ اسلام کو کافر قرار دلوایا۔ گویا احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت نے انگریز سے اپنی مذہبی رشوت قبول کی۔

خلاصۂ کلام:

اہلِ سنت والجماعت حنفی دیوبندی کہتے ہیں کہ ''مروجہ محفل میلاد'' اگر عقاید میں سے ہوتی تو ضرور عقاید کی کتابوں شرح عقاید نسفی، شرح عقاید جلالی، شرح مواقف، مسامرہ اور امام طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتاب ''العقیدۃ الطحاویہ'' وغیرہ میں اس کا ذکر ہوتا۔ اور اگر مروجہ محفل میلاد کا تعلق ''اعمال و عبادات'' سے ہوتا تو ضرور فقہ کی کتابوں فتاویٰ عالم گیری، فتاویٰ شامی، ہدایہ، البحر الرائق، البدائع والصنائع وغیرہ میں اس کا ذکر ہوتا۔ حالاں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ نہ عقاید کی کتابوں میں ''مروجہ محفل میلاد'' کا ذکر ہے نہ فقہ کی کتابوں میں۔ آخر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''نماز تسبیح'' ''استخارہ'' ''حفظ قرآن کی دعا'' وغیرہ امور کا مفصل طریقہ ذکر فرمایا اور امت کو اس طریقہ کے مطابق ان اعمال کو سرانجام دینے کا حکم دیا تو کیا وجہ ہے کہ ''مروجہ محفل میلاد'' اس طریقے اور کیفیت کے ساتھ جس طرح بریلوی حضرات کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ثابت نہیں ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اس طریقے اور کیفیت کا نہ ملنا صاف بتلا رہا ہے کہ اس کی

کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

محفلِ میلاد پر علماء کے فتاوے:

آخر میں چند بڑے بڑے علما کے فتوے بھی نقل کر دیتا ہوں، جنھیں محفلِ میلاد کے حامی بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے دوسرے فتووں پر (کافی حد تک) عمل بھی کرتے ہیں اور انھیں قبول بھی کرتے ہیں:

۱......علامہ شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی رحمہ اللہ جو اکابر علمائے امت میں سے ہیں، سب سے پہلے انھوں نے مجلسِ میلاد سے اختلاف کیا تھا اور انھوں نے ردمولود میں ایک رسالہ بھی لکھا تھا، جس کا نام ہے ''المورد فی الکلام مع عمل المولد۔'' اس میں یہ فرماتے ہیں:

> ''نہیں جانتا میں اس مولود کے لیے کوئی اصل نہ کتاب سے نہ سنت سے اور نہیں منقول ہے یہ عمل ان علمائے امت سے جو پیشوایانِ دین ہیں اور جو پوری قوت سے آثار سلف صالحین کو تھامنے والے ہیں، بلکہ یہ مولود بدعت ہے۔ ایجاد کیا ہے اس کو اہلِ باطل نے اور خواہشات نفسانی نے اور اس کا اہتمام کیا ہے شکم پرستوں (کھاو پیر پیٹوؤں) نے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ جب دایر کیا جائے اس پر احکام خمسہ کو تو کہا جائے گا کہ یہ مولود کرنا یا تو واجب ہے یا مستحب یا مباح یا مکروہ یا حرام۔ اور اس کے واجب نہ ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے اور یہ مستحب بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ مستحب وہ ہے جس کا شریعت مطالبہ کرے بغیر مذمت کے اس کے ترک پر اور شرع میں اس کا حکم واذن (اجازت) نہیں۔ اور نہیں کیا اس کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے، نہ تابعین متدینین نے اور یہی جواب عرض کروں گا میں حق جل وعلا کے حضور میں اگر مجھ سے اس کا سوال ہوا۔ اور مباح بھی نہیں ہوسکتا اس لیے کہ ایجاد فی الدین مباح نہیں ہے بہ اجماع مسلمین۔ پس نہیں باقی رہا بجز اس کے کہ مولود مکروہ ہو یا حرام۔

۲......حافظ ابوالحسن علی ابن فضل مقدسی مالکی رحمہ اللہ جو بہ قول ابن نجار آئمہ دین میں سے تھے اور ان کا میلادی کتاب کے پہلے مصنف ابن دحیہ سے بھی سابقہ پڑ چکا تھا، وہ اپنی کتاب ''جامع المسایل'' میں فرماتے ہیں:

> ''عمل مولود سلف صالح سے منقول نہیں ہے اور وہ قرونِ ثلاثہ کے بعد برے زمانے میں ایجاد ہوا ہے اور جس عمل کو سلف نے نہیں کیا اس میں ہم خلف کی پیروی نہ کریں گے، اس لیے کہ ہمیں سلف کی اتباع کافی ہے۔ پھر ابتداع کی کیا حاجت ہے۔''

۳......علامہ ابوعبداللہ ابن الحاج مالکی رحمہ اللہ جو علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ کے شیوخ میں سے ہیں اور جن کی علمی جلالت پر فریقین کا اتفاق ہے، اپنی مشہور ومقبول کتاب ''المدخل'' میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''اور من جملہ ان بدعات کے جن کو لوگوں نے ایجاد کیا اور باوجود اس کے اعتقاد کرتے ہیں کہ افضل

عبادات وشعائر سے ہیں، وہ چیز ہے جو ربیع الاول میں کرتے ہیں یعنی مجلسِ مولود، حالاں کہ وہ بدعات و محرمات پر مشتمل ہے (حتیٰ کہ مفاسد بیان کرنے کے بعد کہا) یہ سب مفاسد وقبائح مرتب ہیں۔مولود کے کرنے پر جب اس کو راگ کے ساتھ کریں اور اگر راگ سے خالی ہو صرف کھانا کیا جائے اور اس سے نیت مولود کی ہو اور بھائیوں کو دعوت دی جائے اور کوئی خرابی نہ ہو جن کا پہلے ذکر ہوا تو بھی وہ بدعت ہے۔اس لیے کہ یہ دین میں زیادتی ہے، سلف کا معمول نہیں ہے۔حالاں کہ ہمارے لیے سلف کے نقش قدم کی پیروی ہی بہتر ہے اور سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں کہ انھوں نے بہ نیت مولود ایسا کیا ہو۔''

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ما ثبت بالسنہ'' میں اس اصلاحی کوشش پر ابن الحاج رحمہ اللہ کو دعا دی ہے، فرماتے ہیں کہ

''بے شک ابن الحاجؒ نے المدخل میں اس پر زبردست رد کیا ہے، جو لوگوں نے بدعتوں اور ہوا وہوس اور حرام مزامیروں سے گانا بجانا عمل میلاد کے وقت نکال کر مقرر کر رکھا ہے۔پس اللہ تعالیٰ ابن الحاجؒ کو ان کی اچھی نیت کا ثواب دے اور ہم کو راہِ سنت پر چلائے۔''

۴......شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (جن کی جلالت وامامت کی شہادت علامہ سیوطی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ جیسے بزرگوں نے بھی دی ہے) اپنی بہترین کتاب ''الصراط المستقیم'' میں فرماتے ہیں کہ

''اور ایسے ہی ہے وہ (عمل مولود) جس کو ایجاد کیا ہے بعض لوگوں نے یا تو ''میلاد مسیح'' میں نصاریٰ کی نقل اتارنے کے واسطے اور یا بہ سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت کے۔حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے بہ ذریعہ کامل اتباع کے آپ کی عظمت ومحبت کا حکم دیا ہے نہ کہ ان بدعتوں کا کہ آپ کے یوم ولادت کو عید بنایا جائے۔حالاں کہ ولادت کی تاریخ میں لوگوں کا اتفاق بھی نہیں۔

پس یہ ''عمل مولود'' نہیں کیا اس کو سلف نے باوجودے کہ بہ سبب (جواب بیان کیا جاتا ہے) اس وقت بھی موجود تھا اور کوئی منع کرنے والا بھی نہیں تھا اور اگر اس میں خیر ہی خیر ہوتا یا خیر کا پہلو نکلتا تو سلف صالحین ہم سے زیادہ اس کے کرنے کے حق دار تھے، اس لیے کہ وہ ہم سے کہیں زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت کرتے تھے اور امور خیر پر ہم سے بہت زیادہ حریص تھے اور آپ کی محبت وعظمت کا کمال تو بس آپ کے احکام کی پیروی اور آپ کی سنتوں کی ترویج میں ہے اور آپ کی شریعت کے پھیلانے اور اس کے لیے دل وزبان اور ہاتھ سے کوشش کرنے میں ہے، کیوں کہ یہی طریقہ ہے سابقینا ولین انصار و مہاجرین اور ان کے تابعین کا۔''

۵......علامہ شمس الدین ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ (علامہ سیوطیؒ اور ملا علی قاریؒ نے جن کی جلالت وامامت کی شہادت دی ہے) اپنی بے نظیر کتاب ''زاد المعاد'' میں فرماتے ہیں:

''اور نہ خاص کیا جائے وہ مکان جس میں پہلی وحی نازل ہوئی اور نہ زمانے کے ساتھ کسی شے کے اور جو شخص

کہ خاص کرے مکانوں اور زمانوں کو اپنی طرف سے واسطے عبادت کے بہ نسبت اس کے یا کسی اور وجہ سے، وہ ہو جائے گا جنس اہلِ کتاب سے اور اس کا یہ عمل نصاریٰ کا سا ہوگا۔''

مطلب یہ یہودی ہو جائے اور ساتھ نصاریٰ کا عمل جیسا کام ہوگا۔ العیاذ باللہ!

۶......قاضی شہاب الدین حنفی دولت آبادی رحمہ اللہ ''تحفۃ القضاۃ'' میں لکھتے ہیں:

''اور جہلا (جاہل کی جمع، جاہل لوگ) جو ہر سال ماہِ ربیع الاول میں کرتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں۔''

۷......شیخ عبدالرحمٰن مغربی حنفی رحمہ اللہ اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں:

''بے شک مولود کرنا بدعت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفا اور آئمہ نے اس کو نہ کہا نہ کیا۔'' (شرعۃ الالہیۃ)

۸......امام نصیر الدین شافعی رحمہ اللہ نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ

''مولود نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ وہ سلف صالح سے منقول نہیں اور وہ بے شک قرونِ ثلاثہ کے بعد برے زمانے میں ایجاد ہوا ہے اور ہم اس چیز میں بعد والوں کی پیروی نہیں کرتے جس کو سلف نے نہیں کیا۔ اس لیے کہ سلف کی اتباع کافی ہے، پھر ایجاد بدعت کی کیا حاجت ہے۔'' (شرعۃ الالہیۃ)

9......شیخ الحنابلہ علامہ شرف الدین احمد حنبلی رحمہ اللہ معروف بہ ابن قاضی جبل رحمتہ اللہ (بہ قول مؤلف فتح الموجد: ص ۱۵۹ شیخ جزریؒ نے جن کی بہت تعریف کی ہے) لکھتے ہیں کہ

''یہ جو بعض امرا ہر سال محفلِ میلاد منعقد کرتے ہیں، پس باجود اس کے مشتمل ہونے کے تکلّفاتِ شنیعہ پر وہ فی نفسہٖ بدعت ہے۔ اس کو ان اہلِ ہوا (نفس پرستوں) نے ایجاد کیا ہے جو صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ اَمر (حکم) کو جانتے ہیں نہ ممانعت کو۔''

۱۰......شیخ نور الدین شرالمسی رحمہ اللہ نے ''شرح مواہب لدنیہ'' میں شب قدر اور شب ولادت وغیرہ میں باہم فضیلتوں کے مقابلے پر بڑی بحث کر کے آخر میں لکھا ہے:

''بے شک نص نے (صاف اور واضح) کیا ہے۔ شارع (پیغمبر) نے فضیلت شب قدر پر اور نہیں تعرض (برابری کرنا) کیا شب میلاد اور اس کے امثال سے اور ان کی فضیلت پر کوئی دلیل قایم نہیں فرمائی۔ پس ہم پر واجب ہے کہ اکتفا کریں حکم شارع پر اور نہ پیدا کریں کوئی بدعت اپنی طبیعت سے۔''

۱۱......علامہ حسن ابن علی رحمہ اللہ کتاب ''طریقہ فی رد اہل البدعۃ'' میں لکھتے ہیں:

''جاہل صوفیوں نے ماہِ ربیع الاول میں جو مجلسِ میلاد نکالی ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں، بلکہ وہ ''بدعت سیۂ'' ہے اور اس میں بہت برائیاں ہیں۔''

۱۲......علامہ ابن حسن رحمہ اللہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ:

''عمل مولود سلف سے منقول نہیں اور سلف نے جس کام کو نہ کیا ہو اس میں بہتری نہیں۔'' (شرعۃ الالہیہ نقلاً

عن الصواعق)

۱۳......الشیخ احمد ابن محمد مصری مالکی رحمہ اللہ نے ''قول معتمد'' میں لکھا ہے کہ:

''ساتھ ہی اس کے علما مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) نے مذمت عمل مولود پر اتفاق کیا ہے۔''

۱۴......علامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن ابن عبدالحمید مالکی رحمہ اللہ نے ''تکملۃ التفسیر'' میں لکھا ہے:

''ربیع الاول میں عمل مولود کے لیے جو اہتمام کیا جاتا ہے وہ اس لایق ہے کہ اس کے کرنے والوں پر نکیر کرنا چاہیے۔''

۱۵......الشیخ محمد ابن ابی بکر مخزومی مالکی رحمہ اللہ صاحب ''منہمل شرح رافی'' کتاب ''البدع والحوادث'' میں لکھتے ہیں کہ:

''منکرات قبیحہ اور مکروہات فصیحہ (دین کے اعتبار سے برے کام) میں سے اس زمانے میں عمل مولود ہے، جو بعض جگہ ہوتا ہے اور کوئی امت اگلے رسولوں کی تباہ نہیں ہوئی مگر دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے۔''

۱۶......علامہ علاءالدین ابن اسماعیل شافعی رحمہ اللہ ''شرح البعث والنشور'' میں لکھتے ہیں:

''مولود بدعت ہے، اس کا کرنے والا قابل مذمت ہے۔''

۱۷......حافظ ابوبکر ابن عبدالغنی رحمہ اللہ مشہور بہ ابن نقطہ بغدادی اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں کہ:

''بے شک عمل مولود سلف سے منقول نہیں اور جس کو سلف نے نہیں کیا اس میں خیر نہیں۔''

۱۸......صاحب ''طریقۂ محمدیہ'' نے ''بیان بدعات'' میں اپنی منہیات میں لکھا ہے کہ:

''(من جملہ بدعتوں کے) عورتوں کا مولود پڑھنا بلند آواز سے اس طرح کہ لوگ اس کو گھر کے باہر سنیں (جایز نہیں)۔''

۱۹......صاحب ''نور الیقین'' نے ''شرعۃ الٰہیہ'' میں لکھا ہے:

''پس جان تو کہ بے شک خراب بدعت جو ملکوں اور شہروں میں رایج ہے محفلِ مولود ہے، کہ یہ نہیں ثابت ہے ادلۂ شرعیہ سے اور نہ قرآن وحدیث سے۔''

۲۰......حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی حنفی رحمہ اللہ جو مشہور اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں وہ مجلسِ میلاد کی نہ صرف ناجایز صورت ہی کے مخالف تھے بلکہ اس کی جایز صورت کو بھی اُمت کی اصلاح کی وجہ سے مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں:

''میرے محترم! میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اس قسم کی محفلِ میلاد کا دروازہ بند نہ کیا جائے گا ہوس پرست باز نہیں آئیں گے۔'' (مکتوبات: مکتوب ۲۷۳، حصہ ۵، ج۱، ص۲۲)

اسی طرح اور بھی بہت سے علما ہیں، مثلاً علامہ ابن رجب آفندیؒ ''شرح طریقۂ محمدیہ''، علامہ فخر

الدین خراسانیؒ صاحب تاریخ، امام شعرانیؒ صاحب تنبیہ وغیرہ یہ سب مجلسِ میلاد سے برابر اختلاف کرتے رہے ہیں۔

خلاصۂ فتاویٰ:

اس مختصر فہرست اور ان بعض علما کے اقوال سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱......مجلسِ میلاد سے اختلاف پرانی بات ہے۔

۲......اختلاف جاہل یا معمولی مولویوں نے نہیں بلکہ بڑے بڑے علما اور ائمہ ہوین نے کیا ہے۔

۳......اس اختلاف میں علمائے مذاہب اربعہ متفق ہیں۔

۴......علما اور صوفیاء دونوں نے اختلاف کیا ہے۔

مجلسِ میلاد کا اختلاف اتنا ہی پرانا ہے جتنی کہ یہ مجلسِ میلاد۔ اس سے اختلاف کرنے والے کسی عداوت کی وجہ سے نہیں بلکہ اہلِ اسلام سے ہمدردی اور ان کی اصلاح کی نیت سے اس بدعت سے روکتے تھے۔ اس لیے مجلسِ میلاد سے روکنا کوئی بری بات نہیں بلکہ یہ ایک اچھا کام ہے، جس پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جیسے بزرگ نے ''ما ثبت السنہ'' میں علامہ ابن الحاجؒ صاحب ''المدخل'' کو دعائے خیر دی ہے۔ تو ان مصلحین (اصلاح کرنے والوں) کا یہ فعل قابل تحسین و دعا ہے نہ کہ لایق نفرت و ملامت، لیکن آج دیکھا جاتا ہے کہ پچھلے زمانے کے برعکس اب اصلاح کرنے والوں کو وہابی اور گستاخ رسول کہہ کر بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالاں کہ بدنام کرنے والے اگر انصاف سے خود دیکھیں تو ان کے علمائے مجوزین اپنی کتابوں میں مجلسِ میلاد کی جو حقیقت بیان کرتے ہیں وہ کچھ اور ہے اور جو آج کل کرتے ہیں وہ کچھ اور ہے۔ علما کی بتائی ہوئی مجلسِ میلاد اور مروجہ مجلسِ میلاد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عوام کی بے راہ روی کا جب حوالہ دیا جاتا ہے تو مجلسِ میلاد کرنے والے اور ان کے حامی علما یہ کہہ کر اپنی جان چھڑا لیتے ہیں کہ ہمیں عوام سے کیا مطلب؟ ان کی غلطیوں پر آپ ہمیں کیوں الزام دیتے ہیں؟ لیکن عجیب تماشہ ہے کہ عوام کی اصلاح نہ خود کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں بلکہ اعلان کر دیتے ہیں یہ وہابی ہے۔ اس کی بات نہ سننا۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام اتنے آزاد ہو گئے ہیں کہ خود مجوزین میلاد کی ہمت نہیں ہوتی کہ ان ہی کے نزدیک جو باتیں شریعت کے خلاف ہیں اس سے عوام کو روکیں۔

غلام رسول سعیدی کی رائے:

مسلک بریلویہ کے شیخ الحدیث مولانا غلام سعیدی لکھتے ہیں کہ:

''بعض شہروں میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا ہے۔ جلوس

تنگ راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکائے جلوس پر پھول وغیرہ پھینکتی ہیں۔ اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں۔ جلوس میں مختلف گاڑیوں میں فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں۔ نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے۔ مساجد کے آگے سے گزرتا ہے اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ اس قسم کے جلوس میلاد النبی کے تقدس پر بدنما داغ ہیں۔ ان کی اگر اصلاح نہ ہو سکے تو ان کو فوراً بند کر دینا چاہیے، کیوں کہ ایک امر مستحسن کے نام پر ان محرمات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔''

(شرح مسلم، کتاب الصیام: ج۳،ص۱۷۰)

محفلِ میلاد میں قیام......علماء کا اختلاف اور اُن کے فتاویٰ:

محفلِ میلاد کی طرح میلاد میں قیام سے اختلاف کرنے والے بہت ہیں، لیکن یہاں چند مخالفین کے اقوال نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہوں:

۱......علامہ محمد ابن علی دمشقی شامی رحمہ اللہ جو مجوزین میلاد کے امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کو اپنا شیخ کہتے اور خود بھی مولود کو بدعتِ حسنہ فرماتے تھے، وہ قیام مولود کے مخالف تھے۔ چناں چہ سیرت شامی میں صاف فرماتے ہیں، جسے موافق اور مخالف سب ہی نے نقل کیا ہے:

''اکثر محبین کی عادت ہے کہ جب وہ ذکرِ ولادت سنتے ہیں تو تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں، حالاں کہ یہ قیام بدعت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں۔''

۲......علامہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی حنفی رحمہ اللہ، صاحبِ تفسیر ''بحر مواج'' جو نویں صدی ہجری میں ایک بڑے عالم گزرے ہیں، سلاطین شرقیہ جون پور نے ان کو ''ملک العلماء'' کا خطاب دیا تھا، وہ مجلسِ میلاد کے مخالف تھے اور قیام میلاد کے بھی۔ چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

''اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت کھڑے ہو جاتے اور خیال کرتے ہیں کہ آپ کی روح آتی ہے اور حاضر ہوتی ہے، ان لوگوں کا یہ گمان باطل بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور بے شک آئمہ اربعہ رحمہم اللہ نے ایسی باتوں سے منع کیا ہے۔''

۳......علامہ شیخ محمد ابن فضل اللہ جون پوری رحمہ اللہ ''بہجۃ العشاق'' میں فرماتے ہیں کہ:

''عوام جو ذکرِ ولادت خیر الانام علیہ السلام کے وقت (قیام) کرتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں بلکہ مکروہ ہے۔''

۴......علامہ قاضی نصیر الدین گجراتی برہان پوری رحمہ اللہ نے ''طریقۃ السلف'' میں لکھا ہے کہ:

''بے شک بعض جاہل مشائخ نے اکثر ایسی باتیں نکالی ہیں جو نہ قرآن سے ثابت ہیں نہ حدیث سے۔ ان

ہی میں سے ذکرِ ولادت حضور علیہ السلام کے وقت قیام بھی ہے۔''

۵......شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسی کتاب ''فتاویٰ حدیثیہ'' میں ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

''بہت سے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت محفل میں کھڑے ہوتے ہیں، یہ بدعت ہے۔ کیوں کہ اس سلسلے میں کوئی حدیث وغیرہ نہیں آئی ہے (اس لیے یہ گناہ ہے)۔ البتہ عوام معذور سمجھے جاسکتے ہیں کہ انھیں علم نہیں ہے، لیکن اس کے برعکس خواص (یعنی جاننے والے لوگ) معذور نہیں ہیں۔''

(فتاویٰ حدیثیہ: ص۶۹)

۶......حضرت مولانا عبدالحی صاحب حنفی لکھنوی فرنگی محلّی رحمہ اللہ نے مجموعہ فتاویٰ میں فرمایا ہے:

''باقی رہا قیام کرنا جو وقتِ ذکرِ ولادت کے کرتے ہیں، میرے نزدیک یہ بے اصل ہے اور ادلۂ شرعیہ سے ثابت نہیں۔'' (۱/۳۳۹)

محفل میلاد میں قیام پر بریلوی علما کے متضاد فتوے:

۱......مولوی عبدالسمیع صاحب محمد ابن یحییٰ مفتی حنابلہ سے اپنی تائید میں نقل کرتے ہیں کہ:

''آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا واجب ہے۔'' [انوار ساطعہ: ۲۵۰]

۲......مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ:

''یہ مسلمانوں پر محض بہتان ہے کہ وہ قیام میلاد کو واجب سمجھتے ہیں۔ نہ کسی عالم دین نے لکھا کہ قیام واجب ہے اور نہ تقریروں میں کہا، عوام بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ قیام اور میلاد کارِ ثواب ہے، پھر آپ ان پر واجب سمجھنے کا الزام کس طرح لگاتے ہیں؟'' [جاء الحق: ۲۴۵]

مولوی عبدالسمیع کا واجب کہنا اور گجراتی کا اس کے خلاف کہنا، بتایئے! کس کی بات معتبر ہے؟ مولوی عبدالسمیع کی کتاب پر تو احمد رضا بریلوی کی تصدیق بھی ہے۔ اب گجراتی صاحب احمد رضا کے دین کو چھوڑ کر خود ان ہی کے فتویٰ سے اسلام سے خارج ہوگئے۔

۳......اہلِ بدعت کے مشہور و معتبر مجموعہ فتاویٰ یعنی غایۃ المرام صفحہ ۵۵، ۵۶، ۶۷، ۷۱ میں صاف لکھا ہے کہ:

''حضور علیہ السلام ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں، تعظیم کے واسطے کھڑے ہونا فرض ہے، قیام نہ کرنے والا کافر ہے۔''

لیجیے! ایک اور فتویٰ۔ اس سے تو مولوی عبدالسمیع بھی کافر ہوگئے اور احمد رضا بھی۔ اس لیے کہ انوارِ ساطعہ میں واجب لکھا ہے اور احمد رضا خانصاحب نے اس کی تائید کی ہے۔ ساتھ گجراتی بھی کافر ہوگئے، انھوں نے تو کہا ہے اس طرح کی بات سمجھنا ہم پر بہتان ہے۔ (**بقیہ** صفحہ نمبر 14 / پر)

مولانا ساجد خان نقشبندی

ثبوتِ میلاد کے دلائل کا جائزہ

دلیل ۱:قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفرحوا(یونس . آیت ۵۸) اس آیت میں اللہ کی رحمت اور فضل پر خوش ہونے کا کہا گیا ہے اور نبی کریم ﷺ سے بڑا فضل و رحمت رب کی طرف سے اور کیا ہوسکتا ہے؟

جواب: (۱)...... جناب! یہ آیت آپ پر نازل ہوئی یا نبی کریم ﷺ پر؟ اس آیت کے اولین مخاطب آپ ہیں یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین؟ اگر اس آیت سے ہر سال ۱۲ / ربیع الاول کو ناچنا، نچانا، میلاد کرنا، جھنڈیاں لگانا، جلوس نکالنا اور میلاد نہ کرنے والوں کو کافر، وہابی، گستاخ کہنا نبی اور ان کے صحابہ نے سمجھا ہو (معاذ اللہ) تو پیش کریں ورنہ تفسیر کے نام پر تحریف نہ کریں۔

(۲)...... قرآن میں آتا ہے **فانقلبوا بنعمۃ من اللہ و فضل لم یمسسھم سوء (آل عمران آیت ۱۷۴)** رب صحابہ کو کہہ رہا ہے کہ اس کے فضل و نعمت کے ساتھ جہاد سے لوٹے، تو بتایئے! کیا صحابہؓ نے بھی اس نعمت و فضل کی خوشی اسی طرح ہر سال منائی جس طرح آپ مناتے ہیں؟

(۳)...... آپ کے صدرالافاضل سورہ یونس کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''فرح کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اسکو فرح کہتے ہیں معنی یہ ہے کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل و رحمت پر خوش ہونا چاہئے کہ اس نے انہیں مواعظ اور شفاء صدور اور ایمان کے ساتھ دل کی راحت و سکون عطا فرمائے حضرت ابن عباس و حسن و قتادہ نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے ایک قول یہ ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں''۔[خزائن العرفان۔ص:۲۵۶ ناشر المجدد احمد رضا اکیڈمی ملنے کا پتہ دارالعلوم امجدیہ کراچی]

اس تفسیر سے پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ خوش ہونا دل کا معاملہ ہے نہ کہ جھنڈیاں لگانا، جلوس کرنا، بھنگڑے ڈالنا، کیک کاٹنا، نیز اس آیت سے میلاد کی خوشی نہیں بلکہ مواعظ حسنہ کی خوشی کرنا معلوم ہوئی، نیز یہاں فضل و رحمت سے مراد اسلام اور قرآن مراد ہے تو جو چیز آیت سے ثابت ہے اس پر خوشی کبھی زندگی میں نہیں کی اور جس کا آیت میں دور دور تک ذکر نہیں۔ اس سے استدلال کر رہے ہیں۔

دلیل ۲:واما بنعمۃ ربک فحدث (الضحی .آیت ۱۱) اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا کرو۔ اس آیت میں رب تعالیٰ اپنی نعمتوں کا چرچا کرنے کا حکم فرما رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر نعمت رب کی

اور کیا ہو سکتی ہے اس لئے ہم میلاد کرتے ہیں۔

جواب: (۱)......جناب! ''حدث'' واحد کا صیغہ ہے اور آپ ترجمہ ''کرو'' جمع کا کر رہے ہیں۔ اس آیت میں تو کہیں بھی دور دور تک ۱۲ ربیع الاول کو ہر سال جشن کرنے کا ذکر نہیں۔ نیز اس آیت میں حکم نبی کریم ﷺ کو دیا جا رہا ہے، تو بتایئے! کیا نبی کریم ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول کو اسی طرح چرچا کیا تھا جس طرح آپ کرتے ہیں یا نبی ﷺ نے اس آیت پر عمل نہیں کیا وہ تو معاذ اللہ آیت کا مطلب نہیں سمجھ سکے اور آپ کو سمجھ آ گئی۔ نیز کیا صحابہؓ نے بھی آیت کا یہی مطلب بیان کیا جو آپ کر رہے ہیں؟

(۲)......نبی کریم ﷺ کے نعمت ہونے کا انکار نہیں لیکن اگر اس آیت سے نعمت پر جشن کرنا بھنگڑے ڈالنا معلوم ہو رہا ہے تو اللہ فرماتا ہے **و ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا** (ابراہیم آیت ۳۴) اگر تم رب کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے معلوم ہوا کہ رب کی نعمتیں لاتعداد ہیں پھر تو انسان کو اپنی زندگی کا ہر پل ہر گھڑی جشن جھنڈیوں جلوسوں روڈوں کو بلاک کرنے میں گزار دینا چاہیئے ان تمام نعمتوں پر جشن نہ کرنا کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ فحدث کے لفظ سے آپ کا استدلال بالکل ہی غلط ہے؟

(۳)......آپ کے مستند ترین مولوی غلام رسول سعیدی صاحب امام رازیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''نبی ﷺ کو کس نعمت کے بیان کا حکم دیا گیا ہے؟۔۔مجاہد نے کہا اس نعمت سے مراد قرآن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو جو سب سے عظیم نعمت عطا فرمائی ہے وہ قرآن ہے''۔

(تبیان القرآن: ۸۳۶/۱۲)

لو جی جس نعمت کا چرچا کرنے کا رب نے خود نبی کو حکم دیا اس پر جشن تو کیا آپ کو پڑھنے کی توفیق نہیں اور جس بات کا ذکر دور دور تک نہیں اس پر پورے ملک میں آپ نے ہنگامہ کھڑا کیا ہوا ہے۔

(۴)......آپ کے صدر الافاضل خلیفہ رضا خان نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں کہ:

''نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں اور وہ بھی جن کا حضور ﷺ سے وعدہ فرمایا''۔ [خزائن العرفان: ۷۰۹]

لو جی! بات ہی ختم، یہاں نبی ﷺ کے نعمت ہونے کا ذکر نہیں بلکہ ان نعمتوں کا ذکر ہے جو نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی گئی ہیں جیسے: حوض کوثر، شفاعت کبریٰ، لواء حمد وغیرہا۔ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے قریبا ایسی ۱۵ نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی گئی ہیں اور جن کے بیان کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے۔ [تبیان القرآن: ۸۳۷/۱۲] مگر آپ ان میں سے کسی ایک نعمت کا چرچا اس طرح نہیں کرتے جس طرح میلاد کا۔ اب بتایئے! کون اقراری وہابی اور گستاخ بنا؟ غرض قرآن میں تحریف نہ کیجیے، خود ساختہ مطلب تو خود آپ کے اکابر کو تسلیم نہیں۔

دلیل ۳: وذکرھم بایام اللہ دیکھو قرآن میں اللہ فرمارہا ہے کہ دن مناو اس لئے ہم نبی ﷺ کا میلا د والا دن مناتے ہیں۔

جواب: (۱)...... کچھ خدا کا خوف کیجیے! ترجمہ میں تحریف مت کیجیے! پوری آیت اس طرح ہے:

ولقد ارسلنا موسی بآیتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور و ذکرھم بایام اللہ ان فی ذالک لایت لکل صبار شکور (سورہ ابراھیم آیت ۵) اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایام اللہ کی تذکیر کا حکم فرمارہے ہیں۔ تو بتلایئے! کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح اپنا میلاد ہر سال منایا جس طرح آپ مناتے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو رب کے کلام میں تحریف سے باز آنا چاہیے۔

(۲)...... آیت میں تو ’ایام اللہ‘ جمع ہے اور آپ صرف ایک یوم مناتے ہیں، اگر آیت کا وہی مطلب لیا جائے جو آپ کہہ رہے ہیں، تو اس طرح تو کم سے کم سال میں تین میلاد منانے چاہئیں آپ ایک کیوں مناتے ہیں؟

(۳)...... نبی کریم ﷺ، آپ ﷺ کے صحابہؓ، تابعین، مسلم بین الفریقین مفسرین میں سے کسی ایک کا قول اس آیت کی تفسیر میں دکھا دیجیے جس نے اس آیت سے ہر سال ۱۲/ربیع الاول کو جشن منانا، جلوس نکالنا، کیک کاٹنا، ماڈلز بنانا اور دیگر خرافات کے جواز کو نقل کیا ہو اور منہ مانگا انعام وصول کیجیے۔

(۴)...... عمدۃ المفسرین عماد الدین ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

’’موسیٰ علیہ السلام ان (بنی اسرائیل) کو اللہ کی نعمتیں یاد دلاؤ یعنی فرعون کے ظلم وقہر سے اللہ کا ان کو نجات دلانا، سمندر کا ان کے لیے پھاڑ دینا، ان پر بادل سے سایہ کیے رکھنا، آسمان سے ان کے لیے من و سلویٰ کا نزول اس کے علاوہ دیگر نعمتیں جو بنی اسرائیل پر اللہ نے کیں وہ سب ان کو یاد دلاؤ‘‘۔ [۴/۴۷۸]

پس اگر اس آیت سے جشن منانا ثابت ہوتا ہے تو ان تمام چیزوں کا بھی جشن منایئے جس کا حکم خود اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے رہے ہیں۔

(۵)...... نیز ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کا میلاد اس دن اس لئے کرتے ہیں کہ آپ ﷺ پیدا ہوئے، میلاد کا معنی پیدائش۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میلاد منانے کا حکم رب اُس وقت دے رہا ہے جب آپ ﷺ پیدا ابھی نہیں ہوئے تھے؟ یہ میلاد تو نہ ہوا۔!!

دلیل ۴: واذ اخذ اللہ میثا ق النبیین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جائکم رسول مصدق لما معکم ۔۔الآیۃ (آل عمران۔۸۱۔۸۲) دیکھو خود رب تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا میلاد منا رہا ہے تو ہم کیوں نہ منائیں؟

جواب: (۱)...... ترجمہ میں تحریف مت کیجیے! اِس آیت کو پڑھ کر کیا نبی کریم ﷺ نے اس کا وہی مطلب

سمجھا جو آپ سمجھ رہے ہیں؟ اس آیت کو پڑھ کر کیا صحابہ ہر سال اسی طرح جشن میلاد مناتے تھے؟ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ان کے صحابی کا قول یا کسی مستند تفسیر کا حوالہ پیش کیجیے کہ اس آیت کا مطلب ان ہستیوں نے وہی بیان کیا ہے جو آپ کررہے ہیں۔

(۲)......ضروری نہیں کہ جو کام اللہ کرے وہ ہم بھی کریں، اللہ جسے چاہے زندگی دے جسے چاہے موت دے، جس بستی کو چاہے برباد کردے، تو کیا کل کو آپ بھی لوگوں کو مارنا قتل وغارت گری کرنا شروع کردیں گے؟ یہ کہہ کر کہ اللہ بھی تو یہ سب کام کررہا ہے، ہم تو سنت اللہ پر عمل کررہے ہیں۔ معاذ اللہ۔

(۳)......قرآن میں یہ بھی تو آتا ہے: **و اذاخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم و ذريتهم و اشهدهم علی انفسهم الست بربكم قالوا بلی** (اعراف۔آیت ۱۷۲) تو چاہئے کہ اس آیت کی رو سے تمام بنی آدم اوران کی ذریت کا میلاد منانا چاہیے۔

(۴)......ایک طرف تو آپ کہتے ہو کہ نبی کریم ﷺ کی میلاد اُن کی پیدائش کی خوشی میں منا رہے ہیں دوسری طرف آیت وہ پیش کررہے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ کی پیدائش تو ذکر تو کیا آپ ﷺ خود ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، یہ تو عالم ارواح کا ذکر ہورہا ہے۔ پھر تو میلاد سے پہلے جشن عالم ارواح اور جشن میثاق منائیے!

(۵)......کیا اللہ رب العزت جب میلاد منا رہا تھا معاذ اللہ تو اسی طرح منایا تھا جس طرح آپ نے منایا؟ کیا عالم ارواح میں سبز رنگ کی نعلین کے نقش والی جھنڈیاں لگائی گئیں؟ عالم ارواح کے تمام راستے بلاک کیے گئے؟ وہاں جلوس نکالا گیا، وہاں کے جلسے میں مخالفین کو منہ بھر کر گالیاں، سب وشتم کیا گیا؟ کیک کاٹے گئے؟ ماڈلز لگائے گئے؟ ہر سال اس میلاد کا اسی طرح اعادہ کیا جاتا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر یہ سب خرافات کیوں کر کی جاتی ہیں؟ پھر جس طرح اللہ نے منایا اسی طرح منانا چاہیے۔

دلیل ۵: نبی کریم ﷺ ہر پیر کے دن کا روزہ رکھتے آپ سے پوچھا گیا کہ کیوں رکھتے ہیں تو فرمایا اس دن میں پیدا ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنا میلاد منایا سو ہم بھی مناتے ہیں۔

جواب: کچھ خوف خدا کیجیے! حدیث کے متن ومطلب میں تحریف نہ کیجیے! پوری حدیث اس طرح ہے:

سئل رسول الله ﷺ عن صوم الاثنين فقال فيه ولدت و فيه انزل علیّ رواه مسلم. [مشکوۃ:۱/۱۸۱]

اگر یہاں **ولدت** سے میلاد منانا ثابت ہوا تو "**انزل علی**" سے نزول وحی کا جشن منانا بھی تو ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ اس دن مجھ پر وحی کا نزول ہوا، اس لیے اس کے شکر میں روزہ رکھتا ہوں تو آپ ''جشن عید نزول وحی'' کیوں نہیں مناتے؟

(۳)......اس میں تو پیر کے دن کا ذکر ہے اور آپ نے شاید ہی آج تک پیر کا دن ہونے کی وجہ سے جشن عید

میلا د منایا ہو کیونکہ آپ کا میلا د پیر کو نہیں ۱۲/ربیع الاول کو ہوتا ہے اور اس دن اکثر پیر نہیں ہوتا۔ نیز کسی شارح حدیث کا اس حدیث کی تشریح میں ہر سال ۱۲/ربیع الاول کو جشن، جلوس، کیک منانے کا ثبوت پیش کیجیے!

(۴)......اگر اس حدیث سے میلا د منانا ثابت ہوتا ہے تو چاہئے کہ پھر ہر ماہ ہی کم سے کم ۳، ۴ بار تو جشن میلا د منایا جائے کیونکہ اس میں پیر کے دن کا ذکر ہے اور پیر کا دن ہر ماہ میں کم سے کم تین چار بار تو آہی جاتا ہے، آپ ان سب میلا دوں کو چھوڑ کر سال میں صرف ایک میلا د مناتے ہیں۔ تو بتائیے! آپ حقیقی میلا د کے منکر نہ ہوئے؟ جو نبی کے طریقے کو چھوڑ کر صرف ایک دن میلا د منائے وہ بھی اس تاریخ میں جس میں خود نبی ﷺ نے بھی نہیں منایا۔

(۵)......نبی تو بقول آپ کے میلا د کی خوشی میں روزہ رکھے اور آپ میلا دیوں کو شیرینی اور کیک کھلائیں، کیا نبی نے کیک کھا کر روزہ توڑ کر میلا د منایا تھا؟

(۶)......آپ کہتے ہیں کہ عید میلا د مسلمانوں کی دو عیدوں سے بھی افضل و برتر ہے۔ جب مفضول عیدین یعنی عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں اور اس دن کے روزے کو شیطان کا روزہ کہا گیا ہے تو ان عیدوں سے افضل عید پر روزہ رکھنا کیسے جائز ہوا؟ اب ہم آپ کی عید درست مانیں یا نبی کریم ﷺ کا روزہ؟

دلیل ۶: نبی کریم ﷺ نے خود منبر پر کھڑے ہو کر اپنا میلا د منایا اور ایک بار حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو منبر پر کھڑے ہو کر میلا د منانے کا حکم دیا۔ تو ہم کیوں میلا د نہ منائیں؟

جواب: (۱)...... پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ غیر مقلد ہیں یا مقلد حنفی؟ اگر غیر مقلد ہیں تو پہلے تو ان دونوں حدیثوں کی مکمل سند پڑھیں اور اس کی توثیق بیان کریں۔ اور اگر مقلد ہیں تو آپ کو یہ اجازت کس نے دی کہ بلا واسطہ خود احادیث سے مسائل کشید کرنے لگ جائیں؟ کسی مجتہد کا قول اس حدیث کی شرح میں یا فقہ حنفی کا مفتی بہ فتوی دکھائیں کہ اس سے ۱۲/ربیع الاول کی موجودہ خرافات پر استدلال کیا گیا ہو۔

(۲)......آپ کے اپنے مولانا عبد السمیع رامپوری لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے دور میں ربیع الاول میں میلا د نہیں منایا جاتا [انوار ساطعہ: ۲۶۷] لیجئے آپ کی غلط بیانی کہ صحابہ بھی نبی کریم ﷺ کا میلا د مناتے خود آپ کے گھر سے واضح ہوگئی۔

(۳)...... یہاں آپ نے تحریف سے کام لیا، مکمل حدیث اس طرح ہے: **عن العباس انه جاء الی النبی ﷺ فکانه سمع شیئا فقام النبی ﷺ علی المنبر فقال من انا؟ قالوا انت رسول الله ..الخ** ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں **ای من الطعن فی نسبه أو حسبه.** [مرقاۃ: ۱۰/۴۳۷] لیجئے! حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کے بقول منبر پر کھڑا ہونا رسول اللہ ﷺ کا اپنا حسب ونسب بیان کرنے کے لیے نہ تھا بلکہ حضرت عباسؓ نے بعض کفار سے آپ کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات سنے جس کی شکایت لیکر آپ کے

پاس آئے حضور ﷺ کو یہ ناگوار گذرا اور آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اس کی وضاحت فرمائی۔

(۴)......کیا یہ ۱۲/ربیع الاول کا دن تھا کیا پھر جلوس نکلا؟ شیرینی تقسیم ہوئی؟ جھنڈیاں لگیں؟ اور پھر کیا ہر سال اسی طرح میلاد منایا جاتا رہا؟

(۴)......حضرت حسانؓ والی حدیث میں بھی دُور دُور تک ۱۲/ربیع الاول، جلوس، جھنڈیوں، جشن میلاد کا ذکر نہیں نہ ہی ہر سال یہ مجلس اسی طرح لگتی تھی، اس سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ کفار آپ ﷺ کے ہجو میں جو شعر کہتے حضرت حسانؓ اس کا جواب دیتے اور نبی کریم ﷺ اس کو پسند فرماتے اس کا کون کافر منکر ہے؟

دلیل ۷: علامہ سیوطیؒ، شاہ ولی اللہؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے میلاد منانے کو جائز قرار دیا۔

جواب: (۱)......پہلی بات تو یہ کہ ہم حنفی ہیں اس لیے امام سیوطیؒ کی بات ہمارے لیے حجت نہیں، اگر آپ کو یہ بات قبول نہ ہو تو فرما دیجیے! ان شاء اللہ آپ ہی کے گھر سے ہم یہ اُصول دکھا دیں گے۔ نیز کیا آپ کو امام سیوطیؒ کی تمام باتوں سے اتفاق ہے؟ ہم آپ کو امام سیوطیؒ کے ایسے مسائل دکھا سکتے ہیں جنھیں آپ نہیں مانتے، اُن مسائل میں آپ نے امام سیوطی رحمہ اللہ کو کیوں چھوڑ دیا؟ نیز امام سیوطیؒ نے تو یہ بھی کہا کہ: میلاد منانے پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں، سارا قیاس ہی قیاس ہے، تو آپ امام سیوطیؒ کی اس بات کو کیوں نہیں مانتے؟ اور میلاد کو ثابت کرنے کے لیے قرآن و حدیث میں تحریف کیوں کرتے ہیں؟

(۲)...... جہاں تک بات شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ہے تو وہ تو آپ کے مذہب میں معاذ اللہ کافر وہابی ہیں، ان کی بات کیسے معتبر؟ نیز یہ بھی جھوٹ ہے کہ شاہ صاحبؒ نے میلاد منانے کو جائز لکھا ہے بلکہ وہ تو فرمارہے ہیں کہ مکہ میں جو جگہ آپ کی جائے پیدائش تھی جب فقیر وہاں گیا تو لوگ وہاں درود و سلام پڑھ رہے تھے اور عجیب و غریب قسم کے انوار و فیوضات کا نزول ہو رہا تھا۔[ملخصا فیوض الحرمین: ۸۰] آج کل یہاں ایک عالیشان حجرہ بنا ہوا ہے اور سعودی حکومت نے اس میں ایک عظیم لائبریری قائم کی ہوئی ہے الحمد للہ آج بھی جانے پر ایک عجیب سی کیفیت مومن پر طاری ہو جاتی ہے اور واقعی فیوض و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اس سے کس کو انکار ہے؟ کہاں ہر سال ۱۲/ربیع الاول کو جشن منانا، جھنڈیاں لگانا، ڈھول دھمکا کرنا، کیک کاٹنا، سڑکیں بلاک کرنا، اہل سنت پر تبرا کرنا اور یہ سب خرافات نہ کرنے والوں کو کافر وہابی کہنا کہاں زیارت کے لیے نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش پر جانا؟

(۳)......رہی بات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی تو آپ کے مستند عالم مولانا غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی تمام تر علمی خدمات اور عظمتوں کے باوجود بشر اور انسان تھے۔ نبی اور رسول نہ تھے۔ ان کی رائے میں خطا ہو سکتی ہے نیز اس کو ایک محدث کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے، ان کو فقیہ نہیں مانا گیا، نہ ان کی کسی کتاب کو کتب فتاویٰ میں شمار کیا گیا ہے۔[شرح مسلم: ۱/۹۳۰_۹۳۱]

لو جی! بات ہی ختم، شیخ بھی انسان ہیں، اُن سے بھی خطا ہوسکتی ہے، نیز جب شیخ فقیہ ہی نہیں تو کسی فقہی معاملے میں اُن کی کوئی بات حجت نہیں۔ نیز آپ کے اعلیٰ حضرت اور مسلک کے علماء نے کئی جگہ شیخ کی باتوں سے اختلاف کیا، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو رسالہ ''راہ سنت شمارہ نمبر۷ مضمون شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت پر ایک نظر''۔

دلیل۸: تمہارے حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے بھی میلاد منایا۔

جواب: (۱)......جناب حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف ہمارے نہیں بلکہ آپ کے مولانا عبد السمیع رامپوری کے بھی پیر ہیں اور آپ کے اکثر علماء حضرت حاجی صاحب کا ادب و احترام کرتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ کیا حاجی صاحبؒ نے اسی طرح میلاد منانے کا حکم دیا جس طرح آپ مناتے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اُن سے استدلال کا فائدہ؟

(۲)......حاجی صاحب کی جو عبارت آپ پیش کرتے ہو اس سے متصل یہ عبارت بھی تو ہے:

''وہ یہ ہے کہ ہر گاہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں۔''

[فیصلہ ہفت مسئلہ مندرجہ کلیات امدادیہ:۸۰]

اس میں اول تو انہوں نے اسے اختلافی مسئلہ بتایا (یاد رہے کہ رضاخانیوں والے میلاد کی بات یہاں حاجی صاحب نہیں کررہے ہیں بلکہ ایسی مجلس کو جو بلا کسی تداعی کے منعقد کی جائے اور اس میں صرف حضور ﷺ کے میلاد کا ذکر ہو) جبکہ آپ اسے اختلافی نہیں مانتے اور اس کا انکار کرنے والوں پر کفر کے فتوے برساتے ہیں۔ ثانیاً: حضرت حاجی صاحبؒ نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ جو منع کرتے ہیں ان کے پاس بھی اس پر دلائل ہیں تو جواب دیں کیا آپ اسے تسلیم کرتے ہیں؟

(۳)......نیز حاجی صاحب نے اسی ہفت مسئلہ میں حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

''عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب جامع کمالات ظاہری و باطنی ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہیں''۔ [فیصلہ ہفت مسئلہ مندرجہ کلیات امدادیہ:۸۷]

جواب دیں کیا آپ حضرت حاجی صاحب کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو جو تاویل آپ یہاں کریں ہم حاجی صاحبؒ کے متعلق میلاد کے مسئلہ میں کردیں گے۔ نیز یہاں خود حاجی صاحبؒ نے ہندوستان کے لوگوں کیلئے حضرت گنگوہیؒ کے وجود کو نعمت عظمیٰ قرار دیا اور ان سے استفادہ کی تلقین کی تو حضرت گنگوہیؒ نے اس مروجہ میلاد کو بدعت کہا اور حضرت حاجی صاحب کی رائے کے متعلق کہا کہ ان کو تسامح ہوا ہے وہ اصل صورتحال سے پر واقف نہ ہوسکے۔

(۴)......جناب حضرت حاجی صاحبؒ کا ادب واحترام اپنی جگہ مگر آپ اپنے مسلک کے عالم مولانا غلام رسول سعیدی کا اُصول یاد کرلیں! حاجی صاحب نہ فقیہ ہیں، نہ ان کی کسی کتاب کو فتاوی کی کتاب شمار کیا گیا ہے، اس لیے فقہی معاملات میں ان کی رائے پر عمل نہیں کیا جائے گا، رضا خان کے والد نقی علی خان لکھتے ہیں کہ:

''دلیل کتاب وسنت سے چاہئے نہ قول وفعل پیر سے''۔[انوار جمال مصطفیٰ:۵۴۱]

تو آپ بھی قرآن وسنت سے دلیل پیش کریں جو یقیناً آپ کے پاس نہیں اور جو آپ نے سمجھ رکھی تھیں اُن کا شافی جواب ہو چکا ہے۔نہ کہ پیران صاحبان کے اقوال پیش کریں۔

ہمارے جلسے جلوس پر اعتراض:

دلیل ۹: تم بھی تو مختلف عنوانات سے جلسے جلوس کرتے ہو وہ بدعت نہیں اور ہمارا میلاد کا جلسہ بدعت؟

جواب: مولانا! پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کا اپنے جلسے کو ہمارے جلسوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں، اس لیے کہ آپ کے شیخ الحدیث عبدالرزاق بھترالوی لکھتے ہیں کہ:

''آج کل مختلف عنوانات سے ربیع الاول میں جلسے ہو رہے ہیں، کسی کا نام پیغمبر انقلاب کانفرنس، کسی کا نام ذکر ولادت ﷺ کانفرنس اور کسی کا نام سیرت النبی ﷺ کسی کا نام حسن قرات وحمد ونعت کانفرنس ۔۔۔راقم نے کبھی کسی عنوان پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ خیال یہ ہوتا ہے کہ میرے پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا ذکر ہوتا رہے خواہ کسی نام سے بھی ہوتا رہے۔[میلاد مصطفیٰ ﷺ ص:۴ مکتبہ امام احمد رضا]

معلوم ہوا کہ ہمارے جلسوں پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں اور آپ بھی اسے درست سمجھتے ہیں تو جب ہمارے جلسے متفق علیہ ہیں اور آپ کے نزدیک بھی جائز تو اس جائز کام پر کسی بدعت کو کس طرح قیاس کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک مروجہ جشن میلاد بدعت ہے۔

دوسری بات یہ کہ مطلق وعظ ونصیحت تعلیم وتعلم سیرت رسول ﷺ کے بیان کے لیے جلسہ خود نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہوتا اور متواتر چلا آرہا ہے جس کا انکار بدیہات کا انکار ہے، نبی کریم ﷺ صحابہ کی موجودگی میں کھڑے ہو کر وعظ وتذکیر کیا کرتے، دینی امور کی تعلیم دیتے، آداب واخلاق سکھائے جاتے، خود نبی کریم ﷺ کے سینکڑوں صحابہ سے سینکڑوں احادیث کا منقول ہونا انھی جلسوں کی غمازی کرتا ہے۔ پھر صحابہ نے نبی ﷺ کی سیرت کو بیان کیا اور آج نبی کریم ﷺ کی سیرت پر جو ضخیم کتابیں ہیں یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ ہر دور میں نبی کریم ﷺ کی سیرت مجمعوں میں بیان ہوتی رہی، حدیث کی کتابوں میں آپ کو یہ الفاظ مل جائیں گے: **سمعت عمر علی منبر النبی ﷺ ...سمعت عثمان بن عفان خطیبا علی منبر رسو ل اللہ ﷺ ..قام موسی النبی خطیبا فی بنی اسرائیل .**

خود عبدالرزاق بھترالوی صاحب کہتے ہیں کہ:

''اس وقت جلسے دو قسم کے ہوتے تھے ایک وہ جس میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان ہوتے تھے وہ جلسہ اللہ نے منعقد فرمایا انبیاء کرام نے آپ کے اوصاف بیان کئے صحابہ کرام نے آپ کے اوصاف کا تذکرہ کیا۔'' [میلاد مصطفیٰ:۶]

لہٰذا اتنا تو ثابت ہے کہ مطلق جلسہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے، اَب رہا ان کے لیے کوئی دن یا وقت طے کر دینا، تو دیکھیں! ایک ہوتا ہے تعین شرعی اور ایک ہوتا ہے تعین عرفی، شریعت سے دونوں ثابت ہیں مثلاً: تعین شرعی جیسے نماز کیلئے وقت، حج کیلئے جگہ اور وقت، زکوۃ کا نصاب وغیرہا اور تعین عرفی بھی جائز ہے، جیسے کسی کام کیلئے کوئی وقت انسان کی سہولت کیلئے مقرر کر دیا کہ جی فلاں کا نکاح فلاں دن، فلاں وقت میں ہوگا اور خود نبی کریم ﷺ کی سیرت سے بھی ثابت ہے کہ جب ایک عورت آپ کے پاس آئیں اور گزارش کی کہ کچھ احادیث ہم سے بھی بیان ہو جائیں تو آپ نے ان کو کہا کہ فلاں وقت میں فلاں جگہ جمع ہو جانا۔ **جاء ت امراۃ الی رسول اللہ ﷺ فقالت یا رسول اللہ ذھب الرجال بحدیثک فاجعل لنا من نفسک یوما ناتیک فیہ تعلمنا مما علمک اللہ تعالی فقال اجتمعن فی یوم کذا و کذا و فی مکان کذا و کذا فاجتمعن.** [بخاری:۲/۱۰۸۷]

ظاہر ہے کہ یہ مکان وجگہ کی تعین عرفی ہی تھی تا کہ وہاں جمع ہونے میں آسانی ہو۔ مسئلہ تب بنتا ہے کہ جب ان دونوں تعینات کو ان کے مقام سے ہٹا دیا جائے، یعنی تعین عرفی کو شرعی قرار دے دیا جائے کہ اگر فلاں وقت میں فلاں کام نہ ہوا تو تم وہابی گستاخ ہو جاؤ گے، یا تعین شرعی کو معاذ اللہ عرفی قرار دے دیا جائے۔ ہمارا ان جلسوں کے لیے وقت یا جگہ مقرر کر دینا تعین عرفی کے طور پر ہے کہ لوگ اس تاریخ سے پہلے جلسے میں شرکت کیلئے تیار رہیں اور جگہ تک پہنچنے میں آسانی ہو، ہم سے کسی نے آج تک ان تعینات کو شرعی درجہ قرار نہیں دیا اور اس میں ردو بدل بھی ہوتا رہتا ہے، اسی طرح ہم نے ان جلسوں کو کبھی ان کے مقام سے نہیں ہٹایا، ان کا مقام ابھی بھی وہی تصور کیا جاتا ہے جو نبی کریم ﷺ کے یا بعد کے زمانوں میں ہوتا تھا۔

مگر دوسری طرف جشن عید میلاد النبی ﷺ کو دین کا ایک مستقل حصہ تسلیم کر لیا گیا ہے اس کیلئے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور کسی وجہ سے کسی وقت ان جلسوں جلوسوں کو بند کرنے کا کہہ دیا جائے تو قتل وقتال تک کی دھمکیاں دے دی جاتی ہیں، خود رضا خانیوں نے اس بات اعتراف کیا ہے کہ ہمارے ہاں جمعہ کی نماز کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی اس جشن کو، پھر یہ جشن جن خرافات کا آج مجموعہ بن چکا ہے وہ اس پر مستزاد۔ تو کس طرح اس کو جائز قرار دے دیا جائے؟

فی الحال ہماری طرف سے اتنی تفصیل کافی ہے اگر چہ ہم کچھ اور بھی کہنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر مخالفین کی طرف سے کوئی جواب آیا تو ان شاء اللہ اس کا بھی جائزہ لے لیں گے۔ ☆☆

مولانا ساجد خان نقشبندی

جشن میلاد یا جشن خرافات....؟؟؟

قارئین کرام! جس وقت یہ سطور لکھی جارہی ہیں اہل بدعت کی طرف سے ''جشن میلاد'' کے نام پر پورے ملک میں خرافات اور دھما چوکڑی کا ایک بازار گرم ہے۔ کچھ عرصے سے اِن محافل میں وہ کچھ ہوتا ہے جسے دیکھ کر شرافت بھی ماتم کرنے لگتی ہے۔ بریلویوں کو حکومتی سرپرستی میں مکمل فری ہینڈ دے دیا جاتا ہے کہ وہ اس دن جی بھر کر علمائے اہل سنت کو گالیاں دیں، اُن پر کفر کے فتوے لگائیں، اُنھیں گستاخ کہیں، اُن کی مسجدوں پر پتھراؤ کریں، چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کریں، مسجدوں مدرسوں پر حملے کریں، غرض وہ کونسا ظلم ہے جو اُس دن اہل سنت پر نہیں ڈھایا جاتا؟ پچھلے سال امریکی ڈالروں پر پلنے والے ایک فیصل آبادی بریلوی ملاں نے فیصل آباد میں جو کچھ کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ تفصیل کے لیے یکم مارچ ۲۰۱۰ء کے اخبارات ملاحظہ فرمالیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انگریز سے پہلے ہندوستان میں اس رسم کا کوئی رواج نہ تھا بلکہ ہندوستانی مسلمان اسے نبی ﷺ کی وفات کے دن کے طور پر جانتے تھے۔ سب سے پہلے انگریز نے اس دن کو ''عید'' کا دن قرار دیا اور اس دن عام تعطیل کا اعلان کردیا، چنانچہ مؤرخ بریلویت عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نور بخش بریلوی کے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ:

> ''آپ ہی کے مساعی جمیلہ سے متحدہ ہندوپاک میں بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی''۔[تذکرہ اکابر اہل سنت:۵۵۹]

اور علامہ اقبال احمد فاروقی بریلوی اسی نور بخش توکلی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> ''آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں ۱۲/وفات کو عید میلاد النبی کے نام سے تبدیل کرانے کی جدوجہد کی اور اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ گورنمنٹ سے اس مقدس دن کی تعطیل منظور کرائی''۔[مقدمہ تذکرہ سیدنا غوث اعظم:۸]

قارئین کرام! آپ حیران ہونگے کہ آخر انگریز کی اس دن میں اتنی دلچسپی لینے کی کیا وجہ ہے کہ اسے باقاعدہ سرکاری طور پر منظور کیا گیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بریلویوں کا یہ ایجاد کردہ ''تہوار'' کافی حد تک عیسائیوں کے مذہبی تہوار ''کرسمس'' سے ملتا ہے، چنانچہ عیسائی کرسمس کے موقع پر مندرجہ ذیل افعال کرتے ہیں:

(۱)......اس دن لوگ کام کاج نہیں کرتے سرکاری طور پر عام تعطیل ہوتی ہے۔

(۲)......صبح لوگ گرجوں میں جاتے ہیں اور وہاں بائبل پڑھتے ہیں۔

(۳)......مسیحی قوم اس دن اچھے لباس پہنتی ہے۔

(۴)......ولادت مسیح کی خوشی میں بازاروں میں جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں اس دن بازاروں گھروں کو سجایا جاتا ہے۔

(۵)......چوکوں اور چوراہوں پر ''کرسمس ٹری'' اور دوسری پتلے رکھے جاتے ہیں۔

(۶)......گرجوں سے جلوس کی شکل میں نکلتے ہیں۔

(۷)......شراب اور مختلف کھانوں کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔

اب یہی سب کچھ ان مروجہ محافل میلاد میں ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں گرجوں کے بجائے ''بریلوی عبادت خانوں'' جسے بریلوی ''مسجد'' کہتے ہیں' میں جاتے ہیں وہ بائبل پڑھتے ہیں انہیں قرآن بھی پڑھنا نہیں آتا ،وہ کرسمس ٹری رکھتے ہیں یہ خانہ کعبہ اور روضہ مقدس کے ماڈل رکھتے ہیں ،وہاں شراب کی محفلیں چلتی ہیں تو یہاں حلوے اور کھیر کی رکابیاں لوٹی جاتی ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحب ہم سے ناراض ہوں اور کہیں کہ نہیں اس دن کو تو بریلوی بڑے احترام سے مناتے ہیں اور کوئی خلاف شرع عمل اس دن نہیں کیا جاتا تو ایسے لوگوں سے میری گزارش ہے کہ کسی بھی قسم کا حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے آیئے! خود بریلوی کتب سے ملاحظہ فرمالیتے ہیں کہ اس دن یہ لوگ کیا کیا کرتے ہیں؟

جشن میلاد میں ہونے والی خرافات:

بریلوی رسالہ ماہنامہ ''مصلح الدین کراچی'' کے مارچ ۲۰۰۹ء کے شمارے کے ٹائٹل کے اندرونی صفحے میں اس دن ہونے والے کارناموں کا ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''جلوس میں انتہائی نظم وضبط احترام اور نعتوں کا ندرانہ پیش کرنے کے بجائے شور شرابا، تنظیمی نعرے، نماز سے غفلت اور اسلحہ کی نمائش میں مصروف رہتے ہیں۔جلوس میں نذر نیاز کو مؤدبانہ احترام کے ساتھ تقسیم کرنے کے بجائے جاہلانہ طریقے سے پھینکنا ،لٹانا گرانا جس سے زیادہ تر نیاز ضائع ہوجاتی ہے لہٰذا ہم لوگ اجر وثواب کے بجائے رزق ونیاز کی بے حرمتی بے قدری اور ناشکری کر کے اللہ تعالی کے غضب اور حضور اکرم ﷺ کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں۔''

قارئین کرام! غور فرمائیں جو جشن اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے غضب اور ناراضگی کا سبب بنے اسے شعار اسلام کے طور پر منانا کیا دین اسلام کے ساتھ کھلا ہوا مذاق نہیں؟ آج جو یہ ملک مختلف مسائل

میں گھرا ہوا ہے اس کا ایک سبب ''مروجہ میلاد'' کی محافل بھی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے غضب کو دعوت دے رہی ہیں۔

بریلوی شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی صاحب اس دن کی خرافات کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''بعض شہروں میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا ہے جلوس تنگ راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور شرکاء مجلس جلوس پر پھول پھینکتی ہیں، اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں جلوس میں مختلف گاڑیوں میں فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا''۔

[شرح مسلم :۳/۱۷۰ فرید بک سٹال]

بریلوی شیخ الاسلام طاہر القادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ایسے موقعوں پر جہاں عرس اور میلاد کے نام پر بے عمل اوباش اور کاروباری لوگ ناچ گانے اور ڈانس کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں، میلے، تھیٹر اور سرکس کا انتظام ہوتا ہے''۔

[جشن عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت :۲۱۴]

حقیقت یہ ہے کہ اس ''عید میلاد'' کا مقصد ہی ان خرافات ،ناچ گانا ،ڈانس اور سرکس جیسی واہیات کو فروغ دینا ہے اور ان کے منتظمین انہی چیزوں سے بے دین اور اوباش نوجوانوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں تاکہ ان کا کاروبار چل سکے۔کسی نے کیا خوب کہا ؎

بج رہے ہیں ڈھول تاشے تالیاں چمٹے رباب
کس مزے سے عید میلاد النبی کے نام پر

پھر طاہر القادری صاحب کا ناچ گانے کرنے والوں کو کوسنا بھی سمجھ سے باہر ہے جبکہ خود موصوف نہ صرف قوالیوں کے جواز کے قائل ہیں بلکہ ان محافل میں خود بھی اپنے مریدوں کے ساتھ ناچتے ہیں رقص کے جواز پر ان کے ایک بیان کا جواب تو یہ فقیر بذات خود دے چکا ہے۔

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی ان محافل کی خرافات کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''میں نے خود کراچی میں دیکھا کہ بعض جگہ باجے پر نعت پڑھتے ہیں اور اس کو میلاد شریف کہتے ہیں''۔

[جاء الحق :۲۴۸،ضیاء القرآن پبلی کیشنز]

بریلوی کہتے ہیں کہ ہم ان محافل میں حضور علیہ السلام کی نعتیں پڑھتے ہیں تم کیوں منع کرتے ہو مگر ان نعتوں کی حقیقت خود انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

''نعت خوانی جو ایک عافیت بخش، عافیت افروز اور خالص عقیدت مندانہ عمل ہے دور حاضر میں اس کی وہ

آن بان نہیں رہی، نعت خوانوں کی شرمناک نازنین ادائیں اور رقصانہ طرز زندگی رونق بازار (اجلاس) ہوکر رہ گئی ہیں جس سے نعت خوانی کی روحانیت اور فطری کیفیت مجروح ہوگئی ہے''۔

ایک جلسہ میں ایک شاعر اعظم کے بارے میں انتظامیہ سے سنا گیا کہ جس وقت سے تشریف لائے ہیں اپنے موبائل میں مصروف ہیں اور موبائل کی مصروفیت کوئی اور نہیں بس موبائل گیمز سے غایت دلچسپی نے سکون و آرام غارت کر رکھا ہے، میں اس کی تصدیق کے لیے سٹیج میں ان کے جوار میں بیٹھا، میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے میری یہ مخلصانہ پیشکش بڑی ناگواری سے قبول فرمائی پھر سے اپنے سابقہ عمل میں مصروف ہوگئے''۔ [سہ ماہی نعت نیوز شمارہ نمبر ۳:ص ۱۹، مولوی صغیر اختر مصباحی بریلوی]

غور فرمائیں! یہ حال ہے ان محافل کا جہاں رزق کی ناقدری کی جاتی ہے، جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب کو دعوت دی جاتی ہے، جہاں اوباش لڑکے ناچ گانا گاتے ہیں، جہاں انڈین فلموں کے گانے چلتے ہیں، جہاں بانسریاں بجائی جاتی ہیں، جہاں عورتیں لڑکوں پر پھول پھینک کر عشق بازیاں کرتی ہیں، جہاں تنظیمی نعرے لگا کر لوگوں کو اپنے مخالفین کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے، یہ سب خرافات تو ایک طرف اس رسم کی سب سے بڑی نحوست یہ ہے کہ یہ رسم لوگوں کے دل سے سنتوں اور فرائض کی اہمیت کو بالکل ختم کر رہی ہے، چنانچہ مفتی احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''بعض دیہات کے لوگ جمعہ آتے نہیں اور اس طرح بلاؤ تو جمع ہوتے نہیں ہاں محفل میلاد کا نام لو تو فوراً بڑے شوق سے جمع ہوجاتے ہیں''۔ [جاء الحق:۲۴۴]

کیا ہم بریلویوں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ یہ سب خرافات اور بے ہودگیاں کس اُصول دین، کس شرعی ضابطہ، کس دلیل، آخر کس بنیاد پر سرانجام دی جاتی ہیں؟

مگر دلیل اور ضابطہ تو دور اس میلاد کے متعلق تو ان کے احمد رضا خان صاحب بھی ان کے ساتھ نہیں ہیں، کوئی رضا خانی یہ ثابت کردے کہ آج جس طریقے پر میلاد منایا جاتا ہے، جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں، جلوس نکالے جاتے ہیں یہ سب کچھ اسی ترتیب اور طریقے پر احمد رضا خان صاحب بھی کرتے تھے۔ مگر آسمان تو پھٹ سکتا ہے، زمین تو ریزہ ریزہ ہوسکتی ہے مگر یہ اس کا ثبوت کبھی نہیں دے سکتے۔ اس لیے کہ ۱۹۳۲ء سے پہلے تک پورے ہندوستان میں اس محافلی جلسہ جلوس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ تھا، چنانچہ بریلوی مفتی اعظم مفتی مظہر اللہ دہلوی کی سوانح حیات جس پر بریلوی مسعود ملت پروفیسر مسعود صاحب کی تقریظ بھی ہے میں لکھا ہے کہ:

''۱۹۳۲ء کی بات ہے کہ مولانا ناصر جلالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک پیش کی کہ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالا جائے''۔ [سیرت انوار مظہریہ:ص ۳۷۵ ادارہ مسعودیہ]

آپ حضرات کے سامنے اس دن کی خرافات ذکر کرنے کے بعد اس دن کو منانے کے چند دنیاوی واُخروی نقصانات بھی ذکر کیے دیتا ہوں، شاید کسی صاحب بصیرت کی آنکھیں کھل جائیں کہ ان محافل کے نام پر اس قوم کے ساتھ کیسا مذاق کیا جارہا ہے۔

مروجہ محافل میلاد منانے کے نقصانات:

(۱)......اس دن کو منانے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ محفل میلاد ۱۲/ربیع الاول کو منانے والوں کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ مولوی احمد رضا خان صاحب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:

''میرے ارشاد کے خلاف بتانا تمہارے دین کے لیے زہر قاتل اور تمہاری دنیا و عقبیٰ دونوں کی بربادی ہے''۔[فتاوی رضویہ: ج ۳۳ ص ۵۴۵ سنی دارالاشاعت وبرکاتی پبلشرز کراچی ۱۹۹۶]

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ بقول احمد رضا خان صاحب' شیخ جیلانیؒ کے اقوال کی مخالفت کرنے والے کی دنیا و آخرت برباد ہے اور شیخ جیلانیؒ کا قول نبی ﷺ کی ولادت کے متعلق ۱۲/ربیع الاول نہیں بلکہ ۱۰/محرم الحرام ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

ولد نبیکم محمد ﷺ فی یوم عاشورآء (غنیۃ الطالبین: ۸۸/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت)

لہٰذا آج جو بریلوی ۱۰/محرم الحرام کو چھوڑ کر ۱۲/ربیع الاول کو میلاد منارہے ہیں ان کی دنیا بھی برباد ہے اور آخرت بھی۔

(۲)......اس بدعت کو سنت کے نام پر منایا جاتا ہے۔

(۳)......اس بدعت سے روکنے والوں کو دین کا دشمن سمجھا جاتا ہے۔

(۴)......اس خرافاتی دن کو ایسا لازم سمجھ لیا گیا ہے کہ بریلوی جمعہ میں بھی اتنے شوق سے حاضر نہیں ہوتے جتنا اس دن۔

(۵)......ان محافل میں رزق کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔

(۶)......اس بے حرمتی اور ناشکری کی وجہ سے اللہ کا غضب ملک پر مختلف بحرانوں کی صورت میں نازل ہورہا ہے۔ جیسے سیلاب، زلزلہ، مہنگائی، اشیائے خورد ونوش کی کمی وغیرہم۔

(۷)......ان محافل میں مخالفین پر کفر کے فتوے داغے جاتے ہیں جس سے ملک میں فرقہ واریت جنم لیتی ہے اور یوں ہنگامے پھوٹ پڑتے ہیں جس سے ملک کا امن تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

(۸)......محصول کی صورت میں عوام سے لیے گئے لاکھوں روپے ان محافل کی سیکیورٹی اور دیگر

انتظامات میں برباد کردیئے جاتے ہیں اور یوں نہ صرف غریب عوام کا استحصال ہوتا ہے بلکہ ملکی خزانے پر بھی بوجھ پڑتا ہے۔

(۹)......ان محافل میں عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے عورتیں مردوں پر پھول پھینکتی ہیں، جس سے عشق بازی اور دوسرے اخلاقی اور معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔

(۱۰)......بے دین لوگ ان محافل میں ناچ گانے کا بندوبست کرکے قوم کے نوجوانوں کو بے راہ روی کا شکار کررہے ہیں۔

(۱۱)......ان محافل میں انڈین گانے لگا کر غیر ملکی کلچر کو فروغ دیا جارہا ہے۔

(۱۲)......بجلی چوری کرکے بے تحاشہ چراغاں کیا جاتا ہے جس سے ملک میں توانائی کے بحران میں مزید شدت آرہی ہے۔

(۱۳)......ان محافل میں مختلف جھنڈیاں، پمفلٹس وغیرہ لگائے اور تقسیم کیے جاتے ہیں، ان کی حفاظت کا مناسب بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہے اور یوں معاشرے سے ان مقدس چیزوں کا تقدس رفتہ رفتہ ختم ہوجاتا ہے۔

(۱۴)......ان محافل میں دوسرے فرقے کی املاک ان کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی کی جاتی ہے اور انہیں لوٹا جاتا ہے۔

(۱۵)......اس دن کو انگریز نے ''عید'' قرار دیا لہٰذا یہ ایک فرنگی یادگار کے طور پر اس ملک میں رائج ہے اور یوں غیر شعوری طور پر یہ دن منا کر انگریز غلامی کا ثبوت دیا جارہا ہے۔

(۱۶)......اس دن بازاروں اور دکانوں کو بند کرکے عوام کا مالی نقصان کیا جاتا ہے خصوصا **Daily Wages** پر کام کرنے والوں کو بھوکا سونا پڑتا ہے۔

(۱۷)......اس دن حکومتی سیکیورٹی میں دوسرے مسالک کی مسجدوں مدرسوں اور گھروں پر حملے کرکے عوام میں ایک بے یقینی کی کیفیت کو جنم دیا جاتا ہے اور ملک میں دنگا فساد کرکے ملک کی اندرونی سیکورٹی کو کمزور کرکے بیرونی طاقتوں کو مداخلت کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

(۱۸)......ان محافل کو منعقد کرنے والی تنظیمیں بیرونی طاقتوں سے امداد لیکر (جیسا کہ حال ہی میں ''سنی اتحاد کونسل'' کے متعلق یہ انکشاف ہوا ہے) ملک میں انارکی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور یوں ان محافل کے ذریعہ بیرونی طاقتوں کو ملکی معاملات میں مداخلت کا موقع ملتا ہے۔۲۰۱۰ء کے فسادات کے متعلق خود وزیر داخلہ صاحب کا بیان ہے کہ فسادات کروانے کے لیے بیرونی طاقتوں نے پیسے تقسیم کیے تھے۔

(**بقیہ** صفحہ نمبر 104/ پر)

ابوشفا

سیرت منانے والو......!!

یا اللہ! اس امت کے حال پر رحم فرما، اخبارات پڑھتے ہی اور خبریں سنتے ہی ہر درد دِل رکھنے والے مسلمان کے دل سے یہ دعا نکلتی ہے، نجانے کیوں یہ امت اتنی مظلوم بنی ہوئی ہے، ہر طرف اسی کا خون بہہ رہا ہے، چھپّن (۵۶) سے زائد ممالک پر حکمرانی کے باوجود، سوا ارب سے زائد آبادی والی امت، ہر قسم کے بہترین دنیوی مادی ذخائر اور محل وقوع کے باوجود ہر مشرک اسی کو تر نوالہ بنائے ہوئے ہے، آخر کیوں؟ کیا اس امت میں جواب دینے کی سکت نہیں؟ کیا اس کے بازو شل ہو گئے ہیں؟ ہر چیز موجود ہونے کے باوجود ہندوستان کا کالا منحوس بھیڑیا اس کے خون کی ہولی کھیلنے کی جرأت کیسے کر لیتا ہے؟ امریکہ کیسے ڈیزی کٹر اور کیمیائی میزائلوں سے اس امت کے معصوم پھولوں کا نام ونشان مٹانے کے درپے ہے؟ کیا اس قوم کے پاس میزائل نہیں؟ اس قوم کے آباء تو اپنے گھوڑوں کے سموں سے زمانے کے وائٹ ہاؤس کو روند دیا کرتے تھے، پھر یہ قوم اتنی بزدل کیوں؟ اس امت کا نبی ﷺ تو انہیں عزت کا راستہ بتلا کر گیا تھا پھر یہ ذلت پر کیوں چلے جا رہے ہیں؟ اس قوم کے باج گزار آج اسی قوم کو باج گزار بنائے ہوئے ہیں، کیوں؟ کیا اس امت میں ماؤں کی گودیں خالد بن ولیدؓ، اسعد بن زرارہؓ، ضرار بن ازورؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، صلاح الدین ایوبیؒ، محمد بن قاسم اور سلطان محمود غزنویؒ جیسے سپوتوں سے خالی ہو گئی ہیں؟ یا آج کی مائیں اپنے بچوں کو اسلامی عظمت کی لوریاں سنانا بھول گئی ہیں؟ یا مائیں ایسے شیر جوان پیدا کرنے سے عاجز آ چکی ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ افغانستان، چیچنیا، بوسنیا، عراق، کشمیر، فلسطین، شام، برما، صومالیہ غرض جہاں نظر دوڑاؤ اسی امت کا خون بہتا نظر آتا ہے، اسی کے بچے سنگینوں میں پروئے نظر آتے ہیں، اسی کی بیٹیوں کے آنچل تار تار نظر آتے ہیں، یا اللہ کچھ تو ہمارے حال پر رحم فرما، بہت ہو چکا اب تو اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت کو اس ذلت سے چھٹکارا دے دے۔ تیرا محبوب ﷺ اپنی امت سے بہت پیار کرتا تھا، اپنے رسول ﷺ کے صدقے تو بھی اس امت کو اپنا پیارا بنا لے، ہمیں وہ طریقہ اور راستہ سمجھا دے جس کے ذریعے ہم اپنے اسلاف والی عظمت حاصل کر لیں، ہمارا دین اتنا بلند ہو جائے کہ یہ بھیڑیئے اس پر اپنی گندی زبانوں سے بھونک نہ سکیں، ہمارے پیارے نبی ﷺ خوش ہو جائیں آج وہ اپنے روضے میں کتنے پریشان ہیں، ان کی امت مدینہ سے رخ پھیرے جہنم کی طرف دوڑی جا رہی ہے، یا اللہ ہم پر رحم فرما!

تم پر رحم اس وقت کیا جائے گا جب تم میرے محبوب کی سیرت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لو گے ''لقد کان

لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ''. دل نے غیبی آواز سنی۔

ہم تو آقا مدنی ﷺ سے بہت محبت کرتے ہیں، درود وسلام پڑھتے ہیں، ہر سال ربیع الاول میں اُن کا جشن ولادت مناتے ہیں، سیرت کے موضوع پر بڑے بڑے جلسے منعقد کرتے ہیں، مسواک اور اس طرح کی بہت سی مسنون چیزوں کو اپنا معمول بنایا ہوا ہے اور کس طرح سیرت اپنائیں؟ ایک بندۂ عاصی کی طرف سے پیش کی گئی سب دلیلوں کو اس مرتبہ خود دل نے ہی رد کر دیا۔ یہ تو سیرت اپنانا نہیں سیرت منانا ہوا، تمہیں تو تمہارے رب نے سیرت کی اتباع کا حکم دیا تھا تم چل پڑے اپنی خواہشات کے پیچھے، اپنی مرضی کا اسلام چاہتے ہو پھر بھلا تم ان مصائب سے کیسے چھٹکارا پا سکتے ہو، کبھی نہیں، ان مصائب سے چھٹکارا تب ہی ملے گا جب تم آقا مدنی ﷺ کی مکمل اتباع کرو گے، اپنی عقل کو پس پشت ڈال کر اور وحید الدین خان کی قبیل کے نام نہاد مفکرین اسلام کی غلط سلط تاویلات سے کنارہ کشی کرتے ہوئے اسلام کی اصل روح یعنی **آمنّا و صدّقنا** کے راستے پر عمل پیرا ہو کر ہی ان مشکلات سے نجات پاؤ گے جن میں آج تم سب مبتلا ہو، دل نے اپنی تقریر دلپذیر جاری رکھی، جانتے ہو اتنی بڑی تعداد اور وسائل کے باوجود تم کیوں ذلیل ہو رہے ہو؟

اگر بیماری معلوم ہوتی تو اس کا سدباب کر لیتا، بندۂ عاصی نے سر جھکائے جواب دیا۔

آؤ! میں تمہیں گلستانِ سیرت کی سیر کراؤں، تمہیں وہ راہ دکھاؤں جو آقا مدنی ﷺ اپنے شاگردوں کو بتلا گئے تھے اور پھر ان کے شاگرد ان راہوں پر گامزن رہتے ہوئے قیصر و کسریٰ کے محلات کو پاؤں کی دھول بناتے، سب سے بڑی کامیابی اللہ کی رضا کو حاصل کر کے ان جنتوں کے مکین ہو گئے جو رب نے بنائی ہی ان راہوں کے شہسواروں کیلئے ہیں، آؤ! تمہیں وہ نسخہ بتاؤں جو آقا مدنی ﷺ چودہ سو سال پہلے بتلا گئے تھے جس کے ذریعے سرکش طاقتیں اسلام کے سامنے سرنگوں ہو جائیں اور جسے آج تم بھلا چکے ہو، تم اپنے آقا مدنی ﷺ سے محبت کے دعویدار ہو ناں! آؤ میں تمہیں آقا مدنی ﷺ کی سیرت کے روشن باب دکھاؤں، سیرت نبوی ﷺ کے وہ دریچے وا کروں جو تم شیطان کے دھوکے اور دنیا کی محبت میں بند کر چکے ہو، اپنی جان سے محبت کی خاطر انکی غلط تاویلیں کرتے ہو۔

دل بندۂ عاصی کا ہاتھ تھامے ایسے باغ میں داخل ہوا جو اتنا حسین کہ دنیا میں اس کی مثال ملنا مشکل بلکہ ناممکن، ہر طرف مختلف اقسام کے پھول، حسین مناظر، دودھ اور شہد کی نہریں گویا کہ بہشت کا سماں، خوشبوئیں ایسی اعلیٰ کہ حواس برقرار رکھنا کارِ دارد، آؤ! آگے چلو تمہارے درد کی دوا آگے ہے، یہ گلستان سیرت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ابتدائی حصہ ہے، دل نے حکم دیا اور بندۂ عاصی یہ سوچتے ہوئے آگے چل پڑا کہ الٰہی! اتنا حسین باغ اور پھر یہ اس کا ابتدائی حصہ ہے آگے نجانے کتنا حسین ہو گا میرے حواس اور میری آنکھیں انکا تحمل بھی کر سکیں گی یا نہیں؟ چلتے چلتے ایسے دلفریب اور دلکش مناظر والے حصے میں پہنچے جو الفاظ

میں بیان کرنا ناممکن، لو یہاں سے اپنے درد کی دوا لے لو۔ دل نے پھر حکم صادر کیا، بندۂ عاصی کے مدہوش ہونے کی بنا پر دل نے خود ہی گلستانِ سیرت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہمارے درد کی دوا چن کر دینا شروع کر دی جو بندۂ عاصی اپنے دامن میں سمیٹتا رہا، یہ دیکھو یہ وہ پھول ہے آقا مدنی ﷺ کی سیرت کا جو تم چننے پر آمادہ نہ تھے، آقا مدنی ﷺ سے محبت کے دعویدارو! سرور کائنات ﷺ زرہ پہنے، تلوار اٹھائے جا رہے ہیں، ملک گیری کے شوق میں نہیں، مال و دولت کی خاطر بھی نہیں کیونکہ دنیا بھر کے خزائن آپ کے قدموں میں ڈھیر تھے پھر آخر اللہ کے پیارے نبی ﷺ اپنے ساٹھ ساتھیوں کے ساتھ کیوں اور کہاں جا رہے ہیں؟ صرف اور صرف اللہ کے دشمنوں پر دھاک بٹھانے کیلئے، اللہ کے دین کو سر بلند کرنے کیلئے، ہاں! اے محمد ﷺ سے عشق کے دعویدارو! یہ غزوہ ابواء کا پھول ہے اسے اٹھالو، یہ تمہارے درد کی دوا ہے، آؤ آگے آؤ! ڈرو نہیں ان پھولوں کو چن لو پھر تمہیں کسی سپر پاور سے ڈر نہیں لگے گا، بلکہ تم سپریم پاور (اللہ) کی زیر کمان آجاؤ گے وہ دیکھو نبی ﷺ پھر اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے دو سو جانثاروں کے ساتھ دشمنوں پر قہر خداوندی نازل کرنے جا رہے ہیں، کچھ یاد آیا یہ غزوۂ بواط کا پھول ہے اسے بھی لے لو یہ تمہارے دل سے اقدامی جہاد اور دفاعی جہاد کی بحثوں میں اُلجھانے والے جراثیم کو ختم کر دے گا، بندۂ عاصی سر جھکائے پھول چننے میں مصروف رہا۔

دشمن خدا اسلام کا نام ونشان مٹانے کے درپے ہو گئے اور آج تک انکی ذریت اس میں مصروف ہے، اس کے لیے انہوں نے تجارتی قافلہ شام بھیجا تا کہ اس کے نفع سے آلات جنگ خرید کر ایک بڑا حملہ اسلام پر کیا جائے اور اسے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے، اللہ کا پیارا نبی ﷺ انکی اس تیاری کو ختم کرنے کیلئے دو سو عاشقوں کو لئے تجارتی قافلے پر حملے کیلئے روانہ ہوا، تیس اونٹ ساتھ ہیں جن پر سب باری باری سوار ہوتے چلے گئے، اے سیرت کے جلسے منعقد کرنے والو! غزوۂ عشیرہ کا حسین پھول بھی لے لو یہ تمہارے اندر برائی کو جڑ سے اکھاڑنے کا جذبہ پیدا کرے گا اور یاد رکھنا! دنیا کی سب سے بڑی برائی کفر و شرک ہے۔

دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کے مال کو لوٹنے کی کوشش کی پیغمبر اسلام ﷺ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے، بزدل مشرک بھاگ گیا، درود وسلام کو کافی سمجھ لینے والو! غزوۂ بدر اولیٰ کا پھول بھی چن لو کیونکہ آج کفار تمہارا ایمان لوٹ کر جا رہے ہیں، تمہیں کوئی پرواہ نہیں یہ پھول تمہیں غفلت کی نیند سے جگائے گا۔

پھر خالقِ کائنات نے چاہا کہ اسلام کو عظمت حاصل ہو اور کفر پر اس کی دھاک بیٹھ جائے تو آقا مدنی ﷺ تین سو تیرہ توحید کے متوالوں کو لیکر ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کیلئے روانہ ہوئے، بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ تین سو تیرہ افراد کیلئے دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے، کسی کے پاس تلوار تھی اور کوئی خالی ہاتھ، قافلہ تو نکل گیا لیکن کفر کی ایک بہت بڑی طاقت مقابلے میں آگئی، ایک ہزار شیطان کے پجاری، لوہے میں غرق ہر قسم کا ساز وسامان وافر مقدار میں، دلوں میں یہ ناپاک خیال کہ آج ان توحید کے متوالوں کو نیست ونابود کر

دینگے، دوسری طرف وہ دیوانے جن کی نظران اسباب پر نہیں بلکہ اپنے معبود حقیقی کی مدد ونصرت پر ہے، آخر کفر کی کمر ٹوٹی انکے ستر سردار مردار ہوئے، ستر قیدی بنے اس امت کا فرعون جہنم واصل ہوا اور مسلمانوں کو ڈھیروں مال غنیمت ہاتھ لگا، چودہ توحید کے متوالے جنت کے باسی بنے، اس معرکے میں ان دیوانوں کی قربانیاں، رسولِ خدا کی دعائیں اور خالق کائنات کی غیبی نصرت فرشتوں کی صورت میں، یہ سب غزوۂ بدر کے حسین پھول ہیں، امریکہ اور کفریہ طاقتوں کی ایٹمی قوت سے خائف رہنے والو! ان پھولوں کو چن لو یہ تمہاری نگاہوں کو مادی اسباب سے ہٹا کر ایک اللہ کی طرف پھیر دینگے، وہی اللہ جس نے تین سو تیرہ بے سروسامان دیوانوں کو کفر کی ایک بڑی طاقت پر غالب کیا۔

خالق کائنات اور اسکے رسول ﷺ نے تمہیں تمہارے ابدی دشمنوں سے خبردار کر دیا تھا کہ فلاں فلاں تمہارے کبھی بھی دوست نہیں ہو سکتے، یہودی بھی انہی دشمنوں میں سے ہیں، اسرائیل سے دوستی کے خواہش مند مسلمانو! غزوۂ بنی قینقاع کے پھول تمہارے لئے سود مند رہیں گے انہیں دل میں بسالو، ورنہ انکی نظریں فلسطین تک محدود نہیں بلکہ وہ اپنی ناپاک نگاہیں مکہ مدینہ پر گاڑے بیٹھے ہیں۔

پوری امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام ایک جسم کی مانند ہے، کفر کسی ایک فرد پر ظلم ڈھائے تو پوری امت کو تڑپنا پڑے گا، بدلہ لینا پڑے گا، اپنے مسلمان بھائیوں کا سودا کرنیوالو! غزوۂ سویق کے پھول چنو تاکہ تم اس موذی مرض سے نجات حاصل کر سکو اور آئندہ کسی رمزی یا عربی شہزادے کا سودا کرنے سے باز آسکو۔

الکفر ملۃ واحدۃ اہل کفر ہمیشہ ایک ہو جاتے ہیں مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے، لیکن مدینہ کی تہذیب کو چھوڑ کر لندن کو اپنانے والے اس سبق کو بھول چکے ہیں کہ یہ آپس میں تو دوست ہو سکتے ہیں ہمارے خیرخواہ نہیں ہو سکتے، اے پیرس وامریکی تہذیب کے دلدادو! غزوۂ غطفان اور غزوۂ بحران کے دلفریب پھول چن لو یہ تمہیں اس بات پر آمادہ وبرانگیختہ کرتے رہیں گے کہ کفر کی طاقت کو ابھرنے سے قبل ہی ختم کر سکو۔

کفر کو جو زخم تمہارے آباء نے لگائے تھے وہ آج تک نہیں بھولے بلکہ انکا بدلہ لینے کیلئے پر تولتے رہتے ہیں، جہاں انکا بس چلتا ہے وار کر دیتے ہیں لیکن آج کے مسلمان اپنے دشمن کو بھلا بیٹھے ہیں، دشمن کے لگائے ہوئے چرکے اپنی نئی نسل کو نہیں دکھاتے، وہ دیکھو کفار بدر کا بدلہ لینے مدینے پر چڑھ دوڑے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنے عاشقوں کو لئے احد کے دامن میں آگئے، تین ہزار کے لشکر جرار سے ایک ہزار کا مقابلہ، ان ایک ہزار میں سے بھی تین سو منافق واپس ہو گئے، اب سات سو دیوانے تین ہزار کے سامنے سینہ سپر، ابتدا میں کفر کی کمر ٹوٹ گئی پھر چند مخلصین کی اجتہادی غلطی نے پانسہ پلٹ دیا، قدرت نے سمجھا دیا کہ امیر کی اطاعت کتنی ضروری ہے دل مانے یا نہ مانے ظاہر کچھ نظر آ رہا ہو لیکن امیر کی اطاعت نہیں چھوڑنی ورنہ نقصان

اٹھاؤ گے، آسمان نے شمع رسالت پر دیوانہ وار قربان ہونیوالوں کے جانثارانہ مناظر بھی دیکھے اور محبوب کبریاء، سرور کائنات ﷺ کے دندان مبارک شہید ہونے اور خون بہنے کے روح فرسا مناظر بھی، ستر توحید کے متوالے فردوس اعلیٰ کے مکیں ہوئے، آقا مدنی ﷺ کو اپنے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت کا علم ہوا، دین متین کی خاطر فخر انسانیت ﷺ کی قربانیاں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہادری اور جانثاری، اپنے آل و اولاد کی محبت میں غرق رہنے والے نام نہاد مسلمانو! غزوۂ احد کے پھول تمہیں دین حق کی خاطر ہر قسم کی قربانی پر ابھاریں گے اور تمہارے دلوں سے حب دنیا اور موت سے نفرت کو اکھاڑ پھینکیں گے ان حسین پھولوں کو آنکھوں سے لگائے رکھو۔

اگر مخالف قوت کو دبایا نہ جائے تو وہ ابھرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کو وقتاً فوقتاً دبا دینا چاہیئے تاکہ وہ اپنی اصلیت پر رہیں اور اسلام کے خلاف کچھ کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں، دنیا میں امن کیلئے بھی ضروری ہے کہ ایسی فساد اور شر انگیز قوتوں کو دبا دیا جائے اسلئے اے امن چاہنے والے مسلمانو! اگر اپنے ملکوں میں اور زمین پر امن چاہتے ہو تو حفظ ماتقدم کے طور پر غزوۂ حمراء الاسد، غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ ذات الرقاع، غزوۂ بدر صغریٰ اور غزوۂ دومۃ الجندل کے دلفریب پھول چن لو، یہ تمہارے دشمن کو دبائے رکھنے اور دوسری کئی بیماریوں سے تمہیں محفوظ رکھیں گے مثلاً سستی، کاہلی وغیرہ۔

اے غفلت زدہ انسان! وہ دیکھ قریش اور یہود مکمل گٹھ جوڑ کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہیں، نبی ﷺ بھی اپنے متوالوں کو لیکر مقابل ہیں اور اسکے لئے ظاہری اسباب پیدا کئے ہوئے ہیں لیکن نظر صرف اللہ تعالیٰ پر ہے، دشمن خندق کو پار نہ کر سکے اور خائب وخاسر لوٹ گئے، اے غافل مسلمان! تم بھی ظاہری اسباب پیدا کرو لیکن نظر اصل مسبب الاسباب پر رکھو یہ چیز تمہارے اندر غزوۂ خندق کے پھول پیدا کرینگے ان کو سینے سے لگا لو۔

اے دنیا سے مرعوب شخص! کسی سے دھوکہ مت کرو کیونکہ یہ مومن کی شان نہیں اور اگر کوئی تم سے بدعہدی کرے تو پھر اس کو چھوڑو مت، بنی قریظہ نے عہد شکنی کی تو نبی کریم ﷺ اپنے صحابہؓ کو لیکر ان پر حملہ کے ارادے سے نکل پڑے، بنو قریظہ کا محاصرہ پچیس دن تک کیا پھر انکی ہوا اکھڑ گئی، انکے مردوں کو قتل کر دیا گیا اور عورتوں، بچوں کو غلام بنا لیا گیا اس طرح زمین چھ سات سو نجس یہودیوں سے پاک ہو گئی، اے غفلت میں پڑے مسلمان! آج پھر یہودی ارض پاک کو ناپاک کر رہے ہیں، اُٹھ اور ارضِ پاک کو ان نجس اجسام سے پاک کر دے، غزوۂ بنی قریظہ کے پھول تھام لو تاکہ فرشتے بھی اسلحہ بکف تمہارے ہمرکاب ہوں۔

ایک مسلمان کی حرمت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے اگر کفر کے ہاتھ کسی ایک مسلمان کے خون سے رنگ جائیں تو ان ہاتھوں کو توڑنا ضروری ہے تاکہ وہ ہاتھ پھر کسی مسلمان پر نہ اٹھ سکیں، اسی طرح مسلمانوں کا

مال بھی محفوظ رہنا چاہئے، آج دنیا بھر میں یہی دو چیزیں ارزاں ہیں مسلمان کی جان اور اسکا مال، جو کافر اٹھتا ہے مسلمان کے خون سے ہاتھ رنگتا اور مال پر قبضہ کر لیتا ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں نہ ہی مسلمانوں میں اتنی جرأت ہے کہ وہ ان ہاتھوں کو توڑ سکیں، یہ غزوۂ بنی لحیان اور غزوۂ ذی قرد کے پھول چن لو پھر کسی موذی یا ٹھاکرے کو ایسی مجال نہ ہوگی کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں پر انگلی اٹھا سکے۔

امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے فرزندو! آخر تم غزوۂ بنی مصطلق، غزوۂ حدیبیہ، غزوۂ خیبر، فتح مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف کے ان حسین پھولوں سے کیوں اعراض کرتے ہو؟ انہی پھولوں میں تمہاری بقا ہے، تمہاری سربلندی ہے، وہ دیکھو! تمہارا نبی جس کے تم نام لیوا ہو، سخت گرمی اور قحط میں تبوک کی طرف جا رہا ہے، تم کیوں ان منافقین کی طرح ان پھولوں سے اعراض کر رہے ہو جو گرمی اور فصل پکنے کا بہانہ بنا کر ان حسین راہوں پر نبی ﷺ کے ساتھ نہ گئے؟ تم اپنا شمار ان مخلصین میں کیوں نہیں کرواتے جو اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے ساتھ اس سفر میں تھے، وہ دیکھو چند جانثار روتے ہوئے واپس آرہے ہیں کیونکہ نہ تو انکے پاس سواری ہے اور نہ نبی کے پاس سواری ہے کہ انکو سوار کرے، عرش عظیم بھی کانپ اٹھا انکا رونا اتنا پسند آیا کہ خالق نے اپنی محبوب کتاب میں تذکرہ کر دیا، تم ایسے مخلصین کے پیچھے کیوں نہیں چلتے، کیوں عبداللہ بن ابی کی صف میں گھستے ہو؟

جاؤ اے غافل انسان! اپنی قوم کو بتا دو جب تک وہ سیرت کے ان حسین گوشوں کی سیر نہیں کریگی، ان حسین پھولوں سے اپنے دامن نہیں بھرے گی، وہ مصائب میں گرفتار رہے گی، یہ کیسی محبت ہے کہ تمہارے آقا مدنی ﷺ تو صرف آٹھ سال کے قلیل عرصے میں ستائیس بار اسلحہ اٹھائے میدانوں میں نکلیں، اپنے دندان مبارک شہید کروائیں، اپنا مبارک اور قیمتی خون بہائیں، اپنے عزیز ترین چچا کو اس راہ میں قربان کر دیں، اپنے جانثاروں کی قربانیاں دیں، جانثار بھی ایسے جن کی مثال تو دور کی بات ہے صرف تشبیہ بھی دنیا سامنے لانے سے قاصر ہے، اور چھپن سے زائد لشکر روانہ فرمائیں اور اس آقاؐ کی محبت کے دعویدار زندگی میں ایک بار بھی اس راہ میں نہ نکلیں اور چاہتے کیا ہیں؟ وہی عظمت، وہی طمطراق جو آقا مدنی ﷺ کے شاگردوں کو ملا۔ ناممکن، ایسا تب ہی ممکن ہے جب یہ قوم اس باغ کی سیر کریگی، اسکے پھول چنے گی، جاؤ! جا کر اپنی قوم سے کہہ دو ذرا اپنے اعداد و شمار کے جادوگر دانشوروں سے حساب لگوا لو کہ آٹھ سال کے عرصے میں ستائیس جنگوں اور چھپن لشکروں کی روانگی کا تناسب کیا بنتا ہے؟ ایک سال میں آقا مدنی ﷺ نے کتنی جنگوں میں حصہ لیا اور کتنے لشکر روانہ فرمائے؟ اگر تیری قوم اس تناسب کے ایک حصے پر بھی عمل کر لے تو تمہاری عظمت کی گارنٹی دی جاتی ہے، اگر تیری قوم کا نوجوان سال میں ایک بار بھی اس راہ پر چل نکلے تو پھر تم اس عظمت رفتہ کے مستحق بن جاؤ گے جس کے تم متلاشی ہو (**بقیہ** صفحہ نمبر 37 پر)

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

محفل میلاد وغیرہ بدعات میں مصلحتاً شریک ہونا بھی جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں ہمارے یہاں تقریباً دو تین سال سے یہ اختلاف روز افزوں ہوتا جا رہا ہے اور ہمارے اکابر دیوبند کے منتسبین فریقین میں منقسم ہوتے جا رہے ہیں، لہٰذا مندرجہ ذیل امور کا مفصل و مدلل بحوالہ کتب جواب باصواب تحریر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔
بریلوی، دیوبندی اختلاف فروعی ہے یا اُصولی اور اعتقادی؟ ایک جماعت کہتی ہے کہ فریقین کے درمیان یہ اختلاف فروعی ہے، اور ہمارے علمائے دیوبند اور اکابر دیوبند نے جو سختی اختیار کی تھی عارضی اور وقتی تھی کیونکہ دونوں فریق اہل السنّت والجماعت میں سے ہیں اور مسلک حنفی پر قائم ہیں۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے بیان کردہ عقائد پر قائم ہیں، بیعت وارشاد میں بھی دونوں فریق صحیح طریقہ پر موجود ہیں۔

اَب چونکہ اسلام دشمن عناصر قوت سے ابھر رہے ہیں، لہٰذا دیوبندیوں اور بریلویوں کو متحد ہو کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے، ماضی کے تجربات کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا ایسا اتحاد عملاً کامیاب ہوگا؟

کیا اِس مقصد کے لیے دیوبندیوں کو اپنے اُصولی موقف اور مسائل سے ہٹنا اور عرس ومیلاد اور فاتحہ وغیرہ میں شریک ہونا جائز ہے؟

دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اکابر دیوبند کا اختلاف بریلویوں سے فروعی ہی نہیں بلکہ اصولی اور اعتقادی بھی تھا اور ہے مثلاً:

......نور وبشر کا اختلاف ......علم غیب کلی کا اختلاف

......مختار کل ہونے کا اختلاف ......حاضر وناظر

......قبروں پر سجود کا اختلاف وغیرہ وغیرہ اہم اور عظیم ہیں

نیز اکابر دیوبند کے بارے میں تکفیری فتویٰ انکی کتابوں میں ہیں، لہٰذا ان سے اتحاد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنی کتابوں سے تکفیری فتاوی نکال دیں اور ان سے برات ظاہر کریں اور اپنے عقائد درست کریں۔

اول الذکر حضرات میلاد شریف اور عرس وغیرہ کے جواز اور استحباب پر اکابر دیوبند کے بعض اقوال سے استدلال کرتے ہیں، مثلاً: رسالہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ نیز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ علیہ کے بعض اقوال سے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

......کیا بریلویوں کی مجالس میلا دوعرس وغیرہ میں مصلحتاً شریک ہونا جائز ہے؟

......کیاان کے اعمال کو مصلحتاً برداشت کر کے متحد ہونے کی دعوت دینا جائز ہے؟

......کیا یہ اختلاف اُصولی اوراعتقادی ہے یا فروعی؟

......کیا بریلوی بھی اہل السنّت والجماعت ہیں؟

......کیا بریلوی کی بدعات فی نفسہ ہمارے حضرات دیو بند کے یہاں بھی جائز ہیں اور مباح؟

......نقش نعلین شریفین کی کیا حقیقت ہے؟

......کیا اس سے استبراک، چومنا سر پر رکھنا وغیرہ جائز ہے؟

یہ مسائل پاکستان میں بہت عام ہوتے جا رہے ہیں، ابھی تک علماء دیو بند کے فتاوی کو یہ لوگ اہمیت دیتے ہیں، امید ہے کہ یہ لوگ خلاف شرع اُمور سے باز آ جائیں گے۔ بینوا وتو جروا۔

فقط والسلام......المستفتی :اسماعیل بدات......از مدینہ منورہ......۱۸/ ۱۰/ ۱۴۱۷ھ

الجواب ومن اللہ التوفیق

حامداً ومصلیاً ،مسلماً أما بعد!

دوسری جماعت کا خیال صحیح ہے کہ دیو بندیوں کا بریلویوں سے اختلاف فروعی ہی نہیں بلکہ اُصولی اور اعتقادی بھی ہے، اور پہلی جماعت کا خیال صحیح نہیں ہے کہ فریقین کے درمیان صرف فروعی اختلاف ہے اور دونوں فریق اہل السنّت والجماعت میں سے ہیں اور مسلک حنفی پر قائم ہیں، نیز اشاعرہ وماتریدیہ کے بیان کردہ عقائد پر قائم ہیں۔ بیعت وارشاد میں بھی دونوں فریق صحیح طریقہ پر موجود ہیں، کیونکہ بریلویوں (رضا خانیوں) نے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد میں بھی اضافہ کیا ہے، اور ایسے فروعی مسائل کو بھی دین کا جزو بنایا ہے جن کی فقہ حنفی میں واقعی کوئی اصل نہیں ہے، مثلاً: عقائد میں چار اصول اور بنیادی عقائد بڑھائے ہیں:

۱۔نور وبشر کا مسئلہ، ۲۔علم غیب کلی کا مسئلہ،

۳۔حاضر وناظر کا مسئلہ، ۴۔مختار کل ہونے کا مسئلہ،

اور فروعی مسائل میں......غیر اللہ کو پکارنا، ......قبروں پر سجدہ کرنا، ......قبروں کا طواف کرنا، ......غیر اللہ کی منتیں ماننا، ......قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، ......میلاد مروجہ اور تعزیہ وغیرہ...... سینکڑوں باتیں ان کی ایجاد ہیں جو صریح بدعات ہیں اور بیعت وارشاد میں بھی ان لوگوں نے بہت سی غیر شرعی چیزوں کی آمیزش کر لی

ہے، مثلاً قوالی اور وجد وسماع وغیرہ۔ نیز فریق اول کا یہ قول خلاف واقعہ ہے کہ ہمارے علماء دیوبند اور اکابر دیوبند نے جو سختی اختیار کی تھی وہ عارضی اور وقتی تھی بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ دیوبندیت نام ہے **تمسک بالسنہ اور تنقید عن البدعۃ** کا ہے اکابر دیوبند کا عمل ہمیشہ ''**فاصدع بما تئومر**'' پر رہا ہے انہوں نے کبھی دین کے معاملے میں مداہنت نہیں فرمائی البتہ انہوں نے مقابلہ آرائی اور محاذ آرائی اور تکفیر بازی سے بھی گریز کیا ہے اور ہمیشہ نرمی اور حکمت سے اصلاح حال کی کوشش کی ہے پس آج بھی ان کے اخلاف کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' ''**مسلک منقح**'' سے پہلے کی تصنیف ہے، اس سے استدلال صحیح نہیں ہے اور حضرت شیخ سہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے اقوال ہمارے علم میں نہیں ہیں اور بریلویوں کی مجالس میلاد اور عرس وغیرہ میں مصلحتاً شریک ہونا بھی جائز نہیں اور اس کی ممانعت ''ودوالو تدھن فیدھنون'' میں مذکور ہے اور لکم دینکم ولی دین میں اشارہ بھی اسی طرف ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاوی ص: ۳۰۲ ج ۵ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''رسوم وبدعات کے مفاسد قابل تسامح نہیں۔''

اور ص ۳۸۰ ج ۴ کے سوال و جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ عرس وغیرہ بدعات میں جو لوگ شریک ہوتے ہیں ان کی بے ضرورت تعظیم وتکریم کرنے والے بھی ''من وقر صاحب بدعة فقد أعان علی ھدم الإسلام'' کا مصداق ہیں۔

اور بعض بدعات کے فی نفسہ جائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اُمور فی نفسہ تو جائز ہوتے ہیں جیسے جناب رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ کا تذکرہ مگر التزام اور شرائط وقیود کی پابندی کی وجہ سے وہ چیزیں بدعت کے زمرہ میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہ ناجائز ہو جاتی ہیں۔

اور نقشہ نعل مبارک کی کوئی اصل نہیں ہے اور استبراک اور اس کو چومنا سر پر رکھنا بے اصل ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاوی [۳۷۸/۴] میں اپنے رسالہ '' نیل الشفا بنعل المصطفیٰ'' سے رجوع فرمالیا ہے، واللہ أعلم وعلمه وأتم وأحكم.

حررہ......سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری......مفتی دار العلوم دیوبند......۲۳ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح ......محمد ظفیر الدین......خادم دار العلوم دیوبند......۲۵/۱۱/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح ......العبد نظام الدین......مفتی دار العلوم دیوبند......۲۵ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

(مطبوعہ: ماہنامہ حق چار یار، جولائی ۱۹۹۷ء......تحفظ عقائد اہل سنت: ۷۶۵......)

محافلِ میلاد......متفرق سوالات کے جوابات

سوال: از روئے شریعت میلاد کی کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب: مروجہ قیام میلاد بدعت ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، دن و تاریخ کی تخصیص اور ہیئت غیر ثابتہ کے التزام کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کا ذکر مستحسن اور باعث خیر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتوی: 284/م=284/م)

سوال: حاجی امداد اللہ مہاجر کون تھے؟ کیا آپ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے تھے؟ آپ نے جشن میلاد النبی کو جائز کہا ہے۔ مفتیان کرام، اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: ''حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ'' اکابر دیوبند کے پیر و مرشد اور بڑے پایہ کے بزرگ و ولی تھے، ان سے قیام کرنا ثابت ہے لیکن انھوں نے میلاد النبی کا جشن منانے کو یا مروجہ طریقے پر عید میلاد النبی کرنے کو جائز نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ: ''نفس ذکر مندوب اور قیود بدعت ہیں۔'' فتاوی رشیدیہ میں یہ مسئلہ متعدد مقامات پر مذکور ہے اور حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر کسی ولی برگزیدہ کا کوئی قول یا عمل ایسا ثابت ہو جس کے لیے چاروں دلیلوں میں سے کوئی دلیل نہ ہو تو ان ولی کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے ان کے اس قول و عمل کے لیے محمل حسن تجویز کیا جائے یہ نہیں ہوگا کہ اس قول و عمل کو اصل قرار دے کر ادلۂ شرعیہ کو نظر انداز کر دیا جائے۔ (محمودیہ: ۲۴/۵ ۷) پس مروجہ عید میلاد النبی بدعت ہے، درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتویٰ: 554-554/M=5/U-1435)

سوال: بریلوی حضرات میلاد النبی کی دلیل میں قرآن کی آیت سورہ یونس: ۸۵/ دیتے ہیں جہاں اللہ تعالی اس کے فضل اور رحمت پر خوشیاں منانے کا حکم دیتا ہے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ربیع الاول کے مہینے میں نبی کی آمد اللہ کا بہت بڑا فضل اور تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے اور آپ کی آمد پر خوشیاں منانا اللہ کا حکم ہے۔

جواب: بریلوی فرقہ عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جواز کی دلیل میں سورہ یونس کی آیت: ۸۵ سے جو استدلال کرتا ہے، اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک وہ باطل و مردود ہے، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ کسی حدیث میں آیت کریمہ کی یہ تشریح وارد نہیں ہوئی، نیز صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ میں

سے کسی نے آیت کریمہ سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز پر استدلال نہیں کیا اور نہ ہی ان حضرات میں سے کسی نے اسے جائز قرار دیا؛ بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ عمل بدعت وناجائز ہے، اس سے اجتناب لازم وضروری ہے، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بے اصل وبدعت ہونے پر دارالعلوم دیوبند کا ایک مفصل ومدلل فتوی پیش خدمت ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمالیں۔

(فتویٰ: 1312-1353/N=1/1438)

سوال: بعد سلام کے آپ سے میں یہ جانکاری کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ ہر سال مسلمانوں میں ۱۲ ربیع ال اول کو عید میلاد النبی کو تہوار کے طور پر مناتے ہیں اور کہتے ہے کہ آج ہمارے نبی کی پیدالیش کا دن ہے کیا یہ صحیح ہے شریعت کے طور پر قران اور حدیث میں جائز ہے یا پھر بدعت ہے؟ خلاصے کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں

۱......ہمارے نبی کی پیدائش یا ولادت کب ہوئی؟

۲/۳......بارہ وفات کیا ہے؟ اور عید میلاد النبی کیا ہے؟

۴......کیا عید میلاد النبی ہمارے نبی کے وقت میں بھی منائی جاتی تھی یا نہیں؟

۵......کیا عید میلاد النبی اور بارہ وفات قران کی کسی آیت سے ثابت ہے؟

برائے کرم میری اصلاح کے لیے جواب خلاصے کے ساتھ اور جلدی دینے کی کوشش کریں میں جواب کا بے صبری سے انتظار کرونگا۔

جواب: (۱-۵) ۱۲/ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن سمجھ کر عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) منانا مذہب اسلام میں بے اصل، ناجائز اور بدعت ہے، تمام مسلمانوں پر اس سے اجتناب ضروری ہے، کیوں کہ:

الف: ۱۲/ربیع الاول کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت ہونا محض مشہور ہے، ورنہ جمہور محدثین، مورخین اور علمائے کرام کے نزدیک راجح ومختار یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ ۸/یا ۹/ربیع الاول کو ہوئی اور علامہ سید سلیمان ندوی نے ''رحمۃ للعالمین'' میں ۱۲/ربیع الاول کے قول کو غیر معتبر قرار دیا ہے (دیکھئے: سیرت المصطفیٰ، قصص القرآن، رحمۃ للعالمین وغیرہ)۔

ب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی یا ولی وغیرہ کا یوم ولادت منانا کوئی اسلامی چیز نہیں ہے، یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے، وہ حضرت عیسی علیہ السلام کا یوم ولادت کرسمس ڈے کے نام سے مناتے ہیں، اور ہمیں غیروں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے، عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم رواه أحمد وأبو داود. اھ [مشکوۃ شریف: ۳۷۵، مطبوعہ: مکتبہ اشرفیہ دیوبند]

ج: عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مذہب اسلام میں امر محدث ہے، کیوں کہ صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ وغیرہم سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ چیز بہت بعد کی ایجاد ہے، حدیث میں ہے: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. [مشکوۃ شریف:۲۷ بحوالہ: صحیحین]، نیز شریعت اسلام میں اعمال کا حسن وقبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر منحصر ہے، جس عمل کو آپ نے اچھا فرمایا وہ اچھا ہے، اور جس کو برا فرمایا وہ برا ہے، عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا یا کیا، نہ ہی اس عمل کو صحابہ کرام نے کیا، نہ تابعین وتبع تابعین نے کیا، نہ ائمہ اربعہ نے کیا، نہ ہمارے بزرگوں نے کیا، حالانکہ یہ سب لوگ ہم سے کہیں زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھتے تھے؛ اس لیے ہم مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) منانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

د: راجح قول کے مطابق ۱۲/ربیع الاول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات ہے، پس یہ وفات کے دن خوشی منانے کا تہوار عجیب ہے۔

ھ: مذہب اسلام میں عید دو ہیں؛ ایک عید الفطر، دوسرے عید الاضحیٰ، اور احادیث میں جمعہ کو مسلمانوں کے لیے عید قرار دیا ہے، کہ وہ جمعہ کے دن غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہنتے ہیں اور جامع مسجد میں حاضر ہو کر ایک بڑے مجمع کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں، نیز اللہ کے نیک بندے زیادہ سے زیادہ عبادت: قرآن پاک کی تلاوت اور درود شریف کی کثرت وغیرہ کرتے ہیں، لیکن ۱۲/ربیع الاول کے عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

و: بعض جگہوں پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مختلف قسم کی رسومات بھی انجام دی جاتی ہیں، مثلاً: نئے کپڑے پہنے جاتے ہیں، مختلف قسم کے کھانے پکائے جاتے ہیں، اجتماعی ایصال ثواب کی مجالس منعقد کی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض علاقوں میں عظیم میلہ کی شکل میں پورے یا اکثر شہر میں جلوس نکالا جاتا ہے، جس میں بے شمار منکرات وخرافات پائی جاتی ہیں اور صحیح اسلامی تعلیمات سے ناواقف نئی نسل انہی سب چیزوں کو دین سمجھ کر ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے، اور جلوس میں مسلم عوام کا بے تحاشہ پیسہ ضائع کیا جاتا ہے اور بعض علاقوں میں مختلف جگہوں پر بڑے بڑے گیٹ بھی بنائے اور سجائے جاتے ہیں، جن میں ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے میلے ٹھیلے میں مردوں کے ساتھ بے پردہ عورتوں کا بھی ایک عظیم مجمع ہوتا ہے اور یہ سب اسلام کے نام پر کیا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ۱۲/ربیع الاول کو عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) منانا بالکل بے اصل وبے بنیاد

ہے، شریعت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، نیز اس میں عملی اور اعتقادی منکرات وخرافات بھی پائی جاتی ہیں؛ اس لیے عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) منانا ہرگز جائز نہیں، ناجائز وبدعت ہے، اس سے اجتناب لازم وضروری ہے، المدخل (۲:۳) میں ہے: ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وإظهار الشعائر، ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدعٍ ومحرمات جمة۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتویٰ: E-1437/4=N/365-366)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں۔ میرا سوال ضرور پڑھیں۔ (سہیل احمد تورڈھیر صوابی خیبر پختونخواہ پاکستان)

بعد از سلام عرض ہے۔ کہ آپ صاحبان نے اپنے کئی فتووں میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کی ہے اور اس کو عیسائیوں کا ایجاد قرار دیا ہے

فتویٰ نمبر فتوی: 381=515/ل فتوی (د): 1432/3-124=560

فتوی: 1433/5=B/604-679 فتوی: 1433/5=B/616-720

آپ نے مولانا شوکت علی تھانوی اور دوسرے علماء کے فتووں سے اس کی سخت نکیر کی ہے۔ حالانکہ مولانا شوکت علی تھانوی اور رشید احمد گنگوہی نے اپنی رسالہ طریقہ مولد شریف میں فتویٰ دیا ہے کہ اگر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرک وبدعت اور مکروہات شرعیہ سے خالی ہو ایسی محفل میں شرکت کرنا باعث خیر وبرکت وثواب ہے۔ اسی طرح حضرت امداد اللہ مہاجر مکی نے اپنی کتاب صفحہ نمبر ۸۷ر میں لکھا ہے۔ کہ اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں نفس ذکر ولادت شریف موجب خیرات وبرکات دینی واخروی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1114۔1174ھ/1703۔1762ء) مکہ مکرمہ میں اپنے قیام کے دوران اپنی کتاب فیوض الحرمین: ۸۰، ۸۱ر میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل بیان کی ہے کہ مکہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح جوش سے منایا جاتا تھا۔ اور بہت سے علماء اہل السنّت والجماعت سے ثابت ہے۔ تو پھر آپ حضرات کیوں اس کی ممانعت کرتے ہو؟

جواب: اس میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس حالات اور سیرتِ مبارکہ کا ذکر مستحسن بلکہ افضل الاذکار اور موجب خیر وبرکت ہے بشرطیکہ دن کی تعیین وتخصیص کے بغیر ہو اور شرکت وبدعت ومکروہاتِ شرعیہ سے خالی ہو، اور روایاتِ صحیحہ بیان کیے جائیں؛ لیکن آج کل جس نوعیت سے محافلِ میلاد منعقد کی جاتی ہیں یہ امور غیر مشروعہ پر مشتمل ہوتی ہیں، روایاتِ موضوعہ منکرہ بیان کی جاتی ہیں، بیان کرنے والے اکثر غیر متشرع فساق وفجار ہوتے ہیں، اسراف وریاکاری وسمعہ مقصود ہوتا ہے، التزام

مالا یلزم کی حد سے گذر کر اس کو فرائض واجبات سے آگے بڑھا دیا جاتا ہے، قیام بوقت ذکرِ ولادت کو ایک فریضہ شرعیہ قرار دے کر اس کے تارک کو لعن طعن کیا جاتا ہے، الغرض مروجہ مجالس میلاد بدعات وخرافات کا ایک مجموعہ بن کر رہ گیا ہے اس لیے اس کا ترک ضروری ہے، اسی طرح اس دن عید منانا اسلامی تعلیم نہیں ہے، یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دن عید مناتے ہیں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم وسلف صالحین نے اس دن کو عید کے طور پر منایا، نیز اس دن جلوس نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نکلتے تھے نہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور سلف صالحین کے دور میں۔ جلوس نکالنا، جھنڈے اور نعروں کے ساتھ سڑکوں پر چلنا یہ غیروں کا طریقہ ہے جس سے بچنے کا ہمیں حکم ہے۔ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے متعدد فتاوی میں اس پر نکیر فرمائی ہے، ایک سوال کے جواب میں حضرت تحریر فرماتے ہیں: ''مجلس مولود مروجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے'' [رشیدیہ قدیم: ۵۱۱] ایک دوسرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امرِ غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے؛ لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں'' [۵۱۱] جہاں تک فیوض الحرمین کی عبارت کا تعلق ہے تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے اس کا خود جواب تحریر فرمایا ہے، اسی کو نقل کیا جاتا ہے، حضرت تحریر فرماتے ہیں: ''فیوض الحرمین میں حاضری مولد النبی میں کہ مکانِ ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، لکھا ہے وہاں ہر روز زیارت کے واسطے لوگ جاتے ہیں یومِ ولادت میں بھی لوگ جمع تھے اور صلاۃ وذکر کرتے تھے نہ وہاں تداعی سے اہتمام طلب کے تھے نہ کوئی مجلس تھی بلکہ وہاں لوگ خود بخود جمع ہو کر کوئی درود پڑھتا تھا کوئی ذکر معجزات کرتا تھا نہ کوئی شیرینی نہ چراغ نہ کچھ اور نفس ذکر کو کوئی منع نہیں کرتا۔'' [فتاوی رشیدیہ قدیم: ۶۱۱، ۱۱۷] اور ۱۲/ربیع الاول کو عید میلاد النبی منانے کے عدم جواز کی اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ۱۲/ربیع الاول کا دن یوم ولادت کے طور پر مشہور ہے محققین کے یہاں یہ قول راجح ومختار نہیں ہے، اگر اس کا ثبوت قرنِ اول سے ہوتا تو یومِ ولادت میں کسی کو اختلاف نہ ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتویٰ: U-1437/2=L/117-139]

سوال: عید میلاد النبی کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟ آیا اس دن کو عید کہنا بھی جائز ہے؟ میرے ایک دوست نے مجھے کچھ حوالے دکھائے ان کی رو سے علامہ سیوطی اور شیخ عبد الحق کی کتاب ما ثبت بالسنۃ سے جن کی رو سے عید میلاد النبی منانا جائز لکھ رہا تھا۔

جواب: ۱۲/ربیع الاول کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر منانا ثابت نہیں، اس دن جلسہ جلوس نکالنا روایات موضوعہ منکرہ بیان کرنا، قیام بوقت ذکر ولادت کو لازم سمجھنا، ان امور کی وجہ سے یہ مجلس بدعت ضلالہ

میں داخل ہے جس کا ترک ضروری ہے۔ واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بیان کرنا مستحسن بلکہ افضل الاذکار ہے، اس کے ہم منکر نہیں، صاحب مدخل تحریر فرماتے ہیں: وجملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وإظهار الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول وقد احتوى على بدعات ومحرمات۔" منجملہ ان بدعات کے جو لوگوں نے گھڑ لی ہیں اور اس کے ساتھ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب سے بڑی عبادت اور دین کی نشر واشاعت ہے وہ بدعات ہیں جو ماہ ربیع الاول میں مجلس مولد کے نام سے کی جاتی ہے حالانکہ یہ مجلس بہت سی بدعات اور محرمات پر مشتمل ہے۔'' [مدخل: ۱/۱۶۲] بعض بزرگوں کے اقوال یا افعال سے محض اس دن کسی کارِ خیر کے کرنے کا پتہ چلتا ہے، ان کے قول یا فعل سے عید میلاد النبی کے منانے کو ثابت کرنا درست نہیں، براہین قاطعہ میں امام سیوطی رحمہ اللہ کا مقصد مفصل مذکور ہے، اس کا مطالعہ کر لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتویٰ: U-1435/4=L/128-368)

سوال:

زید نے اپنے گھر ایک عالم دین کو دعوت دی اور اپنے دوست احباب اور رشتہ داروں کو بھی مدعو کیا کہ گھر پہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا جائے۔ تلاوت قرآن کریم اور ایک نعت شریف پڑھنے کے بعد مولانا صاحب نے قرآن وحدیث اور مستند روایات سے ولادت النبی کے حوالے سے بیان کیا۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں مٹھائی بانٹ دی جب کہ بکر کہتا ہے کہ زید نے ایک بدعت والا کام کیا ہے جس سے گناہ گار ہوگا، کیا زید کا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، یہ جلسہ کرنا بدعت کا پروگرام ہے؟ براہ کرم، رہنمائی فرمائیں۔

جواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے دن عید میلاد النبی منانا نہ تو صحابہ کرام سے ثابت ہے جبکہ وہ سب سے زیادہ حضور سے محبت رکھنے والے عاشق رسول تھے، نہ حضرات تابعین سے منقول ہے نہ تبع تابعین اور ائمہ اربعہ سے ثابت ہے۔ چھ سو سال کے بعد عیسائیوں نے سب سے پہلے عید میلاد النبی ایجاد کیا ہے، جو بلاشبہ بدعت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اختیار کرنا ان کے طریقوں پر چلنا یہی دراصل حضور سے محبت کی علامت ہے، یہ رسم کی ادائیگی حضور سے محبت کی علامت نہیں ہے۔ بکر کا کہنا صحیح ہے اور قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ......(فتوی: 1433/5=B/604-679)

☆......☆......☆......☆

افادات: مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ   مرتب: مولانا عبدالرحمٰن خان انس

مقصد بعثت......اور......رسومات میلاد

﴿سوال﴾.....حضور علیہ السلام کی ولادت کن حالات میں ہوئی؟

﴿جواب﴾.....آپ کی ولادت کے وقت پوری دنیا پر طاغوتی قوتوں کا قبضہ تھا۔ سرزمین عرب میں بت پرستی عام تھی، حتی کہ **کعبۃ اللہ** میں بھی تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ جن میں انبیاء کرام **علیہم السلام** کے مجسمے بھی شامل تھے پوری حجازی سوسائٹی اخلاقی عیوب و نقائص سے لتھڑی ہوئی تھی۔ شرم و حیا اور تہذیب کا جنازہ نکل چکا تھا۔ قتل و غارت اور نفرت و عداوت کا بازار گرم تھا۔ جرائم پر ندامت محسوس کرنے کی بجائے فخر کا عمومی مزاج بن چکا تھا۔ انہی حالات میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

﴿سوال﴾.....حضور علیہ السلام کی ولادت کا وقت، دن اور مہینہ کیا ہے؟

﴿جواب﴾.....جمہور ائمہ اہل سنت کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کا وقت صبح صادق ہے، دن سوموار ہے، اور مہینہ ربیع الاول ہے، اور اسی پر تقریباً اجماع ہے۔

﴿سوال﴾.....آپ کی تاریخ ولادت کیا ہے؟

﴿جواب﴾.....جس قدر آپ کے یوم ولادت، ماہ ولادت اور وقت ولادت میں اتفاق پایا جاتا ہے، اس سے کہیں زیادہ آپکی تاریخ ولادت میں اختلاف موجود ہے، مثلاً......سیرت حلبیہ میں ۲، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۷، ۱۸ ربیع الاول۔۔۔مدارج النبوۃ میں ۲، ۸، ۱۲ ربیع الاول۔۔۔ابن سعد میں ۲ اور ۱۰ ربیع الاول۔۔۔الوفاء لابن الجوزی میں ۲، ۸، ۱۰ اور ۱۲ ربیع الاول۔۔۔کی تاریخیں منقول ہیں۔

﴿سوال﴾.....تاریخ ولادت کے بارہ میں تحقیقی موقف کیا ہے؟

﴿جواب﴾.....عام طور پر آپ کی تاریخ ولادت اگرچہ ۱۲ ربیع الاول مشہور ہے۔ لیکن اکثر اہل تحقیق کو اس سے اختلاف ہے۔ معروف ریاضی دان محمود پاشا فلکی کی تحقیق کے مطابق چونکہ آپ کا یوم ولادت سوموار اجماعی و اتفاقی ہے لیکن آپ کے سال ولادت میں ۱۲ ربیع الاول کو سوموار کا دن کسی صورت بھی ثابت نہیں ہوتا، آپ کے سال ولادت میں سوموار کا دن ۸ یا ۹ ربیع الاول کو بنتا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) نے اس اختلاف پر بحث کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

بعض ائمہ کے نزدیک تاریخ ولادت ۲ ربیع الاول ہے، اور بعض کے نزدیک ۸ ربیع الاول، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۸ ربیع الاول والی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور اکثر محدثین کے نزدیک یہی قول

مختار ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بھی یہی قول صحیح ہے۔اور یہ حضرات اس بارہ میں زیادہ واقفیت رکھنے والے ہیں۔یہی مذہب امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے استاد علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔فضاعی نے عیون المعارف کے اندر اس پر اجماع نقل کیا ہے اور امام زہری نے محمد بنؒ جبیر کے حوالہ سے اسی مذہب کی تائید کی ہے۔واضح رہے کہ محمد بن جبیر نسب ناموں اور حالات عرب کو بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔اس کے علاوہ اہل مکہ کا ۱۲/ربیع الاول پر عمل ہے۔ اور وہ اسی دن مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔علامہ طیبی نے ۱۲/ربیع الاول پر اجماع نقل کیا ہے۔لیکن مذکورہ اقوال کی روشنی میں ان کا دعوی محل نظر ہے۔[مومن کے ماہ وسال،اردو ترجمہ ما ثبت بالسنۃ:۸۲]

شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۸/ربیع الاول کی ولادت پر اجماع کا قول قبول کرتے ہیں۔اور ۱۲/ پر اجماع کے قول کو محل نظر قرار دیتے ہیں۔یہی تحقیقی مذہب ہے۔

﴿سوال﴾.....بریلوی علماء کا موقف کیا ہے؟﴿جواب﴾.....خان احمد رضا خان صاحب بریلوی کے علاوہ تقریباً اکثر بریلوی حضرات ۱۲/ربیع الاول کی تاریخ ولادت کا مذہب رکھتے ہیں۔مولانا پیر محمد کرم شاہ الازہری مرحوم بھی ۱۲/ربیع الاول کی روایات کو ترجیح دیتے ہیں۔لیکن یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بعض نے ۸/ اور بعض نے ۱۰/ربیع الاول کی تاریخ بتائی،۸/تاریخ کا قول ابن حزم سے منقول ہے،اور الحافظ الکبیر محمد بن موسی الخوارزمی نے اسکی تصحیح کی ہے۔[ضیاء النبی:۲/۳۷] پیر صاحب الازہری مرحوم نے محمود پاشا فلکی پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ۸/یا ۹/کی تاریخ مسترد کی ہے۔لیکن شیخ محدث دہلوی کا ترجیحی مسلک محمود پاشا فلکی کی تحقیق کی بنیاد پر قائم نہیں ہے بلکہ محدثین اہل سنت کے اقوال پر قائم ہے۔

﴿سوال﴾.....خان صاحب بریلوی کی تحقیق کیا ہے؟

﴿جواب﴾.....بریلوی مکتب فکر کے اعلیٰ حضرت خان احمد رضا خان صاحب بریلوی ۸/ربیع الاول کی تاریخ ولادت کو ترجیح دیتے ہیں۔اوراسی پر اجماع نقل کرتے ہیں۔انہوں نے ۱۳۱۷ھ میں **"نطق الھلال بارّخ ولاد الحبیب و الو صال"** کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا۔جوان کے فتاوی رضویہ کی جلد ۲۶/میں شامل ہے۔دسمبر ۱۹۹۶ء میں سنی،رضوی کتب خانہ فیصل آباد نے اسے شائع کیا،اس میں خان صاحب کی تحقیق اس طرح بیان کی گئی ہے:......(سوال):ولادت شریف کا دن کیا تھا؟(جواب):دوشنبہ(پیر)......(سوال): کیا مہینہ تھا؟(جواب):ماہ ربیع الاول......(سوال) کون سی تاریخ تھی؟(جواب)۸/ربیع الاول...... (سوال) وصال شریف کی تاریخ کیا تھی؟(جواب) ۱۲/ربیع الاول،دوشنبہ۔

﴿سوال﴾.....۸/اور ۹/تاریخ کا اختلاف کیوں ہے؟

﴿جواب﴾.....یہ اختلاف سال ولادت کے ماہ صفر المظفر کے ایام میں اشتباہ کی وجہ سے پایا گیا ہے جن کے

نزدیک ماہ صفر ۲۹/دن کا تھا ان کے نزدیک سوموار کا دن ۸/ربیع الاوّل کو، اور جن کے نزدیک وہ ۳۰/دن کا تھا ان کے نزدیک سوموار کا دن ۹/ربیع الاوّل کو بنتا ہے۔ اور قمری مہینوں میں ایک دن کا ایسا اختلاف عموماً پایا جاتا ہے۔

﴿سوال﴾....۱۲/ہی کی تاریخ ولادت پر اصرار کیوں ہے؟

﴿جواب﴾.....۱۲/ربیع الاول کی تاریخ ولادت کے حوالہ سے جشن میلاد اور عید میلاد کی عوامی تقریبات شروع کی جا چکیں تو اسے تبدیل کر کے پبلک کو نئی تاریخ میلاد پر آمادہ کرنا بریلوی علماء کو مشکل نظر آیا۔ اس لئے صرف رسم میلاد بچانے کے لئے خان صاحب بریلوی کی تحقیق بھی اس کی بھینٹ چڑھا دی گئی۔ اور اس تاریخ پر اصرار صرف مروجہ رسومات کو تحفظ و دوام فراہم کرنے کی وجہ سے کیا جا رہا ہے۔

﴿سوال﴾....تاریخ ولادت کے اختلاف میں حکمت کیا ہے؟

﴿جواب﴾.....حکمت ربانیہ کا اصل مقصود بعثت نبویؐ ہے، ولادت تو بعثت تک رسائی کا ایک ذریعہ ہے۔ معروف اسلامی مفکر پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ خان مرحوم فرماتے ہیں کہ۔۔۔صحیح تاریخ ولادت کے بارہ میں مؤرخین کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن ہماری ضرورتوں کے لیے اس کو کوئی خاص اہمیت نہیں [رسولؐ اکرم کی سیاسی زندگی: ۴۷] شاید اسی لئے ہمارے ائمہ اہل سنت نے اسے صرف راجح اور مرجوح کے درجہ میں رکھا ہے، اور اس بارے میں اصول تحقیق کے ان مراحل سے نہیں گزرے جن کی بنیاد پر صحیح وثقہ اور ضعیف و موضوع روایات کو الگ الگ کیا گیا۔ اور ان کی صحت وثقاہت کے لئے بھی (متواتر، مشہور، حسن وغیرہ) درجات قائم کیے گئے۔

﴿سوال﴾....شب قدر اور شب ولادت میں سے کون سی رات افضل ہے؟

﴿جواب﴾....شب قدر امت مسلمہ کو شرف ونعمت کے طور پر عطا کی گئی، جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ لیکن قیام لیل ونہار سے لیکر تا قیامت سب سے افضل و برتر رات شب ولادت ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ ہوئی بلکہ تمام شب ہائے قدر کا مجموعی مقام ومرتبہ بھی شب ولادت کے مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماثبت بالسنۃ میں اسی مذہب کو اختیار فرمایا ہے۔

﴿سوال﴾....شب ولادت کی شب قدر پر فضیلت کا سبب کیا ہے؟

﴿جواب﴾....شب قدر میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ کا خصوصی نزول ہوتا ہے جبکہ شب ولادت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کا ظہور رہوا، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ملائکہ کے نزول سے بہت بلند و برتر ہے۔

﴿سوال﴾.....کیا شب ولادت، شب قدر کی طرح ہر سال آتی ہے؟

﴿جواب﴾....شب قدر کی خصوصیت (نزول ملائکہ) تو ہمیشہ کے لیے برقرار ہے۔اور تا قیامت ہر شب قدر میں ملائکہ کا نزول ہوتا رہے گا۔لیکن شب ولادت کی خصوصیت (ظہور نبویؐ) ختم ہو چکی۔وہ تخلیق کائنات سے تا قیامت ایک ہی بار آئی، ہر سال نہیں آتی۔اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت صرف ایک بار ہوئی، بار بار نہیں ہوتی۔

﴿سوال﴾....کیا دیوبندی میلادنبوی نہیں مانتے؟

﴿جواب﴾....میلادنبوی (یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت) کا انکار وہ طبقہ تو کر سکتا ہے جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو **نوراً من نور اللہ** مانتا ہے، کیونکہ نور کی ولادت نہیں ہوتی، علماء دیوبند بحمداللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بشریت کا قرآنی عقیدہ رکھتے ہیں، وہ میلادنبوی کا انکار کیسے کر سکتے ہیں؟

﴿سوال﴾.....شب ولادت افضل ہے یا یوم بعثت؟

﴿جواب﴾.....خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔**وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ**،اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپکی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔۔۔اس قرآنی اصول کے مطابق ولادت سے مقام محمود تک کے سفر میں آپکی ہر اگلی منزل پچھلی منزل سے افضل ہے۔لہٰذا آپ کا یوم بعثت آپ کی شب ولادت سے افضل و برتر ٹھہرا۔

﴿سوال﴾.... یوم بعثت کے افضل ہونے کی وجہ کیا ہے؟

﴿جواب﴾.....حضور علیہ السلام کی ولادت مبارکہ دو دفعہ ہوئی۔۔۔ایک جسمانی جس سے محمدؐ بن عبداللہ پیدا ہوئے،اور دوسری روحانی جس سے محمدؐ رسول اللہ نے جنم لیا۔۔۔روحانی ولادت کا نام بعثت ہے،اور یہی جسمانی ولادت کا اصل مقصد ہے۔یہی حق و باطل کے درمیان فرق کی اتھارٹی ہے۔کیونکہ ولادت کا منکر کوئی نہ تھا، بعثت کا انکار کرنے والے ہی کافر قرار پائے۔

﴿سوال﴾....مقصد ولادت کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے؟

﴿جواب﴾....انسان **طبعاً** سہولت پسند ہے، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بعثت کے بعد جو مشقتیں اٹھائیں وہ ہر مسلمان کے سامنے ہیں۔قبول اسلام کے بعد اتباع سنت میں ایسے سنگین حالات کا سامنا کرنا آسان کام نہیں۔اعمال صالحہ کی پر مشقت زندگی گزارنا بہرحال دشوار کام ہے۔اس سے بچنے کے لئے مقصد تخلیق کائنات کو بڑے ڈرامائی انداز میں ولادت نبویؐ پر ''سٹاپ'' کر دیا گیا۔کیونکہ ولادت کے لیے صرف دعوی محبت کفایت کرتا ہے۔جبکہ بعثت کی بنیاد پر اتباع و اطاعت کے پرخطر راستوں کو عبور اور جہاد و مجاہدہ کی

بلند چوٹیوں کو سر کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔اور اس کے لیے ہمارے دل جرأت وحوصلہ سے خالی ہیں۔اس احساس محرومی سے چھٹکارا پانے کے لیے ہمارے پاس میلاد منانے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔تا کہ محبت کا تعلق بھی باقی رہے اور اطاعت کی مشقتوں سے آزادی بھی مل جائے۔

﴿سوال﴾....بعثت رسول کا بنیادی پیغام کیا ہے؟

﴿جواب﴾....خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (الفتح) یعنی اللہ رب العزت نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا، تا کہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دیں۔۔۔گویا بعثت رسولؐ کا بنیادی مقصد غلبۂ دین ہے۔یعنی اسلامی فکر کو تمام افکار پر، اسلامی تعلیم کو تمام تعلیمات پر، اسلامی قانون کو تمام قوانین پر اور اسلامی تہذیب کو تمام تہذیبوں پر غالب کرنا ہی بعثت رسوؐل کا مرکزی پیغام ہے۔علمی وفکری اور سیاسی واقتصادی بنیاد پر اسلام کی فوقیت وآفاقیت منوانا امت کا منصبی فریضہ ہے، کاش امت مسلمہ اس پیغام بعثت کا ادراک واحساس کر سکے۔

﴿سوال﴾....امت پر حضور علیہ السلام کے حقوق کیا ہیں؟

﴿جواب﴾....امت پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پانچ حق ہیں: (۱) آپ پر ایمان لانا (۲) آپ کی ہر بات کی تائید وتصدیق کرنا (۳) آپ سے محبت کرنا (۴) آپ کی تعظیم کرنا۔ (۵) آپ کی اطاعت کرنا۔

﴿سوال﴾....محبت رسول کس قدر ضروری ہے؟

﴿جواب﴾....خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔**النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم** (الاحزاب،۶)۔یعنی ایمان والوں پر نبی علیہ السلام کا حق انکی جانوں سے زیادہ ہے۔اور حدیث نبوؐی ہے۔**لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین.** (مشکوۃ)۔یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والدین، اپنی اولاد اور جمیع انسانیت سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ کرے۔گویا خدا تعالیٰ کے بعد محبت وعقیدت کا سب سے بڑا مرکز آپ ہی کی ذات اقدس ہے۔

﴿سوال﴾....محبت رسول کی بنیاد کیا ہے؟

﴿جواب﴾....فرمان الٰہی ہے۔**قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ.** [آل عمران،۳۱] اے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔۔اور فرمان نبویؐ ہے۔**من احب سنتی فقدا حبنی و من احبنی کان معی فی الجنۃ** (مشکوٰۃ) جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی، اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔گویا اللہ سے محبت کی بنیاد بھی اطاعت رسولؐ ہے، اور رسولؐ اللہ سے محبت کی اساس بھی اتباع سنت ہے۔اس کے بغیر دعوی محبت نا مکمل اور خود فریبی ہے۔

﴿سوال﴾.... محبت رسول کا نمونہ کیا ہے؟

﴿جواب﴾....قرآنی ونبوی تعلیمات کی روشنی میں قیامت تک کی امت مسلمہ کے لئے صحابہ کرام **علیھم الرضوان** معیارِ حق وصداقت ہیں۔اور وہی اطاعت رسولؐ اور محبت رسولؐ کا کامل نمونہ ہیں،انہی سے اطاعت رسولؐ کا طریقہ سیکھا جائے گا،اور انہی سے محبت رسولؐ کا سلیقہ حاصل کیا جائے گا۔کیونکہ نہ ان سے بڑھ کر کسی کو اطاعت رسولؐ ملی،اور نہ ان سے بڑھ کر کسی کو محبت رسول میسر آسکتی ہے۔

﴿سوال﴾....میلاد منانا کیسا ہے؟

﴿جواب﴾....آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا تذکرہ اور آپ کے فضائل وکمالات کا بیان بلا اختلاف کارِثواب اور باعث برکت ہے،جس سے کسی مسلمان نے نہ کبھی اختلاف کیا ہے،نہ کر سکتا ہے۔ اختلاف مروجہ محافل میلاد سے کیا گیا ہے جن میں بے شمار غیر شرعی رسومات شامل کر دی گئی ہیں جن کی طرف عمومی توجہ نے افراد امت کے اندر جذباتِ محبت کو تو خوب اجاگر کیا،لیکن ذوق اصلاح وعمل ناپید ہو کر رہ گیا۔ان مروجہ رسومات سے اختلاف کو ذکر میلاد کی مخالفت قرار دینا انصاف و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

﴿سوال﴾....مروجہ محافل میلاد کا آغاز کب ہوا؟

﴿جواب﴾....عہد نبوی،عہد صحابہؓ،عہد تابعین اور عہد تبع تابعین میں ایسی محافل کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ان محافل کا آغاز ساتویں صدی ہجری میں عراق کے شہر موصل کے ایک دنیا پرست اور اسراف پسند حکمران ملک مظفر الدین کوکری کے حکم سے ہوا۔یعنی یہ ساتویں صدی کی ایجاد ہے۔اور ان کا موجد دینی حوالہ سے کوئی مسلمہ شخصیت نہیں ہے۔اس اعتبار سے ایجاد اور موجد دونوں معتبر و مستند نہیں ہیں۔

﴿سوال﴾....محافل میلاد کے بارہ میں علماء دیوبند کا موقف کیا ہے؟

﴿جواب﴾....بزرگان دیوبند چونکہ مذہباً اہل السنّت والجماعت اور مسلکاً حنفی ہیں۔اس لئے وہ جملہ امور دینیہ میں سنی حنفی دائرہ سے باہر نہیں نکلتے۔محافل میلاد کے بارہ میں ان کا موقف اسی دائرہ میں بند ہے۔**فخر المحدثین** حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے علماء دیوبند کا اس بارہ میں جو موقف بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر خیر و برکت کا ذریعہ ہے،بشرطیکہ (۱) صحیح روایات سے ہو۔۔(۲) ان اوقات میں ہو جو عبادات واجبہ سے خالی ہیں۔۔(۳) ان کیفیات سے ہو جو قرون ثلاثہ کے طریقہ کے خلاف نہ ہوں۔۔(۴) ان عقائد سے ہو جو شرک و بدعت سے موہم نہ ہوں۔۔(۵) ان آداب کے ساتھ ہو جو سیرت صحابہ کرامؓ کے مخالف نہ ہوں۔۔(۶) وہ مجالس منکرات شرعیہ سے

پاک ہوں۔ (۷) صدق نیت اور اخلاص پر مبنی ہوں۔۔ ہم ولادت شریفہ کے منکر نہیں، ان بدعات و منکرات کے مخالف ہیں جو اس میں شامل کر دی گئی ہیں۔ جن میں موضوع روایات کا بیان ہوتا ہے، مردوں، عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، روشنی اور آرائش پر فضول خرچی ہوتی ہے۔ اور ان مجالس کو واجب سمجھ کر ان میں شامل نہ ہونے والوں پر طعن و تکفیر ہوتی ہے۔ (المہند علی المفند)

﴿سوال﴾.... محافل میلاد کے تارک کو منکر میلاد کیوں کہا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾.... شدت پسند طبقات کا ہمیشہ سے یہ طریقۂ واردات رہا ہے کہ انہوں نے عوام کی جہالت اور ان کے دینی جذبات کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ یہی طرز میلادیوں نے اختیار کیا ہے، اور علماء دیو بند پر بے بنیاد الزامات عائد کر دیئے ہیں، مثلاً...... بریلوی حضرات کے ساتھ علماء دیو بند کا اختلاف صرف اذان سے ملا کر صلوۃ وسلام پڑھنے یا نہ پڑھنے کا ہے۔ لیکن وہ علماء دیو بند کو سرے سے صلوۃ وسلام کا منکر قرار دیتے ہیں۔۔۔ بریلوی حضرات کے ساتھ علماء دیو بند کا اختلاف صرف نمازوں کے بعد بآواز بلند اجتماعی صورت میں کلمہ شریف پڑھنے یا نہ پڑھنے کا ہے۔ لیکن وہ علماء دیو بند کو سرے سے کلمہ شریف کا منکر سمجھتے ہیں۔۔ اسی طرح علماء دیو بند صرف محافل میلاد میں شامل بدعات و رسومات کے مخالف ہیں، لیکن بریلوی حضرات انہیں سرے سے ہی میلاد کا منکر قرار دیتے ہیں۔ جس کے بارہ میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

سبحانک ھٰذا بھتان عظیم.

﴿سوال﴾.... بریلوی اور وہابی کون ہیں؟

﴿جواب﴾.... بریلوی طبقہ خان احمد رضا خان صاحب بریلوی کا پیروکار ہے، انہی کے دین و مذہب پر عمل پیرا ہے، اور بدعات و رسومات کی ترویج و اشاعت میں بہت متعصب ہے۔ جبکہ وہابی طبقہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا پیروکار ہے، انہی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہے اور بدعات و رسومات کے خلاف بہت زیادہ متشدد ہے۔ یعنی ایک ان میں سے متعصب ہے، اور دوسرا متشدد ہے۔

﴿سوال﴾.... کیا علماء دیو بند وہابی ہیں؟

﴿جواب﴾.... وہاب، اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اس اعتبار سے ہر مسلمان وہابی ہے۔ لیکن معروف نجدی وہابی گروہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات اور امام حافظ ابن تیمیہ وامام حافظ ابن قیم کی تعبیرات کی روشنی میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہے۔ جبکہ علماء دیو بند، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، اور حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات و تعبیرات و تشریحات کی روشنی میں اول تا آخر حنفی المذہب اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ لہٰذا انہیں نجد کی وہابی تحریک سے جوڑنا کھلا تعصب اور نری ہٹ دھرمی ہے۔

﴿سوال﴾.... مروجہ میلاد کی بدعات کیا ہیں؟

﴿جواب﴾.... میلاد کے عنوان سے نئی سے نئی رسومات جنم لے رہی ہیں۔ اور یہ سلسلہ دن بدن ترقی پذیر ہے، ابتداءً یہ سلسلہ مجالس ومحافل تک محدود تھا، پھر اس میں قیام کا عمل شامل کیا گیا۔ پھر گھروں، بازاروں اور گلیوں کو جھنڈیوں اور قمقموں سے سجایا جانے لگا۔ اور اب تو ان بدعات کا شمار بھی دشوار ہو گیا ہے۔

﴿سوال﴾.... بدعت کی تعریف کیا ہے؟

﴿جواب﴾.... بدعت، سنت کی ضد ہے۔ اور سنت وہ چیز ہے جو دلائل شرعیہ سے ثابت ہو۔ دلائل شرعیہ چار ہیں: قرآنِ حکیم، سنت، اجماعِ امت اور قیاسِ مجتہد۔۔۔ جو چیز ان دلائل اربعہ سے ثابت ہو وہ سنت ہے، اور جو ان میں سے کسی دلیل سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

﴿سوال﴾.... قیام میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

﴿جواب﴾.... مجالس میلاد کے اندر ایک غیر مسنون رسم یہ بھی رواج پا گئی ہے کہ محفل ختم ہونے کے بعد ایک خاص ماحول بنایا جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد مبارکہ کا عنوان وتصور دیکر جملہ اہل مجلس کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر اس عمل کے پیچھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ ہو تو صریح شرک ہے۔ کیونکہ حاضر وناظر ہونا خاصۂ خداوندی ہے...... اگر اس مجلس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کا تصور ہو تو اس کے لئے کوئی ٹھوس شرعی ثبوت چاہئے...... اور اگر اس عمل کو محبت وعقیدت کا نام دیا جائے تو محبت ایک قلبی کیفیت کا نام ہے، جو مختلف افراد پر، مختلف اوقات میں مختلف انداز کے ساتھ طاری ہوتی ہے جسے اجتماعی شکل دینا نہ شرعاً روا ہے اور نہ عقلاً جائز ہے۔

اور اگر اس عمل کے پیچھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کا صرف خیالی تصور کارفرما ہو تو یہ خلاف سنت ہے، کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرامؓ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ لیکن آپ کی تشریف آوری پر صحابہ کرامؓ قیام نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ ان کو علم تھا کہ آپ اس قیام کو ناپسند فرماتے ہیں۔ [ترمذی: ۲/۱۰۰، مشکوۃ: ۴۰۳، مسند احمد: ۳/۱۵۱]

جب آپکی حقیقی تشریف آوری پر یہ عمل آپ کا ناپسندیدہ تھا تو خیالی آمد پر یہ عمل مقبول ومحبوب کیسے ہو سکتا ہے؟

﴿سوال﴾.... میلاد کی خوشی میں خرچ کرنا اسراف کیوں ہے؟

﴿جواب﴾.... اسلام غیر ضروری امور پر خرچ کرنے کو اسراف قرار دیتا ہے۔ اسی لئے اس نے خوشی وغمی کے حدود متعین کر رکھے ہیں۔ ان حدود سے تجاوز کرنا یا حرام ہے یا مکروہ۔ بدقسمتی سے میلاد کے نام پر اس مسلم سوسائٹی کے اندر غیر ضروری خرچہ کیا جاتا ہے۔ جہاں کی نصف سے زائد آبادی مفلسی و بے روزگاری کا شکار ہے، جہاں تعلیم وعلاج سے محروم طبقہ احساس محرومی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ ایسے سماج میں کروڑوں

روپے غیر ضروری لائٹنگ، جھنڈیوں، پرچموں اور نمائش کی دیگر اشیاء پر خرچ کر دینا اسلامی تعلیمات کے منافی اور اسراف نہیں تو کیا ہے؟ یہ اظہارِ محبت ہمارے فہم سے بالا ہے، اگر یہی خرچ میلاد ہی کے حوالہ سے سماجی ضروریات پر کیا جائے تو کوئی اسے اسراف کا نام نہیں دے سکتا۔

﴿سوال﴾....عورتوں کا میلاد کی زیبائش دیکھنے جانا کیسا ہے؟

﴿جواب﴾....بعض مقامات پر شبِ ولادت میں بازاروں کے اندر مکہ مکرمہ کا مصنوعی جغرافیائی ماحول تیار کیا جاتا ہے، پہاڑیاں بنائی جاتی ہیں، پودے لگائے جاتے ہیں، ان کے گرداگرد قمقمے روشن کئے جاتے ہیں اور ساری رات وہاں بچوں اور عورتوں کا میلہ اور مردوں کا ہجوم رہتا ہے، ہمارے خیال میں تعلیمات نبوت کے ساتھ اس قدر توہین آمیز سلوک اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ معلوم نہیں کہ یہ عبادت ہے یا اخلاقیات کا جنازہ؟

﴿سوال﴾.... جشن میلاد کے لئے چندہ جمع کرنا کیسا ہے؟

﴿جواب﴾....مروجہ محافل میلاد کی مشروعیت ثابت نہیں، اور غیر مشروع کام کے لئے چندہ جمع کرنا بذات خود ایک سوالیہ نشان ہے۔ اس جواز وعدم جواز کی بحث سے ہٹ کر گزشتہ کئی سالوں سے جو ایک اخلاق سوز منظر ہمارے سامنے آرہا ہے اس نے ہمارے بچوں اور نوجوانوں کے اخلاق اور رویہ کو تباہی کے دہانہ پر لاکھڑا کیا ہے۔ ہر سال ماہ ربیع الاول کا آغاز ہوتے ہی کم عمر بچوں اور نوجوانوں کی ایک ''میلادی فورس'' تھالیاں، پراتیں ہاتھوں میں لئے گلیوں، بازاروں اور چوراہوں میں نمودار ہوجاتی ہے۔ اور ڈھیٹ قسم کے بھکاریوں کی طرح لپٹ لپٹ کر شرمندہ ومجبور کر کے میلادی ٹیکس وصول کرتی ہے۔ یہ تربیت یافتہ فورس اس وقت تک راستہ بلاک رکھتی ہے جب تک اس کے میلادی کشکول میں کچھ نہ کچھ ڈال نہ دیا جائے۔ اکثر لوگ صرف ان کے متعصّبانہ طعن وتشنیع گستاخانہ رویہ اور ڈھٹائی پر مبنی حرکات سے بچنے کے لئے چندہ ڈالنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ ہم ان بچوں اور نوجوانوں کی نیتوں پر حملہ نہیں کرتے، اور نہ ہمیں اس سے غرض ہے کہ ان کا جمع شدہ چندہ کہاں اور کیسے خرچ ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ ان کے اس اخلاق سوز عمل کی ذمہ داری ان کے سرپرستوں اور حوصلہ افزاؤں پر عائد ہوتی ہے۔

﴿سوال﴾.... کیا بزرگان دین نے میلاد منایا؟

﴿جواب﴾....محافل میلاد رفتہ رفتہ خانقاہی سلسلہ میں داخل ہوگئیں۔ اور بعض اہل طریقت بزرگوں نے انہیں اپنالیا، لیکن انکی محافل میں تین چیزوں کا خاص اہتمام تھا......(۱) ان میں مروجہ رسومات کا نام ونشان نہ تھا......(۲) انہیں کبھی لزوم و وجوب کا درجہ نہ دیا گیا۔ (۳) وہ خانقاہی حدود تک محدود رکھی گئیں......لیکن جب دنیا پرست پیروں اور شہرت پسند سرمایہ داروں کا ''متحدہ میلاد محاذ'' بنا تو اس رسم میلاد کو وجوب کا درجہ دیدیا گیا، اسے خانقاہی حدود سے نکال کر گلیوں اور بازاروں میں متعارف کرایا گیا۔ جب یہ رسم خانقاہی حدود

سے نکل کر سوسائٹی کے عمومی وعوامی اجتماعات کا عنوان بن گئی تو اسے بریلوی، دیوبندی اختلاف کا معیار بنا دیا گیا۔اور جب اسے سرکاری سرپرستی مل گئی تو اس اختلاف کی خلیج مزید وسیع ہوتی چلی گئی۔

﴿سوال﴾.... صوفیاء کرام نے ایسی رسومات کیوں اپنائیں؟

﴿جواب﴾....امت مسلمہ کے چار بڑے طبقے ہیں جنہوں نے دین کی اشاعت وحفاظت کا فریضہ سرانجام دیا...... پہلا طبقہ محدثین کرام کا ہے، جنہوں نے الفاظ دینیہ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا، اور پوری چھان پھٹک کے بعد صحیح وضعیف روایات کے درمیان تفریق کی مضبوط دیواریں کھڑی کر دیں، آج اگر ہمارے پاس علوم دینیہ اپنی اصلی وحقیقی حالت میں موجود ہیں تو یہ انہی کی کاوشوں کا ثمرہ ہیں...... دوسرا طبقہ متکلمین کا ہے جس نے عقائد وافکار دینیہ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا، اور قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی عقائد وافکار پوری طرح واضح وآشکارا کر دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ روافض، خوارج، معتزلہ، قادیانی، چکڑالوی، نیچری، پرویزی، بریلوی، خاکساری، مماتی، مودودی، غیر مقلد، آغا خانی، اور غامدی وغیرہ کئی فتنے اسلامی عقائد پر حملہ آور ہوئے لیکن رسوائی وپسپائی کے سوا کچھ نہ پا سکے...... تیسرا طبقہ فقہاء کرام کا ہے، جس نے احکام شرعیہ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا، اور انکی روشنی میں امت کے اعمال وافعال کی اصلاح کا فرض نبھایا۔ان تینوں طبقات کو اصحاب شریعت کہا جاتا ہے...... چوتھا طبقہ صوفیاء کرامؒ کا ہے، جو انسانی نفس کی طرف متوجہ ہوا، اور اپنی پوری ذہنی قوت نومسلم وبے عمل افراد کی قلبی اصلاح پر مرکوز کر دی۔اس طبقہ کو اصحاب تصوف وطریقت کہا جاتا ہے، ان بزرگوں نے اصلاح نفس کے لئے اپنے اپنے ذوق، اپنی اپنی علاقائی ضرورت اور اپنے اپنے مریدین کی ذہنی ومزاجی کیفیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف نفسیاتی طریقے اختیار کئے۔ان نفسیاتی طریقوں کے ذریعہ انہوں نے کروڑوں نومسلموں، بدعملوں اور بے عملوں کے دلوں میں ایمان واسلام کی حقیقی روح بیدار کر دی، ان کے اندر احکامات دینیہ سے قلبی لگاؤ اور اعمال صالحہ کی صحیح اسپرٹ پیدا کر دی، انہیں متبع سنت ودیندار بنا دیا، اور ان کے اندر حقوق وفرائض کی اہمیت پیدا کر کے ان کی ادائیگی کا دینی وروحانی جذبہ اجاگر کر دیا۔اس اعتبار سے اگر صوفیاء کرام کے طرز عمل کا جائزہ لیا جائے تو انکی حیثیت ایک دینی محقق کی نہیں بلکہ روحانی معالج وطبیب کی نظر آتی ہے۔اور انکی خانقاہی رسومات صرف ایک طریق علاج کا درجہ رکھتی ہیں، جو بطور دواء اختیار کی گئیں۔۔۔ ہر شخص جانتا ہے کہ دوا اور غذا میں فرق ہوتا ہے۔غذا جسم کی ضرورت ہے، اور دوا جسم کی مجبوری۔۔۔ احکام شریعت غذا ہیں اور رسومات طریقت دوا۔۔۔ غذا پوری انسانیت کی یکساں ضرورت ہے اور دوا صرف مریضوں کی ضرورت ہے۔اگر کوئی شخص بغیر تشخیص وتجویز کے دوا استعمال کرتا چلا جائے تو اسے احمق اور اپنی جان کا دشمن سمجھا جاتا ہے، جسمانی دوا کے ذریعہ جسم کو اور روحانی دوا کے ذریعہ روح کو اسکی نارمل پوزیشن پر لانا مقصود ہوتا ہے، مثلاً۔۔۔ جب بھوک، پیاس ختم ہو جائے، سردی، گرمی، کا احساس مارا جائے، بے خوابی لاحق ہو جائے تو یہ جسم کے غیر نارمل ہونے کی علامت ہوتی

ہے جو کسی دوا کا تقاضا کرتی ہے۔اسی طرح جب ایمان سے محرومی ہو،نماز،روزہ،حج،زکوۃ وغیرہ عبادات متروک ہو جائیں،رشوت،شراب نوشی،جوا وغیرہ امور خبیثہ کی رغبت ہونے لگے تو یہ روح کے غیر نارمل ہونے کی علامت ہوتی ہے۔جو علاج اور دوا کا تقاضا کرتی ہے اور علاج صرف ڈاکٹر اور حکیم کرتا ہے۔اور ہر مریض کا اس کے مزاج کے مطابق کرتا ہے اور اکثر ڈاکٹرز اور حکماء کی تشخیص و تجویز مختلف ہوتی ہے۔۔۔اس پوری بحث کا حاصل یہ ہے کہ رسومات طریقت کی حیثیت صرف دوا کی ہے جسے بطور غذا اختیار کرنا ہرگز درست اور جائز نہیں۔اور پھر ان رسومات کو نہ صوفیاء کرام نے خود دین سمجھا،نہ دوسروں کو انہیں دین سمجھنے کی تلقین کی۔وہ ان کے نزدیک صرف اصلاح نفس کے ذرائع تھے،لہٰذا انہیں اسی حیثیت سے قبول کرنا چاہیئے۔اور مشائخ طریقت پر ضلالت و گمراہی کا فتوی نہ دینا چاہیئے چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''صوفیاء کرام کا عمل حلت و حرمت کے اندر دلیل و سند نہیں ہے۔البتہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں۔'' [مکتوبات:۱/۳۳۵]

یہی نقطۂ نظر حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ:مشرب پیر حجت نیست،دلیل از کتاب وسنت می آید[اخبار الاخیار:۹۳] یعنی پیرو مرشد کا طریقہ حجت و دلیل نہیں ہے۔دلیل کتاب وسنت سے چاہیئے،یہی مسلک اعتدال ہے اور یہی علماء دیوبند اہل السنّت والجماعت کا موقف و نظریہ ہے،وہ نہ صوفیاء کرام کو مطعون کرتے ہیں اور نہ ان کے ایسے افعال و اقوال کو قابل عمل جانتے ہیں جو اپنے پیچھے کوئی دلیل شرعی نہیں رکھتے۔

﴿سوال﴾....جلوس میلاد کا مقصد کیا تھا؟

﴿جواب﴾.... ہمارے خیال میں اس کے پیچھے روافض کی ایک گہری سازش کارفرما تھی۔وہ متحدہ ہندوستان کے اندر ماتمی جلوسوں کے لئے برطانوی حکمرانوں سے روٹ اور پرمٹ حاصل کر چکے تھے۔لیکن انہیں خطرہ تھا کہ پاکستان کی اسلامی ریاست کے اندر جہاں ۹۵ ، فی صد اکثریت اہل السنّت والجماعت کی ہے یہ ''روٹ و پرمٹ'' منسوخ نہ کر دیئے جائیں۔اور فطری وعقلی اصول کے مطابق عبادت کو ''عبادت خانہ'' میں بند نہ کر دیا جائے۔لہٰذا انہوں نے غیر محسوس طریقہ سے ''عید میلاد النبیؐ'' کے عنوان سے بھی جلوسوں کا سلسلہ شروع کرا دیا۔تا کہ جب ہمارے ماتمی جلوسوں پر پابندی کی بات چلے تو ہم ان میلادی جلوسوں کی آڑ لے کر اپنے ماتمی جلوسوں کا دفاع کر سکیں۔

کیونکہ گورنمنٹ کے لئے دونوں جلوسوں پر پابندی لگانا دشوار ہوگا۔اور حقیقت یہی ہے کہ ماتمی جلوسوں کے دفاع کے لئے سب سے بڑی ڈھال یہی جلوس میلاد ہیں۔جب بھی امن عامہ کے تحت ماتمی جلوسوں پر پابندی کا معاملہ اٹھتا ہے تو وہ جلوس میلاد ہی کی آڑ لیتے ہیں۔ ☆☆☆☆

مجلّہ صفدر جلد نمبر ۶ / ۷ کی مکمل فہرست......جنوری ۲۰۱۶ء تا دسمبر ۲۰۱۷ء

شمارہ......۵۹......جنوری ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۰......فروری ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۱......مارچ ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۲......اپریل ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۳......مئی ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۴......جون ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۵......جولائی ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۶......اگست ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۷......ستمبر ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۸......اکتوبر ۲۰۱۶ء

شمارہ......۶۹......نومبر ۲۰۱۶ء

شمارہ......۷۰......دسمبر ۲۰۱۶ء

گوشۂ خاص......... بعنوان: شیخ الہند کا احسانی و عرفانی مقام

شمارہ......۱/۷ ۲/۷......جنوری رفروری ۲۰۱۷ء

شمارہ......۳/۷......مارچ ۲۰۱۷ء

شمارہ......۴/۷......مارچ ۲۰۱۷ء

شمارہ......۷۵......مارچ ۲۰۱۷ء

شمارہ......۷۶......مارچ ۲۰۱۷ء

شمارہ......۷۷......مارچ ۲۰۱۷ء

شمارہ......۷۸......مارچ ۲۰۱۷ء

شمارہ......۷۹......مارچ ۲۰۱۷ء

شمارہ......۸۰......مارچ ۲۰۱۷ء

شمارہ......۸۱......مارچ ۲۰۱۷ء

بقیہ......جشن میلاد یا جشن خرافات

(۱۹)......اس دن تمام وسائل اقلیتی فرقے کے مذہبی تہوار پر صرف کردیئے جاتے ہیں اور ان کے نظریات پورے ملک پر مسلط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو سراسر جمہوری روایات کی خلاف ورزی ہے۔

(۲۰)......ایک مخصوص فرقے کیلیۓ اس دن تمام ملک کی مارکیٹوں، سڑکوں، بازاروں کو بند کردیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ملک میں رہنے والے دیگر افراد کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

(۲۱)......اس دن اسلحہ کی نمائش اور غنڈہ گردی کر کے ریاست کے شہریوں کو خوف ودہشت میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ایسی محافل یا ایسی کاروائیاں حکومت پاکستان کے قانون کے تحت ''دہشت گردی ایکٹ'' کے زمرے میں آتی ہیں۔

(۲۲)......اس دن اسلحہ کی نمائش کر کے ملک میں جرائم پیشہ افراد اور غنڈہ گردی کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے معاشرے کے لوگ جرائم کرنے پر جری ہوجاتے ہیں۔

اب ہم آخر میں شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی ؒ کے ان الفاظ کے ساتھ اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ:

''جشن عید میلاد النبی کے نام سے جو خرافات رائج کردی گئی ہیں اور جن میں ہر آئے سال مسلسل اضافہ کیا جارہا ہے یہ اسلام کی دعوت، اس کی روح اور اس کے مزاج کے یکسر منافی ہے میں اس تصور سے پریشان ہوجاتا ہوں کہ ہماری ان خرافات کی روئیداد جب آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی میں پیش ہوتی ہوں گی تو آپ پر کیا گزرتی ہوگی اور اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہمارے درمیان موجود ہوتے تو ان چیزوں کو دیکھ کر ان کا کیا حال ہوتا۔ بہرحال میں اس کو نہ صرف بدعت بلکہ تحریف فی الدین تصور کرتا ہوں''۔[اختلاف امت اور صراط مستقیم:۷۸]

☆☆☆☆

انجم نیازی

محبت اور عقیدت میں کھلی پیشہ وری کیسی؟

عقیدت کے پسِ پردہ یہ مستانہ روی کیسی؟
اَدب کی بارگہ میں جاہلوں سی بے خودی کیسی؟
جہاں سارے فرشتے سر جھکا کر بات کرتے ہیں
وہاں سازوں کی دُھن پر اجتماعی راگنی کیسی؟
مجھے تسلیم اُن کے دِل محبت سے ہیں بے قابو
مگر یہ چیخنا کیسا مگر نعرہ زنی کیسی؟
اَدب ملحوظ ہو جن کو لبوں کو بند رکھتے ہیں
انھیں اُن ﷺ سے محبت ہے تو شوریدہ سری کیسی؟
اگر **لاترفعوا اصواتکم** پر ہے یقیں اُن کو
تو پھر بدمستیاں کیسی تو پھر بے ہُودگی کیسی؟
محبت اور عقیدت میں نمائش کا ہے کیا مطلب؟
محبت اور عقیدت میں کھلی پیشہ وری کیسی؟
نبی ﷺ سے گر محبت ہے نبی ﷺ سے گر عقیدت ہے
تو اُس کے دوستوں کے دشمنوں سے دوستی کیسی؟
وہاں تو ہر کسی کو ہوش ہی میں رہنا پڑتا ہے
وہاں بے ہوشیاں کیسی وہاں آوارگی کیسی؟
اُنہیں پرنور گنبد کا اگر ہے احترام انجم
تو پھر بے نور حجروں کی یہ بھونڈی پیروی کیسی؟